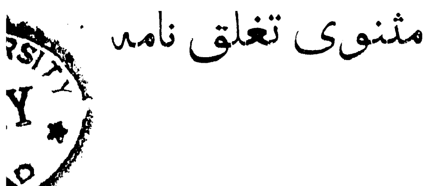


مثنوی تغلق نامه

شائع کرده مجلس مخطوطات فارسیه - حیدرآباد دکن

به حسن اعانت دولت آصفیه دام اقبالها

سلسلۂ مخطوطاتِ فارسیہ (۱)

مثنوی

تغلق نامہ خسرو دہلوی

تہذیب و تحشیہ

سید ہاشمی فریدآبادی

بہ اہتمام محمد صدیق حسن صاحب، در مطبع اردو، اورنگ آباد، دکن، طبع گردید

۱۳۵۲ھ
۱۹۳۳ع

حیدرآباد بک ڈپو، حیدرآباد دکن

ارکان مجلس مخطوطات فارسی

۱ - نواب سر اکبر حیدر نواز جنگ بہادر (صدر نشین)

ارکان جماعت عاملہ

۲ - نواب محمد یار جنگ

۳ - مولوی عبدالحق صاحب

۴ - مولوی غلام یزدانی صاحب

۵ - مولوی عبداللہ العمادی صاحب

۶ - سید ہاشمی (معتمد اعزازی)

۷ - سر سید مسعود جنگ

۸ - نواب صدر یار جنگ شروانی

۹ - ڈاکٹر عبدالحق صاحب پروفیسر عربی

۱۰ - ڈاکٹر نظام الدین صاحب پروفیسر فارسی

۱۱ - ڈاکٹر قاری کلیم اللہ صاحب

*

فہرست اجزائے کتاب

دیباچہ

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

تغلق نامہ کی تاریخی نوعیت

جیسا کہ امیر خسرو کے سوانح، تذکروں اور فارسی تاریخوں سے ثابت ہے، ان کی سب سے آخری تصنیف تغلق نامہ ہے جو انہوں نے صاحب منتخب التواریخ کے بقول سلطان غیاث الدین تغلق اول کی فرمایش سے تحریر کی تھی *- قرآن السعدین، دول رانی خضر خاں، خزاین الفتوح اور نہ سپہر کی طرح یہ بھی اپنے عہد کی نہایت دلچسپ اور مفید تاریخی نظم ہے جس میں سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے قتل، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی اور پھر غیاث الدین تغلق کی فتح اور تخت نشینی کے حالات درج ہیں - یہ تمام واقعات شاعر کی زندگی اور بعض اوقات اس کی موجودگی میں ہوے تھے - اگر کشف الظنون اور ملا عبد القادر کا قول صحیح مانا جاے کہ یہ مثنوی سنہ ۷۲۵ ھ میں نظم ہوئی تو احتمال ہوتا ہے کہ اس میں تغلق اول کے بادشاہی کے حالات بھی ہوں گے جو

---

* صفحہ ۵۸ (مطبوعہ نول کشور) -

کتاب کے آخری اوراق ضایع ہونے کی وجہ سے اب مفقود ہوگئے۔

تعداد اشعار لیکن کشف الظنون اور بعض تذکروں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد تین ہزار تھی – اور جو نسخہ اب ہمیں دستیاب ہوا ' اس میں سے حیاتی کاشی کے (۱۷۹) اشعار خارج کردینے کے بعد بھی جو اشعار محفوظ ہیں (مع منظوم عنوانات) ان کی تعداد (۲۷۴۲) باقی رہتی ہے – یہ ٹھیک اندازہ نہیں کیا جا سکتا کہ ابتدائی اشعار جو تلف ہوے ان کی تعداد کتنی تھی- تاہم یہ قیاس کرنا بیجا نہ ہوگا کہ آخر کے جو اشعار اب نہیں ملتے وہ کم و بیش دو سو ہوں گے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شاعر نے اپنے ممدوح کی تخت نشینی کے بعد اس عہد کے دوسرے واقعات قلم بند نہیں کیے اور کیے بھی تو بہت سرسری طور پر ان کا ذکر کیا ہوگا —

سنہ تصنیف اس میں شک نہیں کہ امیر خسرو بنگالہ کی فوج کشی تک تغلق اول کے ہمراہ اور بادشاہ کے ندیم تھے لیکن ان کی تاریخ وفات ۱۸ شوال سنہ ۷۲۵ ھ ہے۔ اور زندگی کے آخری چند مہینے انہوں نے اپنے محبوب و محترم پیر کے ماتم میں گزارے – پس یہ قول کسی قدر مشکوک معلوم ہوتا ہے کہ امیر خسرو نے یہ پوری مثنوی زندگی کے اسی آخری سال میں نظم کی ہو* —

---

* مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنے ناتمام مقدمے میں کشف الظنون کا یہ قول لکھا ہے کہ " یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

بہر حال چونکہ یہ مثنوی امیر خسرو کے آخری زمانے اور پیرانہ سالی کی تصنیف ہے دوسرے ' ایک ایسے بادشاہ کے ایما سے لکھی گئی جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ان کے محترم مرشد سے چنداں حسن عقیدت نہ رکھتا تھا ' بظاہر اسی لیے اس مثنوی میں وہ جوش و ولولہ نہیں پایا جاتا جو حضرت طوطئی ہند کی سب سے پہلی تاریخی مثنوی قرآن السعدین کا امتیاز ہے -

ادبی حیثیت

تاہم کلام کی استادانہ پختگی اور بیان کی حیرت انگیز قوت و قدرت ہر ورق سے نمایاں ہے - تاریخی جزئیات کی صحت کا پاس ہر داستان سے آشکارا ہے - اور یہ وہ خصوصیت ہے جس کی بدولت یہ فخر آمیز دعویٰ کرنا بالکل بجا ہوگا کہ شاید دنیا کی کسی قوم نے ایسا شاعر نہیں پیدا کیا جس نے طویل اور اہم تاریخی واقعات کو شاعرانہ حسن گفتار کے ساتھہ اتنی صحت سے نظم کا جامہ پہنانے میں کامیابی پائی ہو جیسی کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی" مگر کشف الظنون (مطبوعۂ لائپزگ سنہ ۱۸۳۵ ع) کی جلد دوم صفحہ (۳۲۱) میں تغلق نامہ کے متعلق صرف یہ عبارت درج ہے :-

" تعلق نامہ خسرو الدهلوی المتوفی سنہ ۷۲۵ ھ و هو نظم فارسی فی ثلاثۃ آلاف بیت" (تغلق کی بجاے "تعلق" صریحاً کاتب کی غلطی ہے - ۱۲) -

اس عبارت سے مولوی رشید احمد صاحب کا قیاس ثابت نہیں ہوسکتا - مگر ممکن ہے کسی دوسری جگہ کشف الظنون میں ضمناً کوئی ایسی عبارت آگئی ہو جس سے ان مرحوم نے یہ نتیجہ اخذ کیا - ۱۲ -

پرانی دھلی کے اس درباری شاعر کے حصے میں آئی * —

مگر جیسا کہ ہم کہہ رہے تھے تغلق نامہ میں شاعرانہ رنگینیاں کم ھیں - صنایع بدایع جن میں امیر خسرو کو بڑی مہارت حاصل ہے، ان کی مثالیں اتفاقی طور پر کہیں کہیں نظر آجاتی ھیں - اور مجموعی طور پر یہ مثنوی ھندوستان کے اس بے مثل ادیب کے

تاریخی مرتبہ

بہترین ادبی یا شاعرانہ کارناموں میں شمار نہیں ہوسکتی بلکہ یہ محض ایک بیش بہا بلند پایہ تاریخی نظم ھے- دوسری تاریخی مثنویوں کے خلاف اس میں بہت تھوڑے زمانے کے حالات نظم کیے گئے ھیں- اور سب سے بڑھ کر جو بات اس موقع پر ہم جتانا چاھتے ھیں وہ یہ ھے کہ اس مثنوی کا بڑا حصہ سلطان قطب الدین کے قتل، سلاطین خلجی کے خاندان کی تباھی، اور ایک ادنیٰ درجے کے نو مسلم، نو دولت کے غصب سلطنت اور پایۂ تخت دھلی کے مسلمانوں پر مصائب و شدائد کے درد انگیز حالات پر مشتمل ھے —

نایابی کے اسباب

مسلمانوں کے اعلیٰ طبقات میں آج سے سو برس پہلے تک ہفت اقلیم کی بادشاھی کا جو غرور و ناز تھا اور اسی نسبت سے ان کی حمیت و خود داری جس مرتبے کی تھی، اگر اس کا لحاظ رکھا جائے تو یہ قیاس محض لا یعنی نہ ہوگا کہ تغلق نامہ کی سادہ بیانی سے بڑھ کر اس کا تاریخی موضوع ایسا تھا کہ آج سے چند صدی پہلے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں

---

* سر ھنری الیٹ نے بھی اپنی مشہور تاریخ ھند میں ایک انگریز مستشرق کی قریب قریب یہی رائے نقل کی ھے (جلد سوم صفحہ ۵۶۷)-

میں درجۂ قبول حاصل نہ کرسکا - ادھر پہلے تو سلطان محمد تغلق نے پایۂ تخت دھلی کی آبادی دکن میں منتقل کی اور اس شہر کو بالکل ویران و بے چراغ کردیا - پھر کچھ مدت کے بعد تیمور کے خوفناک حملے اور بعد کی طوائف الملوکی کے ھنگاموں میں جہاں اور علم و فن کے خزانے غارت ہوئے، وہاں بظاہر یہ کتاب بھی قریب قریب مفقود ہو گئی —

امیر خسرو کی بعض اور تصانیف زمانے کی اس دست برد سے محفوظ نہیں رھیں اور جیسا کہ بعض مبصرین کا اندازہ ھے ان کا آدھے سے زیادہ کلام بے نشان ہو گیا - اسی میں مثنوی تغلق نامہ کو بھی شامل سمجھنا چاھیئے - چنانچہ اکبر کے عہد میں جب دوبارہ ھندوستان میں امن و امان اور علم و فن کا چرچا ہوا تو اس وقت یہ مثنوی بہت ھی کم یاب ہو گئی تھی —

فیضی کا رقعہ

اس بارے میں سب سے دلچسپ اور قیمتی شہادت ملک الشعرا فیضی کے رقعے سے بہم پہنچتی ھے جو اس نے راجہ علی خاں فاروقی والیء خاندیس کو تحریر کیا تھا - یہ رقعہ سر ھنری الیٹ کے کاغذات کے ساتھ متحف برطانیہ میں محفوظ ھے اور اس تک میری رھنمائی لنڈن یونیورسٹی کے ایک طالب علم محمد اشرف صاحب نے کی جو خود بھی غالباً امیر خسرو کی شاعری کے متعلق علمی تحقیقات کر رھے تھے - اس معاونت پر میں ان کا دل سے ممنون ھوں - رقعے کی عبارت یہ ھے :—

"بہ سلطنت و ابّہت پناہ سیدالاقران راجہ علی خاں فاروقی والیء خاندیس امید کہ نواب معلّی القاب مزکّی اوصاف مویّد و منصور باشید - ایں

ذرۂ بے نام و نشان خاک نشین را چہ یارا کہ دم از اشتیاق ...
بموجب ضرور استدعا می نماید کہ از کتاب تغلق نامہ کہ از انفاس
مقدسۂ امیر خسرو ہست، چند ورق از اول و چندے از آخر رفتہ،
التفات فرمودہ دو جز از اول و ہمیں قدر از آخر بہ یکے از
خدمت گاران امر فرمایند کہ بہر خطے مسودہ نمودہ بصحبت بندہ
مصحوب حاملان عریضہ فرستند - امید کہ مکارم عالیہ را عذر پذیر
این جرأت و تصدیع خواہند داشت - ادام اللہ افضالکم ـــ

العبدالاقل فیضی" -

اس رقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی اکبر بادشاہ
کے زمانے میں کم سے کم شمالی ہندوستان میں بہت نادرالوجود
ہو گئی تھی - دوسرے یہ کہ بظاہر شاہی کتب خانہ میں اس کا
جو نسخہ موجود تھا اس کے ابتدائی اور آخری اوراق ضایع ہو گئے

صاحب فرہنگ جہانگیری اور تغلق نامہ

تھے - تغلق نامہ کا جو نسخہ مولف فرہنگ
جہانگیری جمال الدین انجو، کے سامنے
تھا ممکن ہے وہ کوئی دوسرا اور مکمل نسخہ ہو لیکن اول تو اس
نے اپنے نسخے کا جس سے کام لیا کوئی ذکر نہیں کیا دوسرے یہ بات
بعید از قیاس ہے کہ فیضی کو اس نسخے کا علم نہ ہوا ہو کیوں کہ انجو
اکبر بادشاہ ہی کے حکم سے اس کے آخری زمانے میں فرہنگ جہانگیری
کی تالیف میں مصروف تھا - خود اس مولف لغت کا تغلق نامہ سے
کام لینا متعدد اشعار سے ثابت ہے جو اس نے سند میں نقل کیے
ہیں اور انہیں ہم آگے اپنے ناظرین کے سامنے پیش کریں گے ـــ

فرشتہ کا قول

اس موقع پر محمد قاسم فرشتہ کا قول بھی نقل کردینا چاہئیے۔ اس نے اپنی مشہور تاریخ (کم سے کم اس کے ابتدائی مقالے) سنہ ۱۰۱۵ ھ یعنی عہد جہانگیری کے بالکل ابتدا میں تالیف کی۔ اور وہ بھی بیان کرتا ہے کہ تغلق نامہ جسے امیر خسرو نے غیاث الدین تغلق کے نام لکھا تھا، کم یاب ہو گیا ہے* اس مورخ نے تغلق نامہ کے چار شعر نقل کیے ہیں جن کا مولوی رشید احمد صاحب نے اپنے مقدمہ میں حوالہ دیا ہے† ۔ لیکن یہ شعر سلطان معزالدین کیقباد کے حالات کی ضمن میں درج ہیں۔ قطب الدین مبارک، خسرو خاں یا خود غیاث الدین تغلق کے حالات میں اس مثنوی کا کوئی شعر نقل نہیں کیا حالانکہ جا بجا دوسرے اشعار اور قطعات موجود ہیں —

حیاتی کا بیان

مذکورۂ بالا اسباب کو پڑھنے کے بعد حیاتی کاشی کی عبارت جو اس نے کتاب کے عنوان میں لکھی ہے سمجھنی آسان ہوجاتی ہے :—

---

* جلد اول مطبوعۂ نول کشور صفحہ ۱۳۲ —

† اشعار یہ ہیں :—

نشاید پادشہ را مست بودن	نہ در عشق و ہوس پیوست بودن
بود شہ پاسبان خلق پیوست	خطا باشد کہ باشد پاسباں مست
شہاں چوں شد خراب از بادۂ ناب	رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب
در آئینے کہ رسم ملک داری است	ثبات کارہا در ہوشیاری است

(فرشتہ - طبع نول کشور - جلد اول - صفحہ ۸۹)

تغلق نامہ میں ان اشعار کا نشان ۲۷۹ تا ۲۸۲ ہے —

" آغاز سخن در شرح چگونگی بنظم آوردن این چند داستان و با تمام رسانیدن کتاب تغلق نامۂ سخن پیرائے گلزار هر تازگی و نوی گلچور خزانۂ معنوی امیر خسرو دهلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ نہ از نقوش دیباچہ اش اثرے بود و نہ از نگارش خاتمہ اش خبرے ' نہ حدیقۂ حمدش را درها باز و نہ گلشن مدحت را دستان سرائے بآواز " —

نسخہ میں " خاتمہ اش " کی بجائے " خامہ اش " درج ہے مگر یہ صریحاً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ حیاتی نے صرف " این چند داستان " نظم کرنے کا دعویٰ کیا ہے اور کتاب تغلق نامہ کو جس میں دیباچہ حمد مدح خاتمہ موجود نہ تھا اتمام کو پہنچایا ہے - نہ یہ کہ پوری کتاب خود لکھنے کا ادعا کیا ہو - اپنی منظوم تمہید میں بھی حمد اور بادشاہ وقت جہانگیر کی صفت و ثنا کے بعد حیاتی لکھتا ہے کہ سنہ ۱۰۱۹ ھ میں ایک رات بادشاہ نے امیر خسرو کے تغلق نامہ کا ذکر کیا :

ع " کہ * در تاریخ سال شش صدو اند "

من جملہ اور منظوم تصانیف کے یہ کتاب بھی خسرو نے

---

* یہ جہانگیر یا خود حیاتی کی غلطی ہے - امیر خسرو کی عمر کا بڑا زمانہ " شش صد واند " یعنی ساتویں صدی میں گزرا لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور خود مثنوی کے واقعات سے جو سنہ ۷۲۰ ھ میں ہوئے ' ظاہر ہے ' کہ تغلق نامہ آٹھویں صدی کی تصنیف ہے —

لکھی مگر اس کے آغاز و آخر کے اشعار غایب ہو گئے ہیں —

ازاں دفتر ' ولے ز آغاز و انجام سخن را نے نشاں نے قصہ را نام

اور اسی کمی کو پورا کرنے کا حیاتی کو حکم دیا - حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا لب لباب ہم نے اپنے خلاصۂ مثنوی میں لکھہ دیا ہے اور مولوی رشید احمد صاحب کے فاتوام مقالے میں بھی یہ بحث خاصی تفصیل سے موجود ہے —

حیاتی کے اشعار کی تعداد اور ان کا صلہ

حیاتی کے ان کل ابتدائی اشعار کی تعداد (۱۷۵) ہے - ممکن ہے کہ اس نے اخیر کے بھی کچھہ شعر جن کا وعدہ کیا ہے (دیکھو بیت ۱۹۸ تا ۱۷۷) تحریر کیے ہوں لیکن وہ اب مفقود ہیں - ان محفوظ تمہیدی اشعار کی تاریخی اہمیت اور معنوی خوبی تقریباً صفر ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ادبی اعتبار سے یہ شعر نہایت صاف و شگفتہ ہیں - کم سے کم اس کے ممدوح جہانگیر کو تو وہ اتنے پسند آئے کہ اس نے حیاتی کو زر سرخ و سفید سے تلوا کر اس کے ہم وزن روپیہ انعام دیا - تذکروں میں سعیدائے گیلانی کا یہ قطعۂ تاریخ اس واقعے کی یادگار میں نقل کیا ہے :—

چوں حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر

بادشاہ عدل گستر شاہ گردوں اقتدار

شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

آفتاب ہفت کشور سایۂ پروردگار

بہر تاریخش بروے گفت مولان چرخ

شاعر سنجیدہ شاہی رقم زد روزگار

احوال حیاتی کاشی

اس موقع پر حیاتی کاشی کے حالات میں مختصر طور پر یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ یہ شاعر اپنے وطن ایران سے پہلے احمدنگر آیا اور بظاہر اپنے آخری زمانے میں جہانگیری دربار میں پہنچا تھا - عہد جہانگیری کی مشہور تاریخوں میں اس کا حال نہیں ملتا۔ تزک جہانگیری بھی اسے سونے چاندی میں تولنے کا ذکر نہیں کرتی - قریب العصر تاریخی تذکرہ یعنی 'طبقات شاہ جہانی' ذیل کی چند سطروں پر اکتفا کرتا ہے :—

حیاتی کاشی - "از دردمندان بود و در اقسام شعر مستثنیٰ - صاحب دیوان بودہ و باسخنان اکابر سرے داشت اگرچہ از مادۂ علمی عاری بود اما فہمے درست داشتہ- وفاتش در زمان جہانگیر بادشاہ واقع شد"

'والہ داغستانی' کے ضخیم تذکرے میں صرف ایک سطر حیاتی کاشی کے حصے میں آئی - بعد کے ہندوستانی تذکروں میں سب سے واضح کیفیت ہم کو 'خزانۂ عامرہ' میں دستیاب ہوئی جس نے بعض پہلے تذکروں کی غلطی بھی صاف کردی ہے :—

حیاتی کاشی

"حیاتی کاشی شاعر شیریں ابیات است و میر آب چشمۂ آب حیات - آغاز حال تخلص 'سقائی' می کرد - وجہ تخلص این است کہ بمصاحبت بعضے ملاحدہ پرکار ہمعنش گرد اہل نقطہ گردیدہ و در علم منطقہ ترقی بسیار کردہ مرکز دائرۂ نقطویاں گشت و نقد ہوش

در عشق صراف پسرے باخته همراه او از 'کاشان'
'بقزوین' رفت و مدتے در آنجا با اسفا یعنی اهل
نقطه اختلاط داشت جمعے ازیں طائفه را با چند کتاب
در حضور 'شاه طهماسپ صفوی' بردند و بحکم شاهی
همه ایں ها محبوس و معذب گردیدند - بعد دو سال
جانی از شکنجهٔ حبس نجات یافته جانب شیراز رفت و
یک دو سال درانجا گزرانیده در سنه ۹۸۶ سته و ثمانین
وتسع مائة بوطن مانوس کاشان شتافت و نقطه را از لوح
خاطر شسته سربر خط دین نبوی گذاشت و بعد زمان
بسهر از کاشان متوجه دیار دکن گردیده در احمد نگر
بسرمی برد - یکے از مقربان جهانگیر بادشاه تعریف او
به سمع بادشاه رسانید - حکم طلب او صادر شد -
حیاتی امتثال امر نموده خود را بدرگاه رسانید و مشمول
عواطف خسروانه گردید - در سنه تسعة و عشر و الف
مثنوی امیر خسرو مسمی به تغلق نامه پسند خاطر
بادشاه افتاد - یک مبحث آں کتاب مفقود بود - شعراء
ملازم رکاب به نظم آں مبحث مامور شدند - هر کدام
سرمایهٔ فکر خود تحفهٔ محل بادشاهی ساخت - ازاں جمله
نظم حیاتی نهایت مقبول افتاد - حکم شد تا بجلدوئے
آں حیاتی را بزر سرخ و سفید سنجیدند - شش خریطه
در پله افتاد - هر یک خریطه مشتمل بر هزار اشرفی
و روپیه - و سعیدائے گیلانی در تاریخ ایں واقعه گوید :—

" چوں حیاتی را — الخ "

خان آرزو را در حیاتی گیلانی و حیاتی کاشی غلط واقع شدہ - از مطالعہ مجمع النفائس تالیف او واضح می شود - از انفاس حیاتی است : اشعار .... ' (خزانۂ عامرہ) —

حیاتی کی نظم کا صحیح زمانہ آزاد کے مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہے کہ حیاتی نے تغلق نامہ کا صرف ایک " مبحث " (یا فصل) جو گم ہوگیا تھا تحریر کیا۔ دوسرے ' قطعۂ تاریخ سے حیاتی کی نظم کا صحیح سال بھی معلوم ہوگیا اور اس میں مطلق شبہ نہیں رہا کہ وہ تغلق نامہ جس سے فرشتہ نے سنہ ۱۰۱۵ ھ میں چار شعر نقل کیے حیاتی کا لکھا ہوا کلام نہیں ہوسکتا کیوں کہ ' حیاتی ' نے تغلق نامہ میں جو کچھ لکھا وہ فرشتہ سے چار سال بعد سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تحریر ہے —

۲ — علی ھذا فرہنگ جہانگیری کی تالیف اکبر کے عہد سنہ ۱۰۰۵ھ میں شروع ہوئی اور سنہ ۱۰۱۷ ھ میں تکمیل کو پہنچی چنانچہ ع :-

" زہے فرہنگ نور الدین جہانگیر "

سال تکمیل کی تاریخ ہے - اگر تغلق نامہ کا یہ نسخہ جو ہمارے سامنے ہے حیاتی کاشی کی سنہ ۱۰۱۹ ھ کی تصنیف ہوتا تو ظاہر ہے کہ اس کے چند سال پہلے کی تالیف فرہنگ جہانگیری میں اس کے اشعار نقل نہیں کیے جا سکتے تھے دوسرے فرشتہ اور عضدالدولہ انجو دونوں تغلق نامہ کے اشعار کو صراحتاً امیر خسرو کے نام سے نقل کرتے ہیں اور یہ نا ممکن ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر

جہاتی کے کلام کو امیر خسرو سے منسوب کردیا ہو ۔

| تغلق نامہ کے اشعار فرہنگ جہانگیری میں | فرشتہ کے اشعار ہم اوپر نقل کرچکے ہیں۔ ذیل میں وہ اشعار نقل کرتے ہیں جو |

ایک سرسری تلاش سے فرہنگ جہانگیری میں صراحتاً امیر خسرو کے نام سے ہمیں دستیاب ہوئے اور جو ہمارے نسخۂ تغلق نامہ میں موجود ہیں :—

اشعار تغلق نامہ جو فرہنگ جہانگیری (مطبوعہ سنہ ۱۸۷۶ع مطبع ثمر ہند لکھنو) میں سنداً نقل کئے گئے ہیں :

صفحہ جہانگیری	تحت (لفظ)	نشان بیت تغلق نامہ	شعر
۳۳۲	خراب	۲۸۱	شباں چوں شد خراب از بادۂ ناب رمہ در معدۂ گرگاں کلند خراب
۴۰۵	مردم	۲۸۹	نشاید ہیچ مردم خفتہ درکار کہ در پایان پشیمانی دہد بار
۳۲۸	چرخ	۶۱۱	کسے کش چشم زخم از چرخ روزیست رسد گرچش جہاں در چرخ دوزیست
”	”	۶۱۲	چو زخم از قہر بے تدبیر چرخ است نہ کم تر تیر چرخ از قہر چرخ است
۴۲۰	بزانہ	۱۱۷۶	ولایت دارم و گنج و خزانہ سپاہے نیز چوں باد بزانہ
۴۰۴	لر	۱۲۱۱	ملک کز لشکر آفت سگالش چو موے لر پریشاں دید حالش
۴۰۴	لر	۱۲۱۲	ترش رو بود چوں افغان جنگی ولے ہم چوں کلاہ لر بہ تنگی

۱۷۴ شارک ۱۹۱۴ اگر شاہیں زبوں گردد ز شارک
کلہ گل مرغ را زیبد بتارک

۹۱ باخہ ۱۸۷۱ بسا بر دل نہنگ از تیغ کندہ
کہ بر ہز دیدہ چوں باخہ بسینہ

(ف) شمس اللغات چھاپہ بمبئی صفحہ (۱۱۳) میں بھی
یہ شعر امیر خسرو کے نام سے درج ہے —

۱۴۴ دار ۲۱۳۸ خودش در دہلی و جاں در ہوا دو
تنش در شہر و جاں در دار مندو

۴۰۴ لر ۲۱۵۴ لرے کردند ناہموار در پیش
کہ باد از سر برآید در تگ خویش

۱۲۷ تار - تال ۲۱۹۶ ز سیری بسکہ ہند و سیر خورشد
ہمہ تال برنجش تال زر شد

۱۲۰ پایگاہ ۲۸۴۹ رمہ گرگاں رباینده از سواهش
فرس دزداں برند از پایگاهش

ذیل کے دو شعروں کے متعلق جو تغلق نامہ کے بیمع نشان
(۹۴۸)و (۹۴۹) ہیں، فرہنگ جہانگیری جلد اول صفحہ (۴۵۱) میں
یہ عبارت لکھی ہے :—

" حکیم امیر خسرو ایں معنی را در کور کردن پسران سلطان
السلاطین، رقاب الامم، ملوک الشرق والعجم علاء الدین والدنیا گفتہ :—
کسے کو بوکشید ایں دیدۂ سر بساں خستہ شفتا لو بود تر
دو چشم او چو دو عذاب خستہ ہمیشہ خستہ و در خوں نشستہ

تغلق نامہ کی دوبارہ نایابی

لیکن حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ جہانگیر کی اس قدردانی اور کاوش کے باوجود تغلق نامہ کا یہ نسخہ بھی جس کی حیاتی نے تمہید لکھی تھی ملک میں رواج نہ پا سکا اور بعد کی تاریخوں اور تذکروں میں اس کا بہت ہی مجمل ذکر یا صرف نام باقی رہ گیا ہے۔ اسی سلسلے میں مجھے متحف برطانیہ میں نواب ضیاء الدین خاں نیر دھلوی کی ایک تحریر ملی جو انہوں نے امیر خسرو کے حالات اور تصانیف کے متعلق بطور یادداشت قلمبند فرمائی تھی۔ یہ غالباً سنہ ۱۸۳۸ ع کی تحریر ہے اور سر ھنری الیٹ کے ذخیرے کے ساتھ متحف مذکور میں داخل ہوگئی ہے۔

نواب ضیاء الدین خاں کا بیان

نواب صاحب موصوف نے من جملہ اور تاریخی مخطوطات کے امیر خسرو کی تاریخی مثنوی خزائن الفتوح کا ایک نسخہ سر ھنری الیٹ کو دیا تھا۔ اور اسی فاضل انگریز کی فرمایش سے خود اپنی قلم سے امیر خسرو کے حالات بھی لکھ کر کتاب کے ساتھ بھیجے تھے۔ اس میں نواب صاحب موصوف لکھتے ہیں:—

"مثنوی نہمین تغلق نامہ است کہ در حال تغلق شاہ تصنیف نمودہ کہ بس عدیم الوجود است و آخرین تصنیفات اوست"

پھر حاشیہ پر یہ سطر تحریر کی ہے:—

"ھمگی کتب مذکورہ مصنفۂ امیر خسرو بجز تغلق نامہ کہ جز اسمے مسمی ندارد نزد ایں احقرالعباد موجود"

تغلق نامہ کی دریافت

اس طرح اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مثنوی گزشتہ دو صدی میں بھی نایاب رہی اور سنہ ١٩١٤ع میں جب نواب اسحاق خاں مرحوم نے کلیات خسرو کی تلاش اور طبع کا وسیع پیمانے پر اہتمام کیا تو اس وقت بھی ہندوستان یا بیرونی ممالک کے کسی مشہور کتب خانے میں اس کتاب کا پتہ نہیں چلا اور یہ محض نادر اتفاق تھا کہ یہ مثنوی مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی رئیس حبیب گنج کے ذاتی کتب خانے سے اور جہانگیر نامہ کے نام سے بر آمد ہوئی۔ مولانا شروانی صاحب کو ایک مدت تک یہ شبہ رہا کہ یہ کتاب حقیقت میں امیر خسرو کا تغلق نامہ ہے یا حیاتی کاشی کی بعد کی نظم۔ لیکن دنیائے ادب کو مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم کا احسان مند ہونا چاہیے جنہوں نے بہت جلد معلوم کرلیا کہ حیاتی کاشی کی تمہید کے ساتھ اصلی تغلق نامہ بھی ہے۔ اس عظیم الشان "دریافت" کا فخر انہی مرحوم کو حاصل ہے۔ پھر انہوں نے شروانی صاحب کے نسخے کی اپنے قلم سے نقل کی اور اس پر ایک مقدمہ بھی تحریر کیا جو پورا نہ ہونے پایا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا —

نواب اسحاق خاں کے انتقال سے کلیات خسرو کی طبع و اشاعت کا کام بھی معرض التوا میں پڑ گیا اور تغلق نامہ کو شاید اس واسطے اور بھی نظر انداز کر دیا گیا کہ اس کی اصلیت ہی مشکوک و مشتبہ تھی —

تین سال ہوتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا

نسخہ ان کے داماد کی وساطت سے میری نظر سے گزرا۔ اور محض کتاب کی چند داستانیں پڑھ کر ہی مجھے یقین ہو گیا کہ یہ امیر خسرو کی گم شدہ مثنوی ہے۔ یورپ کے سفر میں بھی یہ نسخہ میرے ساتھ تھا۔ اور میں نے کوشش کی کہ وہاں کے کسی کتب خانے میں اس کا دوسرا نسخہ ناقص یا کامل مل سکے تو بہم پہنچایا جائے۔ لیکن اس تلاش میں کامیابی نہ ہوئی اور آخر میں یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ مجلس مخطوطات فارسیہ کی طرف سے مولوی رشید احمد صاحب کا نسخہ خرید لیا جائے اور مولانا شروانی کے اصل نسخے سے اس کا مقابلہ کر کے یہ کتاب بجنسہ چھاپ دی جائے —

مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نا تمام مقدمہ بھی کتاب کے ساتھ چھاپا جا رہا ہے۔ اور مثنوی کے تاریخی واقعات کا ایک خلاصہ میں نے لکھ کر مقدمے کے بعد شامل کتاب کردیا ہے۔

کتاب کی تاریخی اہمیت

تغلق نامہ کی تاریخی اہمیت، اصل مثنوی بلکہ محض اس کے اردو خلاصے کے مطالعہ سے واضح ہو گی لیکن میں یہاں خاص طور پر اس کی ایک خصوصیت بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس مثنوی میں سلطان قطب الدین کے قتل، خاندان علائی کی تباہی، خسرو خاں کی چند روزہ بادشاہی، تغلق کی سرتابی، بعض امرا سے خط کتابت، دہلی پر چڑھائی اور دو بڑی لڑائیوں کے بعد فتح یابی، خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری، اور قتل کے متعلق ایسے صحیح اور تفصیلی حالات ملتے ہیں جو کسی

دوسری تاریخ میں موجود نہیں ہیں - افریقی سیاح ابن بطوطہ کا بیان بے ربط اور بہت مجمل ہے اور ہمیں اس سے زیادہ توقع رکھنے کا حق بھی نہیں ہے —

برنی کی تاریخ اور غلطیاں

لیکن ضیاءالدین برنی جس کی تاریخ محفوظ ہے اور جو ان تمام واقعات کے وقت خود دہلی یا اس کی نواح میں موجود ہوگا' افسوس ہے کہ اس نے بھی ان واقعات کو اچھی طرح اور پوری صحت و وضاحت کے ساتھہ قلم بند نہیں کیا - اور اس کی تاریخ میں ان واقعات کا کوئی صحیح مہینہ یا سنہ تک درج نہیں ہے - 'خسرو' کی بادشاہی کا زمانہ اس نے ایک جگہہ "چار ماہ" اور دوسری جگہہ "سہ چار ماہ" لکھہ دیا ہے *

معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اسی بے احتیاطی سے بعد کے اکثر تاریخ نگاروں کو طرح طرح کے مغالطے ہوئے - اور قطب‌الدین کے قتل سے محمد تغلق کی تخت نشینی تک جملہ واقعات کی تاریخیں مختل ہوگئیں پس تغلق نامہ کے مل جانے سے ہماری تاریخ کا

اہم واقعات کی صحیح تاریخیں

یہی فائدہ کچھہ کم نہیں کہ اس مثنوی کی بدولت سب تاریخوں کی تصحیح ہو جاتی ہے کیونکہ ادھر خسرو نے نہایت صراحت سے لکھا ہے کہ قطب‌الدین کا قتل جمادی‌الثانی سنہ ۷۲۰ھ کی عین چاند رات کو واقع ہوا † :-

---

* برنی مطبوعہ ایشیا تک سوسائٹی صفحہ ۴۱۱' ۴۱۲

† سیرالاولیا (مطبوعہ چرنجی لال صفحہ ۱۵۱) اور حضرت

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

چو تاریخ عرب شد ہفصد و بیست | ثبات قطب شد کم جانب زیست
جماد دوئمیں را شد پدیدار | ہلال تیرہ و تاریک دیدار
شد آں مہ بوجھ گیہاں مبارک | مگر بر طالع سلطاں مبارک

اور ٹھیک دو مہینے بعد غازی ملک تغلق غاصب خسرو خاں کو شکست دے کر پہلی شعبان سنہ ۷۲۰ ھ کو تخت دہلی پر متمکن ہو گیا :—

"چو صبح غرۂ شعبان فرخ | نمود از تخت گاہ آسماں رخ"

یہ ہفتے کا دن تھا اور خسرو خاں سے آخری لڑائی اس سے ایک دن پہلے یعنی جمعہ کو ہوئی تھی :—

ھمہ شب بود خسرو لشکر آرائے | سراں و سر کشانش نیز برپائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت | زمانہ غلغل خونریز برداشت

دن کا ذکر برنی اور بعد کے مورخوں نے بھی کیا ہے کہ لڑائی جمعہ کو ہوئی اور دوسرے دن تغلق تخت نشین ہوا مگر ان میں سے کوئی صحیح تاریخ نہیں لکھتا —

اس عہد کے رسل و رسایل

اس اہم تاریخی اطلاع کے بہم پہنچ جانے کے بعد ہمیں یہ اندازہ کرنے کا بھی موقع ملتا ہے کہ اس زمانے میں رسل و رسایل کا کس قدر عمدہ انتظام تھا کہ صرف دو مہینے کے اندر تغلق بعض اور ہم خیال امیروں کی فوج

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گزشتہ)

سلطان المشایخ کے بعض دوسرے تذکروں میں بھی یہ بات ضمناً تحریر ہے کہ سلطان قطب الدین چاند رات کو مارا گیا لیکن ان تذکروں میں صحیح مہینہ درج نہیں ہے —

ساتھ لے کر دیپال پور سے لڑتا بھڑتا پائے تخت دھلی تک پہنچ گیا حتیٰ کہ شروع میں راقم الحروف کو اس دو مہینے کی مدت تسلیم کرنے میں اسی لیئے تامل تھا کہ اتنے قلیل زمانے میں غازی ملک تغلق کو دور دور کے صوبہ داروں سے خط کتابت کرنے کی مہلت کیونکر ملی - امیر خسرو نے ان صوبہ داروں کے نام اور مقام اور ان کی مکاتبت کا حال خاص تفصیل سے تحریر فرمایا ھے (۱۰۷۴ تا ۱۳۱۵) - پائے تخت دھلی سے خود تغلق کا مستقر دیپال پورا دو سو میل سے زیادہ فاصلے پر تھا - اگر چہ اس صوبہ کی حدود سرستی ندی یعنی موجودہ شہر حصار کے قریب تک پھیلی ہوئی تھیں جس کا فاصلہ دھلی سے سو میل سے بھی کم ھے - جن صوبہ داروں کو تغلق نے خط لکھ کر خسرو خاں کی مخالفت پر ابھارا ان میں سب سے زیادہ دور سہوان (موجودہ ضلع لڑکانا) صوبۂ سندھ اور جالور (ریاست جودھپور) کے والی تھے - نقشے میں دیکھنے سے معلوم ھوگا کہ دیپال پور سے سہوان کا فاصلہ تقریباً (۴۲۵) میل اور جالور کا (۴۰۰) میل کے قریب ھے - ڈاک چوکی کے عمدہ انتظام کی بدولت اتنے دور کے مقامات تک سرکاری ڈاک کا ھفتہ عشرہ میں پہنچ جانا خلاف قیاس نہیں اور ابن بطوطہ کے سفر نامے نیز برنی وغیرہ مورخوں کی تحریروں میں ایسی نظیریں بھی ملی ھیں کہ سرکاری ھرکاروں نے اس سے بھی زیادہ سرعت کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام تک اطلاعات پہنچا دیں - جیسا کہ مثنوی یا اس کے خلاصے سے معلوم ھوگا تغلق نے جن صوبہ داروں کو خط لکھے تھے ان میں سے صرف ایک شخص ' بہرام ابیہ ' فوج کے

ساتھہ تغلق سے آملا اور دھلی پر لشکر کشی میں نمایاں خدمات انجام دیں اسی بہرام کو بعد میں کشلے خاں کا خطاب اور پورے سندھ و ملتان کی صوبہ داری عطا ہوئی تھی —

کتاب کے ادبی محاسن یا صنایع بدایع پر میں نے کچھہ نہیں لکھا - تغلق نامہ میں ایسے صنایع بہت کم ھیں اور مصنف علیہ الرحمۃ کے ان کمالات پر زیادہ واقف اهل ذوق کلیات خسرو کے بعض دیباچوں میں بہت کچھہ لکھہ چکے ھیں - البتہ مختصر طور پر یہ لکھنا باقی ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم کا نسخہ مجلس مخطوطات کے لیے خرید نے کے بعد اس کی اصل کتب خانہ حبیب گنج سے منگا ئی گئی اور مخدومی مولانا شروانی رئیس حبیب گنج کی عنایت سے تغلق نامہ کا یہ دنیا میں واحد نسخہ کئی هفتے میرے پاس رہا - اس عنایت پر میں مجلس کی طرف سے جناب ممدوح کا شکریہ ادا کرتا هوں —

نسخۂ حبیب گنج حبیب گنج کے اس نسخہ میں بھی کاتب کا نام یا کتابت کا سن درج نہیں ھے - جیسا کہ اوپر بیان ہوا آخری اوراق مفقود ھیں ' آخری صفحہ پر ترک موجود ھے جس سے معلوم ھوتا ھے کہ آگے ضرور کم سے کم ایک یا زیادہ اوراق موجود تھے - اسی خاتمۂ کتاب سے چند ورق پہلے حاشیہ پر ایک عنوان کا شعر تحریر ھے - یہ اسی بحر و قافیہ میں ھے جس میں تغلق نامہ کی داستانوں کے دوسرے عنوانات لکھے گئے ھیں —

حدیث چترو کشوردادن شہزادگان وانکہ بشغل آراستن کار ملوک وبندہ وچاکر

اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم ایک داستان امیر خسرو کی لکھی ہوئی اور موجود تھی جس میں تغلق کی تخت نشینی کے بعد، ملوک و امرا کے جدید مراتب و مناصب کا حال تحریر تھا ــــ

نسخے کے اوراق بھی بعض جگہ غیر مرتب ہوگئے ہیں مگر ان کا سلسلہ تھوڑے سے تجسس کے بعد مل جاتا ہے۔ کتابت کی بے شمار غلطیاں پائی جاتی ہیں، جن میں بہت سی مولوی رشید احمد صاحب مرحوم نے اپنی نقل میں درست کردی تھیں اور ہم نے اس اصلاح سے کافی استفادہ کیا۔ کتاب کو بار بار محنت اور غور کے ساتھ پڑھنے سے بہت سی دوسری غلطیاں بھی صاف ہوگئیں۔ مگر سوائے بالکل صریحی اور یقینی اغلاط کے ہم نے متن میں ہر جگہ نسخۂ حبیب گنج کی کتابت کی بجنسہ نقل کردی ہے اور مولوی رشید احمد صاحب یا اپنی قیاسی تصحیح کو حاشیہ میں لکھا ہے۔ کتاب کی آخری خواندگی اور تصحیح میں مولانا احتشام الدین صاحب حقی دہلوی سے نہایت مفید مشورے ملے جس کے لئے میں ان کا منت گزار ہوں ہر بار کی خواندگی اور تصحیح میں شہدا محمد صاحب حیدرآبادی جو مجلس مخطوطات کے دفتر میں کام کرتے ہیں، برابر معین رہے اور بعض عمدہ مشوروں سے مجھے ممنون کیا ــــ

نسخۂ حبیب گنج کے ایک صفحہ کا عکس لے کر شامل کتاب کردیا گیا ہے جس سے اس کی تقطیع اور خط کا اندازہ ہوگا۔ یہاں اتنا اور لکھہ دینا چاہئے کہ اس نسخہ کے سر ورق پر یہ

الفاظ تحریر ہیں :

" جہانگیر نامہ عطاے حیاتی کاشی ۔

اللہ اکبر ۔

دہلی ۔ خانقاہ قطب صاحب ۔

مرزا سکندر بخت "

پہلے جملے سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید یہ نسخہ خود حیاتی کاشی نے لکھوا کر اپنے کسی دوست کو " عطا " کیا تھا ۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے بعد کی سر گزشت نا معلوم ہے اور خود مرزا سکندر بخت کے متعلق بجز اس صریحی قیاس کے کہ تیموری خاندان کے شہزادے ہوں گے * اور کچھ حالات معلوم نہیں ہوے ۔ نسخہ مجلد ہے ۔ اگرچہ جلد کچھ بہت پرانی نہیں ہے ۔ البتہ کاغذ یقیناً کم و بیش دو سو سال کا پرانا معلوم ہوتا ہے ۔ جگہ جگہ سے کرم خوردہ اور کہیں کہیں پانی کی سیل کا نشان بھی موجود ہے ۔ کل صفحات (۱۹۷) ہیں ۔ نثر کا پہلا عنوان اور بعد کے

---

* مکرمی مولوی غلام یزدانی صاحب جنہوں نے از راہ کرم اس مقدمے کو ناقدانہ ملاحظہ کیا اور اپنی راے سے مجھے مستفید فرمایا ، لکھتے ہیں کہ :

" ایک میرزا سکندر بخت دہلی میں غدر کے بعد بھی موجود تھے اور تھوڑا عرصہ ہوا کہ ان کا انتقال ہوا ہے "—

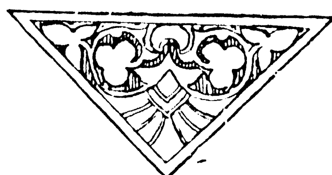
خود جناب شروانی صاحب کو یہ کتاب لکھنو کے کسی کتب فروش سے ملی تھی —

منظوم عنوانات نیز کہیں کہیں بعض نام سرخی سے لکھے ہوے ہیں —

آخر میں دولت آصفیہ دام اقبالہا کا شکریہ ادا کرنا فرض ہے جس کی امداد سے مجلس مخطوطات فارسیہ اس قابل ہوئی کہ اس نادر و نایاب تاریخی مثنوی کو دنیاے علم کے سامنے چھاپ کر پیش کرتی ہے۔ فقط —

جمادی الاول سنہ ۱۳۵۱ ھ
حیدر آباد دکن

خاکسار
سید ہاشمی



خلاصۂ مثنوی

(بقلم سید ہاشمی فرید آبادی)

حیاتی کی تمہید

حمد کے (۳۶) شعر ہیں اور اس کے بعد یہ کہہ کر کہ 'حیاتی' حمد کا پورا حق کون ادا کرسکتا ہے بغیر کسی نعت و منقبت وغیرہ کے مدح بادشاہ (جہانگیر ابن اکبر) کی طرف گریز کیا ہے —

(۳۸) شعر بادشاہ کی مدح میں لکھ کر مثنوی ہذا کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ سنہ ۱۰۱۹ ھ کا ذکر ہے کہ وقت مساعد اور زمانہ سازگار تھا جب کہ ایک نہایت مبارک رات کو میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر تھا ۔ بادشاہ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ "چھ سو کچھ" سنہ میں شاعر مشہور امیر خسرو نے بہت سی دوسری تصانیف کے بعد تغلق نامہ کی ترتیب کی اور حمد و مدح نیز بادشاہوں کے اوصاف اور اہل غفلت کی نغمہ پردازی اور بعض ماتحتوں کی غداری و سرکشی کے متعلق بہت کچھ تحریر کیا ۔ اس کتاب کا ایک "دفتر" محفوظ ہے لیکن ابتدائی اور آخری اوراق اور سلسلۂ نظم حتیٰ کہ خود کتاب کا نام

غائب ہوگئے ہیں۔ اور جا بجا سے عنوان بھی پھٹ گئے ہیں۔
ایسی عمدہ کتاب کو حوادث روزگار نے ابتر و پریشان کردیا ہے۔
میرے خیال میں اسی وقت یہ بات آئی کہ کسی ایسے شاعر سے
جو اس کا اہل ہو فرمایش کی جائے کہ اس نظم میں سے جو
چیزیں ضایع ہوگئی ہیں وہ ان کو پورا کردے'—

یہ فرمانے کے بعد (حیاتی بیان کرتا ہے کہ) اس وقت
جب کہ زمانہ فتنے سے خالی تھا' میرے نصیبے کا قفل کھلا۔
اور بادشاہ کی نظر مجھ پر پڑی اور اشارہ ہوا کہ اے شخص
اس پرانے مجموعے کو تو نیا کر تاکہ خسرو کی روح ہم سے خوش
ہو۔ تو اس کام کی بخوبی اہلیت رکھتا ہے۔ جب تک یہ
اتمام کو نہ پہنچے ہاتھ سے قلم نہ رکھیو (نمبر ۸۰ تا ۱۰۰)۔

حیاتی کہتا ہے کہ میں نے حکم بادشاہی کو بسر و چشم
قبول کیا اور اس نظم کے لکھنے میں دل و جان سے مصروف ہوگیا—

پھر چند اشعار میں بادشاہ کے اس خیال کی تعریف لکھ کر
اسے دعائیں دی ہیں (تا نمبر ۱۲۵) اور یہ دو شعر نقل
کیے ہیں:—

۱ — چو بہند آسماں از دیدۂ مہر شود خارا زر از زیبائی چہر
۲ — نگر ہدہد کہ مرغے کم ہنر شد سلیماں چوں گزیدش تاجور شد

پھر نیکوں کی تعریف اور ان کی صحبت کے فوائد اور تمثیل
میں ایک حکایت لکھی ہے (نمبر ۱۲۷ تا نمبر ۱۵۱) اور اس
کے بعد صراحت کی ہے کہ میں نے یہ اشعار نصیحت آمیز اس
وجہ سے لکھے کہ تغلق نامۂ خسرو میں ایک داستان پند و موعظت

کی تھی جو ضایع ہوگئی اور اب اس کے صرف یہی دو شعر (جو اوپر نقل کیے گئے) باقی رہ گئے ہیں۔ چونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ یہ کھی پوری کی جاے لہذا میں نے چند ٹکڑے اسی مثنوی کی طرز پر نظم کیے۔ اور ان دو شعروں پر انکے نفیس اشعار کا اضافہ کردیا (تا نمبر ۱۶۷) —

مذکورۂ بالا بیان کے بعد متن میں تو صریحاً اصل مثنوی یعنی تغلق نامۂ امیر خسرو کی نظم شروع ہوجاتی ہے لیکن حاشیہ پر بارہ شعر، بظاہر بعد میں، بڑھا دئے گئے ہیں۔ ان میں حیاتی لکھتا ہے کہ اگر اب بھی میرے (یعنی حیاتی کے) عمدہ کلام کی تشنگی باقی ہے تو ناظرین کتاب کے خاتمے کو دیکھیں جہاں میں نے بڑے تکلف سے بزم مسرت کا نقشہ کھینچا ہے* (نمبر ۱۶۸ تا نمبر ۱۸۰) —

پھر امیر خسرو کے وہی دونوں شعر، (جن پر یہ تمہید کے ایک سو چھتر شعر لکھے تھے) نقل کردیے ہیں جو اس بات کا مکرر اشارہ ہے کہ یہاں سے اصل مثنوی تغلق نامۂ خسرو شروع ہوتی ہے —

اصل مثنوی تغلق نامہ

(۱)

ہر چند تغلق نامہ کے ابتدائی اوراق ضایع ہو گئے اور بظاہر حمد و نعت کی داستان یا پہلے باب میں صرف وہ دو شعر باقی

---

* لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں ہم بیان کرچکے ہیں ہمارا نسخہ ناقص الآخر ہے اور اصل مثنوی کے آخری اوراق کے ساتھ بظاہر حیاتی کے یہ محولۂ بالا اشعار بھی نابود ہو گئے ہیں۔

رہ گئے جن کا جیلانی نے اوپر ذکر کیا تاہم مثنوی کا اصل مضمون
یہیں سے شروع ہوتا ہے اور مصنف رحمۃاللہ علیہ ایک تمثیلی
حکایت سے کتاب کا آغاز کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے جوہریوں
کی پرکھ آزمانے کے لیے انگوٹھی پر سبز بلور کا ٹکڑا جڑوا لیا اور
فن کے ایک ماہر کو دے کر کہا کہ اس زمرد کی قیمت کیا ہوگی۔
وہ شخص جس طرح اپنے فن میں کامل تھا اسی طرح نہایت عاقل
و ادب شناس بھی تھا۔ کہنے لگا کہ ایسا جواہر دنیا بھر میں
نہیں مل سکتا۔ اس پر بادشاہ نے بگڑ کر ارادہ کیا کہ اس جوہری
کو اندھا کرادے لیکن اس نے رو کر جان کی امان مانگی اور عرض
کیا کہ اے بادشاہ میں نے پہلی ہی نظر میں اس نگینے کی حقیقت
پہچان لی تھی لیکن جب یہ بادشاہ کے ہاتھ میں آیا تو از
خود بیش قیمت جواہر بن گیا۔ میں نے اسے زمرد اس لیے نہیں
کہا کہ سوائے رنگ کے اس میں کچھ نہ تھا اور ادب شاہی کی
وجہ سے اس کا اعزاز یہ کیا کہ اسے ایک نادر روزگار چیز بتایا —

یہ حکایت لکھ کر، امیر خسرو اپنے ممدوح بادشاہ (غیاث الدین
تغلق اول) سے خطاب کرتے ہیں کہ ہر چند میری کتاب کوئی
قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن جب تجھ جیسا بادشاہ اس پر
کرم کی نظر کرے گا تو اس کی قیمت خود بخود بڑھ جائے گی۔
پھر اپنی اور اپنے کام کی بے حقیقتی لکھ کر فرماتے ہیں "میں
نے اپنی لیاقت کے مطابق کوشش کی ہے۔ اے بادشاہ تو اپنی
شان کے مطابق کام کو اور اسے قبولیت دے"۔ آخر میں چند شعر
اپنی گناہ گاری اور اس کے مقابلے میں رحمت الٰہی کی بے کراں

وسعت پر تحریر کیے ہیں اور حسب معمول بادشاہ کو دعا دے کر دوسری داستان شروع کی ہے - (تا بیت ۲۷۰)

(۲)

نہ سپہر وغیرہ بعض دوسری مثنویوں کی طرح مصنف رح نے اس مثنوی کی داستان کے عنوان بھی منظوم تحریر کیے ہوں - لیکن اصل مثنوی کی بحر ہزج مسدس مکسور ہے اور جملہ عنوانوں کی بحر ہزج سالم ہے چنانچہ اصل مثنوی کا پہلا عنوان یہ ہے :-

خطاب از حضرت شاہ و از و خواہش یہ بستاخی
کہ از چشم رضا و مرحمت بیند دریں دفتر

پھر بادشاہ وقت غیاث الدین تغلق کی مدح کرتے ہیں کہ وہ رزم و بزم دونوں میں یگانۂ روزگار ہے - اس کی بزم " فردوس زمانہ " ہے اور اس میں بہت سے " فردوسی " یعنی شعرائے قادرالکلام موجود ہیں - ان میں سے ہر ایک نے اپنی جادو بیانی دکھائی اور شاہ نامے لکھے - مجھکو بھی بادشاہی اشارہ ہوا کہ اس کے نام پر تازہ نقش تیار کروں - ہر چند میری مثنوی میں کوئی موتی اس قابل نہ تھا کہ اسے مسند شاہی پر نچھاور کرتا لیکن جب اس شاہ غازی کے حالات لکھنے کی ہمت کی تو اس کی برکت سے معانی کے موتی غیب سے برسنے لگے - اسی امداد غیبی سے میں نے یہ موتیوں کی لڑی تیار کی کہ شاید حضور بادشاہ کے پسند آئے کیونکہ ادنیٰ کلام بھی بادشاہ کی پسند سے اعلیٰ ہوجاتا ہے - اور جس خطا کو بادشاہ جایز رکھتے ہیں ' وہ تحریر کی زینت و صنعت بن جاتی ہے (۲۲۵ تا ۲۳۸)- اس کے بعد دوبارہ تقریباً

(۴۰) شعر بادشاہ کے اوصاف جہاں داری' سپہ گری' حسن انتظام اور عدل و تدبیر کی مدح میں لکھے ہیں اور دعا دے کر' "در شروع نظم می گوید" کے نثریہ عنوان سے اصل قصے کا آغاز کیا ہے۔ یعنی سلطان قطب الدین خلجی' کی آئندہ تباہی کی تمہید میں لکھتے ہیں کہ شراب' عشق' جوانی' حکومت اور اقبالمندی وغیرہ ایسی ہوائیں ہیں کہ جس کے سر میں بھر جاتی ہیں' اسے مستقبل کا کچھ ہوش باقی نہیں رہتا لیکن بادشاہ کو عشق و مستی کی وجہ سے مدہوش ہو جانا کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ اس کے ذمے صرف اپنی ہی سود و بہبود اور ذاتی حفاظت نہیں ہے بلکہ تمام رعایا کی حفاظت اور پاسبانی کا وہی ذمہ دار ہوتا ہے بادشاہوں کو آدمی کے انتخاب میں بھی بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ خصوصاً اس لیے کہ ان کے سامنے جو لوگ آتے ہیں ان میں بہت سے دوست کے لباس میں چھپے ہوے دشمن ہوتے ہیں۔ انہی نصائح میں یہ بلیغ شعر لکھا ہے:—

"چو درھرکس سپاس و ناسپاسی است فراست دختر مردم شناسی است"

پھر لکھتے ہیں کہ آخرکار یہ بات سب پر روشن ہوگئی کہ سلطنت پر عنقریب بلا آنے والی ہے اور سلطان قطب الدین مبارک (خلجی) کی زندگی کی خیر نہیں ہے۔ حسن خسرو خاں جس کو بادشاہ نے خاک سے پاک کیا اور بہت ادنیٰ درجے سے رتبۂ اعلیٰ تک پہنچایا' اور جس کی نسبت کسی برائی کا گمان اس کے دل میں نہ گزرتا تھا' وہ سپیرے کے پالے ہوے سانپ کی طرح بادشاہ کی جان لینے کے درپے ہو گیا۔ بعض لوگوں نے

اشارے کنایے میں بادشاہ سے یہ بات عرض بھی کی لیکن قضائے آسمانی نے اس کے گوش تمیز کو بند کردیا - اور اس نے دوست دشمن میں امتیاز نہ کیا - یہاں ایک شعر (نمبر ۳۰۹) میں بادشاہ کی ہوسناکی کے نام سے اسی جذبۂ شہوت رانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کی صراحت مولف فیروز شاہی نے اس واقعے کے بیان میں جابجا کی ہے —

حسن خسرو خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ نسل و نژاد کے اعتبار سے ہندو تھا - بادشاہ نے اسے وزارت و نیابت کے عہدوں سے سرفراز کیا اور اس کے ساتھ یک جان و دو تن ہوگیا لیکن حسن کا دل صاف نہ تھا - وہ ظاہری اطاعت کی تہ میں دشمنی کی تلوار تیز کر رہا تھا - خبرداروں نے کئی بار مخبری کی - لیکن بادشاہ کا ستارہ گردش میں تھا - اور عشق و محبت پر کسی کی بادشاہی کا زور نہیں چلتا - وہ اسی طرح غفلت میں رہا - اور حسن نے غداری کے ارادے سے براڈو قوم کے بہت سے ہندوؤں کو اپنے پاس نوکر رکھ لیا - امیر خسرو فرماتے ہیں کہ یہ قوم ہندوؤں میں سپاہی پیشہ اور لڑنے والی ہوتی ہے - بدایونی نے بھی حسن خسرو خان کے براڈو ساتھیوں کا ذکر کیا ہے - لیکن برنی اور اکثر بعد کے مورخ انھیں " پرواری " بتاتے ہیں جو براڈو یا براوو سے الگ، گجرات کی ایک نیچ ذات کا نام ہے —

الغرض، امیر خسرو تحریر فرماتے ہیں کہ جس شام کو جمادی الثانی سنہ ۷۲۰ ھ کا نیا چاند نکلا، اسی رات خسرو خاں نے اپنے ساتھیوں کو محل کے اندر بلا لیا - غافل بادشاہ سے محل کے

دروازوں کی کنجیاں وہ پہلے ہی حاصل کرچکا تھا ۔ لیکن اندر کے حصے میں جب وہ بالا خانے کی طرف چلے جہاں بادشاہ اور خسرو خاں تھے تو راستے میں قاضی سے دو چار ہوے اور اسے انھوں نے مار ڈالا ۔ برنی نے اس کا پورا نام قاضی ضیاء الدین لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ وہ بادشاہ کا اُستاد تھا اور اس نے خسرو خاں کی سازش سے ایک مرتبہ بادشاہ کو خبردار بھی کیا تھا ' لیکن بادشاہ نے اس کی بات نہیں سنی بلکہ خسرو خاں سے کہہ دیا کہ قاضی ضیاء الدین تیری نسبت ایسا کچھہ کہتا ہے۔ برنی کا بیان ہے کہ اسی دشمنی کی بنا پر خسرو کے آدمیوں نے ضیاء الدین کو قتل کیا ـــ

بہر حال قاضی کے مرنے پر محل میں ہنگامہ برپا ہوگیا ۔ تغلق نامے کے بیان کے مطابق کچھہ اور بادشاہی آدمی بھی اسی ہنگامے میں مارے گئے اور بادشاہ کو بھی آخرکار خبر ہوگئی کہ اس کے ساتھہ دغا کی جارہی ہے ۔ تب خسرو خاں کو جو بالا خانے پر اس کے پاس تھا پٹخ کر وہ اُس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا ' لیکن کوئی ہتیار ہاتھہ نہ آیا جس سے خسرو خاں کو مار سکتا اور چونکہ نیچے کے شور اور آوازوں سے معلوم ہوتا تھا کہ حملہ آور بالاخانے پرچڑھ رہےہیں لہذا خسروخاں کو چھوڑ کر وہ زینے کی طرف چلا ۔ جیسا کہ برنی نے لکھا ہے یہ محل سرا کا راستہ تھا مگر اس سے قبل کہ بچ کر نکل سکے ' خسرو خاں نے دوڑ کر اس کے پٹے پکڑ لئے اور اتنی دیر میں کہ بادشاہ اپنے بال اس کے ہاتھہ سے چھڑاے ' اس کے ہندو ساتھی آ پہنچے ۔ اور ان میں سے ایک شخص جاہریا نام (جہریا) نے ایک

ہی کاری وار میں بادشاہ کا کام تمام کردیا اور سر کاٹ کر نیچے صحن میں پھینک دیا۔ (تابیت، نمبر ۳۷۴)۔ برنی نے صراحت کی ہے کہ یہ قصر ہزار ستون کا واقعہ ہے ---

پھر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ حسن خسرو خاں کے ساتھیوں میں یہ گفتگو ہوئی کہ اب تخت پر کس کو بٹھایا جائے۔ اس کے ہوا خواہوں نے اس موقع پر کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانے کی سخت مخالفت کی۔ اور کہا کہ جب تونے اپنے ولی نعمت کو قتل کر دیا تو اب خود بادشاہی اختیار کر ورنہ تجھے کوئی بادشاہ زندہ نہ چھوڑے گا۔ اس رائے میں خسرو خاں کے بعض مسلمان رفیق بھی شریک تھے۔ یہی مشورہ آخر میں اختیار کرلیا گیا۔ اور دوسری صبح خسرو خاں نے مسند شاہی پر جلوس کیا ---

مصنف تغلق نامہ کے اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خسروخاں کا منشاء صرف سلطان قطب الدین کو ہلاک کردینے کا تھا۔ تخت پر قبضہ کرنے کی رائے بعد میں قرار پائی۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ برنی کے قول کے مطابق وہ سازش کی تیاریاں مدت سے کر رہا تھا۔ برنی نے یہ بھی لکھا ہے کہ اسی رات تمام بڑے بڑے امرا کو خسرو خاں نے قصر ہزار ستون میں بلا کر نظر بند کردیا اور رات بھر محل میں ایسی روشنی رکھی کہ دن معلوم ہوتا تھا۔ مگر امیر خسرو نے اس نظر بندی اور روشنی کا کوئی ذکر نہیں کیا ---

(۳)

" سخن در سن عمرو خواندن شہزادگاں وانکہ
حدیث دو خلف گاں از خلاف آمد نہ خلجو"

زمانے کے عبرت ناک انقلابات اور دنیا کے عیش و جاہ کی بے ثباتی پر چند نصیحت آمیز شعر لکھ کر مصنف رح تحریر فرماتے ہیں (از نمبر ۴۱۷) کہ پہلے کے جو عبرت ناک افسانے سنے تھے، ان سے بڑھ کر خود اپنے زمانے میں یہ حادثہ اپنی آنکھوں دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ علاءالدین جیسے صاحب سطوت بادشاہ کی اولاد ایسی بے دردی سے بے گناہ قتل کردی گئی' اس کی تفصیل یہ ہے کہ سلطان قطب الدین کے مارے جانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی تھے - ایک فرید خاں (۱۵) سال کا جو قرآن ختم کرچکا تھا اور سپاہیانہ فنون سیکھ رہا تھا - دوسرے ابوبکر خاں جس کی عمر (۱۴) سال کی تھی' قرآن پڑھ رہا تھا اور نظم و نثر اور خوش نویسی سے خاص مناسبت اور دلچسپی رکھتا تھا - ان سے چھوٹے علی خاں اور بہا خاں دونوں آٹھ آٹھ سال کے تھے اور پانچواں بھائی عثمان صرف پانچ سال کا تھا - اس جگہ یہ تصریح مناسب ہوگی کہ مورخ برنی نے صرف دو شہزادوں کے نام لکھے ہیں اور تغلق نامے میں ان کے نام عمر اور تعلیم کی جو تفصیل درج ہے وہ اور کسی تاریخ میں نہیں ہے - اسی سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ مثنوی امیر خسرو کی تصنیف ہے جو اس وقت پائے تخت دہلی میں موجود تھے —

القصہ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ ایسے کم سن' ہونہار ناز پروردہ شہزادوں کی نسبت خسرو خاں نمک حرام نے قتل و نابینا کرنے کا حکم دیا - حکم کے ساتھ ہی اس کے وحشی سپاہی محلات شاہی میں' جہاں ہوا اور فرشتے کا گزر نہ تھا' بے محابا گھس

پڑے - محل سرا میں ایک قیامت برپا ہو گئی - پردہ نشین بیبیاں بد حواس ہو کر ہر طرف بھاگتی اور چھپتی پھرتی تھیں اور ان کے پیچھے یہ غولان بیابانی دوڑ رہے تھے اور شہزادوں کو نام لے لے کے پکارتے تھے کہ اگر وہ باہر نکل آئیں تو ان کے ساتھ کوئی برائی نہ کی جائے گی۔ جب ان شہزادوں کو یقین ہو گیا کہ ان قضا کے فرشتوں سے جان بچانا غیر ممکن ہے تو انہوں نے اپنے آپ کو ان کے حوالے کردیا - اور جس طرح قصائی بھیڑوں کو مسلخ کی طرف ہانک کے لے چلتا ہے، ان معصوم مظلوموں کو خسرو خاں کے سپاہی لے چلے - ان کے پیچھے پیچھے ان کی مائیں اور محل سرا کی بیبیاں اور نوکریں فریاد و فغاں کرتی چلیں - وہ ان بچوں کو اپنے سے جدا کرنا نہ چاہتی تھیں کہ ظالموں نے پہلے ان میں سے دو بڑے بھائیوں کو زبردستی جدا کیا - اس وقت فرید خاں نے سخت فریاد و فغاں کی مگر شہزادۂ ابو بکر نے اسے روکا کہ یہ نالہ و فریاد مردانگی کے خلاف ہے - اگر تقدیر میں مارا جانا لکھا ہے تو ہمیں مردوں کی طرح صبر و شکر سے جان دینی چاہیے - پھر ان شہزادوں نے وضو کے لیے پانی مانگا - اور پانی نہ مل سکا تو تیمم کر کے دوگانہ ادا کیا اور ان بے رحم جلادوں کے آگے گردن جھکا دی - یہ قتل و خون ناحق بظاہر محل سرا کے بالا خانے پر ہوا تھا اور یہیں سے ان کا خون پرنالے کے راستے بہہ کر نیچے گیا (بیت نمبر ۵۲۴) - شاہی محل سرا میں سخت کہرام برپا ہو گیا، خصوصاً ان معصوم مقتولوں کی ماؤں نے رو رو کے برا حال کیا اور ایسے دلگداز بین کیے کہ محلات شاہی میں کبھی نہ سنے گئے ہوں گے —

ان دو بڑے شہزادوں کو قتل کرانے کے بعد خسرو خاں نے باقی تینوں بچوں کی آنکھوں میں نول کی سلائیاں پھروا کر اندھا کرا دیا - یہ کیفیت امیر خسرو نے ایک جدا گانہ عنوان کے تحت میں ایسی درد ناک تفصیل کے ساتھہ بیان کی ہے جسے پڑھ کر بے اختیار دل بھر آتا ہے اور جیسا کہ وہ خود تصریح کرتے ہیں (نمبر ۶۱۹) یہ تمام حالات انھوں نے ایک چشم دید راوی سے سن کر لکھے ہیں ' اور حقیقت میں یہ دونوں داستانیں تاریخی اہمیت کے علاوہ ' امیر خسرو کی قوت مشاہدہ اور قوت بیان کا حیرت انگیز اور یادگار نمونہ ہیں - مجھے امید نہیں کہ کوئی تاریخی نظم صحت واقعات اور بیان کی درد انگیزی میں ان داستانوں سے بڑھ کر کبھی لکھی گئی ہو حتیٰ کہ میرے ایک ذی علم دوست یہ قیاس ظاہر کرتے تھے کہ امیر خسرو نے جس تفصیل کے ساتھہ محل سرائے شاہی کے ان واقعات کو تحریر کیا ہے انھیں پڑھنے کی با ہمت مسلمان غالباً تاب نہ لاسکتے تھے - اور شاید اسی لیے امیر خسرو کی تاریخی مثنویوں میں صرف تغلق نامہ ایسی کتاب ہے جو زیادہ مقبول و مروج نہ ہوسکا -

(۴)

اس کے بعد ایک مستقل عنوان کے تحت میں امیر خسرو نے بیان کیا ہے کہ حسن خسرو خاں کی ایسی غداری اور تخت سلطنت پر غاصبانہ قبضہ کرلینے کے باوجود امرائے سلطنت میں سے کسی نے دم نہ مارا - اور اپنے بادشاہ کے قتل کیے جانے پر کسی کی ہمت یا حمیت نہ ہوئی کہ کافر نعمت حسن سے ان سفاکیوں کا بدلہ

لیتا - بخلاف اس کے سب کے سب طوعاً یا کرھاً اس کی اطاعت پر آمادہ ھوگئے بجز غازی ملک تغلق کے جو اپنے اولیائے نعمت کی یہ خانہ بربادی سن کر سخت پیچ و تاب کھاتا تھا اور انتقام لینے کے لیے بے چین تھا لیکن چونکہ اس کا بیٹا ملک فخرالدین جونا خاں جو آگے چل کر محمد تغلق کے نام سے وارث تخت ہوا اور جسے امیر خسرو ملک فخرالدول اور فخرالحق کے نام سے یاد کرتے ھیں' پائے تخت دھلی میں موجود تھا اور اس اندیشے سے کہ حسن اسے کوئی گزند نہ پہنچائے غازی ملک تغلق اپنے ارادۂ انتقام کا اظہار نہ کر سکا (نمبر ۶۸۰ تا نمبر ۷۱۰) —

خود ملک فخرالدین کو ان افسوسناک واقعات کا دلی صدمہ تھا اور بالآخر جب اس سے صبر نہ ھوسکا تو اس نے ایک محرم راز علی بغدی کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور جملہ حالات سے اطلاع دی - " علی اقدی " کے نام سے ایک امیر کا ذکر ضیاء الدین برنی نے کیا ھے جو تغلق اول کے اعیان دولت میں شامل تھا اور اعجاز خسروی کے بعض خطوط میں بھی یہ نام بسبیل تمثیل آتا ھے - القصہ جب علی ' غازی ملک تغلق کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں بیٹے کو کہلا بھیجا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ھو پائے تخت دھلی سے نکل کر آجائے - چنانچہ فخرالدین جونا نے ملک بہرام کے بیٹے کو ھم راز بنایا اور چند چیدہ سواروں کے ساتھ باپ کے صوبے کی طرف روانہ ھوگیا اور دھلی کے لشکر کثیر میں سے کسی کی ھمت نہ ھوئی کہ اس کو جا پکڑتا - برنی نے لکھا ھے (اور غالباً یہ اس کی بھول ھے) کہ خسرو خاں نے اس کے تعاقب میں لوگ بھیجے

تھے مگر وہ اس کو نہ پا سکے اور ناکام واپس آ گئے - ابن بطوطہ کی روایت یہ ہے کہ خسرو خاں نے فخرالدین کو حکم دیا کہ گھوڑے شہر کے باہر پھرا لاے - وہ بھاگنے کی فکر میں تھا - اسی حیلے شہر کے باہر نکلا اور دیپالپور کی طرف فرار ہوگیا —

بہر حال فخرالدین اور اس کے ساتھی بخیر و عافیت غازی ملک کے پاس پہنچ گئے اور بیٹے نے باپ کو آمادہ کیا کہ وہ غاصب خسرو خاں پر فوج کشی کرے - اور اس نے بیٹے کو اطمینان دلایا کہ میں صرف تیرے آنے کا منتظر تھا اور اب اپنے اولیاے نعمت کے انتقام لینے میں کوشش کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کروں گا —

اس داستان میں کتابت کی اغلاط اور کاغذ کے کرم خوردہ ہونے سے اصل نسخے کے بعض اشعار صاف اور صحیح نہ پڑھے جاسکے - تاہم " صفت خنجر ملک غازی " کے ذیلی عنوان کے تحت میں شاعر نے اس امیر کے سپاہیانہ جذبات کا نقشہ کھینچا ہے (نمبر ۷۷۲ تا نمبر ۷۸۶) اور بیٹے کی ملاقات اور گفتگو (نمبر ۸۱۳ تا نمبر ۸۴۳) اس خوبی سے لکھی ہے کہ بے اختیار آفرین کہنے کو جی چاہتا ہے —

(۵)

مصنف(رح) لکھتے ہیں کہ ملک فخرالدین کے دھلی سے نکل جانے سے یہ معلوم ہوا گویا مکان کے چار ارکان میں سے ایک رکن ' یا تخت کے پایے میں سے ایک پایہ کم ہوگیا - اس نے گھوڑا باہر کیا ہانکا کہ حسن کا گھوڑا یک بیک بیٹھ گیا - اور کمان کے سرے ڈھیلے ہوگئے —

رفیقوں سے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے - اور دوسرے امیروں

کو کس طرح قابو میں رکھا جاے۔ ہوا خواہوں نے راے دی کہ اول تو جتنے شاہزادے تخت کے وارث ابھی تک زندہ ہیں سب کو قتل کرا دیا جاے کہ سواے تیرے کوئی سلطنت کا دعویدار نہ رہے۔ دوسرے جنگ جویوں کو قابو میں رکھنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ انہیں بے دریغ روپیہ دیا جاے۔ اگر تو بادشاہ رہا تو یہ روپیہ سب وصول ہو جاےگا ورنہ ظاہر ہے کہ تیرے کس کام آے گا۔ حسن کو یہ مشورہ پسند آیا اور کمال بے رحمی سے جو شہزادے زندہ باقی تھے انہیں قتل کرا دیا۔ ملک غازی کو یہ اطلاع ملی تو اور زیادہ غضب ناک ہوا اور دل میں کہا کہ اگر خدا چاہے تو ان ہندوں کا انتقام ان کتوں سے لیے بغیر نہ رہوں گا۔ (تا نمبر ۸۹۶) —

اس کے بعد امیر خسرو نے نئے عنوان کے تحت میں دوبارہ حسن کے مجلس مشاورت کرنے کا حال لکھا ہے۔ در حقیقت حسن خسرو خاں فخرالدین جونا کے نکل جانے سے ہی ایسا لرز گیا تھا (چو شمشیر تلک از جنبش سخت) کہ اسے غازی ملک تغلق کی فوج کشی اور اپنا برا انجام آنکھوں کے سامنے نظر آتا تھا اور وہ اپنے اس خوف و ہراس کو چھپا نہ سکتا تھا۔ لیکن ان دو تین مسلمان امیروں میں جو سلطان قطب الدین کے قتل کی سازش میں حسن کے شریک ہوگئے، ایک شخص یوسف صوفی بہت تیز و تند تھا۔ برنی نے بھی اس کا ذکر بہت کچھ نفرین و ملامت کے ساتھ کیا ہے۔ مذکورۂ بالا مجلس مشاورت میں اس نے حسن کی حمایت اور وفاداری میں ایک پرجوش تقریر کی

اور کہا کہ ہمیں ہرگز غازی ملک سے خوف نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ سرکشی کرے تو اپنے نئے بادشاہ کے سامنے سینہ سپر ہوکر باغی کی سرکوبی کرنی چاہیے۔ پھر اسی جوش و خروش میں ایک تیز پا قاصد غازی ملک تغلق کے پاس دیپالپور بھیجا اور یہ پیام دیا کہ اے سردار اگرچہ تو جنگ آزمودہ اور بہادر ہے لیکن حق کے سامنے سر جھکانا تیرا فرض ہے۔ ورنہ تیرا وہی انجام ہوگا جو بادشاہوں سے بغاوت کرنے والوں کا ہونا چاہیے۔ غازی ملک تغلق یہ پیام سن کر یوسف صوفی کی گستاخی پر بہت بگڑا اور اس کو سخت سست کہتے کہتے یہاں تک بے قابو ہوا کہ تلوار کھینچ کے قاصد ہی کا سر اڑا دیا (نمبر ۹۸۹) - دہلی میں جب یہ خبر پہنچی تو صوفی خاں اور حسن کے ساتھیوں کو اور زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ سمجھ گئے کہ غازی ملک اس قسم کی دھمکیوں سے قابو میں آنے والا نہیں ہے۔ (تمثیل میں ایک اونٹ کی دلچسپ حکایت جسے بڈھے کاشتکار نے ڈھولک بجا کے ڈرانا چاہا تھا۔ تا نمبر ۱۰۱۹) —

(۶)

تقریباً (۳۰) اشعار قلم اور خط نویسی کی تعریف میں لکھنے کے بعد امیر خسرو بیان کرتے ہیں کہ فخرالدین جونا سے سلطان قطب الدین کے حالات قتل سن سن کر غازی ملک تغلق کو اور زیادہ غصہ آیا کہ ملک میں اتنے نمک خوار امیر و وزیر موجود ہیں مگر حیف ہے کہ کسی کو اپنے ولی نعمت کے

بچانے یا اس کا انتقام لینے کی توفیق یا ہمت نہ ہوئی - اس نے کہا کہ اب میں پختہ ارادہ کرتا ہوں کہ اگر اور کوئی میرا ساتھ نہ دے گا تو بھی خدا کے بھروسے پر تنہا ان کافر غاصبوں سے بدلہ لیئے بغیر نہ رہوں گا - پھر دبیر خاص کو طلب کیا اور ذیل کے بڑے بڑے امیروں اور صوبے داروں کے نام خط لکھوائے - خط لکھوانے کا ذکر دوسری تاریخوں میں بھی آتا ہے - لیکن ناموں کی یہ تفصیل و تصریح کہیں موجود نہیں ہے - اور بجائے خود اس بات کی مزید شہادت ہے کہ مثنوی تغلق نامہ کسی با خبر ہم عصر مورخ ہی کی تحریر ہو سکتی ہے -

۱ - ایک خط مغلطی حاکم ملتان کے نام - برنی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور جیسا کہ آگے آئے گا یہ شخص غازی ملک تغلق کا ساتھ نہ دینے کی وجہ سے اپنے ہی ایک ماتحت سردار بہرام سراج کے ہاتھ سے مارا گیا - فرشتہ وغیرہ بعد کے بعض مورخوں نے اس بہرام سراج کو غلطی سے بہرام ایبہ لکھ دیا ہے -

۲ - دوسرا خط محمد شاہ حاکم سیوستان کے نام - سیوستان سے سندھ کا شمالی مغربی علاقہ سہوان مراد ہے جو اب ضلع لڑکانا میں معمولی قصبہ رہ گیا ہے اور اُس وقت ایک صوبے کا صدر مقام تھا —

۳ - تیسرا خط بہرام ایبہ (حاکم اُچّھ) کے نام جس کا خطاب کشلو خاں ہوا - ابن بطوطہ نے لکھا ہے کہ غازی ملک تغلق نے ملک جونا سے دہلی بھاگ کر آنے سے بھی پیشتر ملک بہرام

کو جو اس کا بڑا دوست تھا ' خفیہ خط بھیجا اور مشورہ کیا تھا کہ قطب الدین خلجی کا انتقام کس طرح لیا جائے - بہرام ھی نے اس کو یہ صلاح دی کہ پہلے اپنے اور خود بہرام کے بیٹے کو دھلی سے کسی طرح نکال لیا جائے - چنانچہ ابن بطوطہ کے بیان کے موافق ملک جونا اور ملک بہرام کا بیٹا خود غازی ملک تغلق کی تحریک سے فرار ھوئے ' اگرچہ تغلق نامہ میں جیسا کہ ھم ابھی پڑھ چکے ھیں ' یہ بیان کیا گیا ھے کہ خود ملک فخرالدین جونا نے اپنے باپ کو دھلی کے انقلاب کی اطلاع دی - اس وقت تک غازی ملک کے بہرام کو خط وغیرہ لکھنے کا ذکر تغلق نامے میں نہیں آیا ھے - بہرحال یہ ملک بہرام ابیہ نہایت نامی گرامی امیر تھا اور اسی کی معاونت سے غازی ملک کو خسرو خاں سے لڑنے کی جرأت بڑھی - فتح کے بعد بھی غازی ملک تغلق نے بقول ابن بطوطہ ملک بہرام ابیہ سے درخواست کی تھی کہ وہ تخت بادشاھی کو قبول کرے اور بہرام نے اصرار کیا کہ غازی ملک تغلق بادشاہ ھو - یہاں اتنا اور بڑھا دینا چاھیے کہ ملک بہرام نے محمد تغلق کے عہد بادشاھی میں بغاوت کی اور شکست کھا کے مارا گیا -

۴ - چوتھا خط یک لکھی امیر سامانہ کے نام جس کے غازی ملک سے جھگڑا کرنے کا ذکر آگے آتا ھے -

۵ - پانچواں خط حاکم جالور (مغربی راجپوتانہ) امیر ھوشنگ کے نام - جیسا کہ امیر خسرو نے اشارہ کیا ھے :

" دگر برمقطع جالور ھوشنگ که مانند پدر گر گیست در جنگ "

یہ امیر کمال الدین گرگ کا بیٹا تھا اور محمد تغلق کے عہد
بادشاہی تک ہم اس کے کارنامے پڑھتے ہیں —

۶ - چھٹا خط عالم ملک الملقب بہ عین الملک ملتانی کے نام' جو
اس زمانے کا مشہور امیر ہے اور خسرو خاں نے بھی اس کو وزارت
پر بحال رکھا تھا (تا نمبر ۱۰۸۰) -

اس کے بعد امیر خسرو نے (۳۰) اشعار میں ملک تغلق کے
خط کا مضمون نقل کیا ہے جس میں وہ قطب الدین کے قتل اور
خسرو خاں کے بادشاہ ہوجانے پر امیروں کو غیرت دلاتا اور خسرو سے
لڑنے پر آمادہ کرتا ہے - مگر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک
تغلق کو سب سے زیادہ فکر یہ تھی کہ کسی طرح ملک بہرام ابیہ
اس کا رفیق و شریک ہو جائے اور اسی لیے اس کے پاس خط کے
ساتھ ایک خاص مصاحب علی حیدر کو روانہ کیا تھا کہ زبانی
بھی ملک بہرام کو اپنے ولی نعمت کے انتقام پر آمادہ کرے -
جب یہ نامہ اور پیام بہرام کے پاس پہنچا تو اس نے پورے جوش
و خروش سے تغلق کی تائید کی اور کہا کہ میں خود قطب الدین
اور شہزادوں کے قتل کی خبر سن کر بے تاب تھا اور اگر تم نے اس
کام کا بیڑا اٹھایا ہے تو میں دل و جان سے تمہارا ساتھ دینے کو
تیار ہوں —

برخلاف بہرام کے جب غازی ملک تغلق کا پیام مغلطی امیر
ملتان کے پاس پہنچا تو وہ بہت بگڑا اور کہا کہ اگر دھلی کی
مرکزی حکومت سے سرتابی کرتا تو میں کرتا - تغلق جو محض
ملتان کے ایک تابع دیپالپور کا حاکم ہے' اس کو یہ حق کیوں کر

حاصل ہوا کہ وہ تخت نشین دہلی سے اُلجھنے کا ارادہ کرتا ہے۔ جب مغلطی کے ان خیالات کی غازی ملک کو اطلاع ہوئی تو اس نے ملتان کے دوسرے سرداروں کو خفیہ طور پر اشارہ کیا کہ وہ امیر ملتان پر حملہ کردیں۔ اس ہنگامے کا سرغنہ بہرام سراج تھا جس کو فرشتہ نے غلطی سے بہرام ایبہ لکھ دیا ہے۔ غرض مغلطی کے ماتحت سرداروں نے اس پر یورش کی، وہ جان بچا کر بھاگا لیکن ایک نہر میں گر پڑا جسے امیر خسرو تصریح کرتے ہیں کہ خود غازی ملک تغلق نے اپنی ملتان کی صوبہ داری کے زمانے میں من جملہ اور بہت سے رفاہی کاموں کے، راوی سے جہلم تک تیار کرایا تھا *۔ مغلطی اسی نہر میں غوطہ کھا رہا تھا کہ بہرام سراج کا بیٹا آ پہنچا اور اس کا سر اُڑا دیا ——

محمد شاہ لُر حاکم سیوستان کے پاس غازی ملک تغلق کا قاصد پہنچا تو اس وقت، وہاں کے مقامی سرداروں نے محمد شاہ کے خلاف بغاوت کر رکھی تھی اور یہ امیر قلعے میں محصور تھا۔ غازی ملک کے خط کی وجہ سے اس کے باقی سرداروں نے اس کے ساتھ صلح کرلی۔ اور خود اس نے جوش و خروش کے ساتھ تغلق کی رفاقت پر آمادگی ظاہر کی لیکن مدد کے لیے روانگی میں اتنی دیر لگائی کہ یہاں لڑائی وغیرہ ختم ہوچکی تھی۔ تاہم تغلق نے اس سے کچھ باز پرس

---

* انہیں عمارات میں سے تغلق نامہ میں ایک بڑی عید گاہ کا ذکر آتا ہے اور غالباً یہ وہی مسجد ہے جس کو ابن بطوطہ نے بھی دیکھا تھا۔ (دیکھو سفر نامہ ابن بطوطہ جلد دوم، باب چہارم)

نہیں کی اور اسے اپنے عہد میں بحال رکھا —

غازی ملک نے عین الملک ملتانی کو جو وزیر سلطنت ہونے کے علاوہ اجین اور دھار کا صوبہ دار بھی تھا، خاص طور پر خفیہ مراسلہ لکھا اور اپنے ساتھ شریک ہوجانے کی دعوت دی لیکن عین الملک نے از رہ مصلحت اندیشی یہ خط خسرو خاں کو دکھا دیا تاکہ اس پر اپنی خیر خواہی ثابت کرے۔ غازی ملک نے دوبارہ ایک خفیہ قاصد اس کے پاس بھیجا تو عین الملک نے اسے علحدہ لے جاکر یہ پیام دیا کہ ہر چند اس وقت مجبوری سے میں بظاہر خسرو خاں کے ساتھ ہوگیا ہوں لیکن مجھے اس سے دلی نفرت ہے اور اس جنگ کے ختم ہوتے ہی خود غازی ملک تغلق کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا پھر خواہ میری جاں بخشی کرے یا سزا دے —

سامانہ کے حاکم ملک یک لکھی نے (جسے امیر خسرو نے لکھا ہے کہ ایک کم اصل نو مسلم غلام تھا اور سلطان قطب الدین ہی کی عنایت سے اس درجے کو پہنچا تھا) غازی ملک کا خط پڑھ کر تائید و رفاقت کی بجائے عداوت پر کمر باندھی اور تغلق کا خط خسروخاں کے پاس بھیج کر خود غازی ملک پر فوج کشی کی۔ مگر اس کی بد زبانی اور سخت گیری سے لوگ پہلے ہی سخت ناراض تھے۔ لڑائی میں اس کو شکست ہوئی اور وہ واپس اپنے مستقر سامانہ میں آکر خسرو خاں کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ یک بیک اہل شہر نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر ڈالا۔ (تا نمبر ۱۳۱۶) —

اس دلچسپ تاریخی نامہ و پیام کی تفصیل کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں کہ

باوجود ان تیاریوں کے غازی ملک تغلق کو سخت تشویش تھی کہ دیکھئے اس کوشش کا انجام کیا ہوتا ہے - اور وہ اپنے دوستوں اور رفیقوں سے بھی اس دلی تردد کو نہیں چھپاتا تھا - لیکن یہ لوگ اس کی شجاعت اور حق کوشی کو یاد دلا کر اس کی ہمت مضبوط کرتے تھے - اور اپنی جان نثاری کا اسے یقین دلاتے تھے - اس احوال کو امیر خسرو نے تیس چالیس ابیات میں نہایت خوبی کے ساتھ تحریر کیا ہے (تا نمبر ۱۳۹۹)- پھر بیان کیا ہے کہ اسی زمانے میں غازی ملک تغلق نے تین خواب دیکھے - ایک میں تو کسی بزرگ نے آیندہ بادشاہی کی بشارت دی - دوسرے خواب میں تین چاند نظر آے - اور اس کی تعبیر یہ لی کہ تین چتر شاہی ہیں- تیسرے خواب میں ایک بہت اچھا باغ دیکھا اور اس سے بھی یہی تعبیر لی کہ یہ بادشاہی کا باغ ہے جو آیندہ اسے نصیب ہوگا - (تا نمبر ۱۴۳۴) —

مگر ان خوابوں سے بڑھ کے ایک فال نیک یہ پیدا ہوئی کہ اسی زمانے میں ایک قافلہ ملتان سے دہلی جاتا تھا جس میں بادشاہ دہلی کے لیے بہت سے گھوڑے اور سندھ کی مالگزاری کا روپیہ بھیجا گیا تھا - غازی ملک کو اس کی اطلاع ہوئی اور اس نے ایک دستہ بھیج کر یہ سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور تمام روپیہ اپنے سپاہیوں میں تقسیم کرادیا جس سے وہ مالا مال اور مسرور ہوگئے بلکہ ساری بستی میں وہ رونق پیدا ہوئی کہ بقول امیر خسرو کے دیپالپور' قدیم دارالملک سدیر یا خورنق کا نمونہ بن گیا - اس موقع پر شاعر نے سخاوت اور داد و دہش کی تعریف میں کئی شعر نہایت بر محل تحریر کئے ہیں - اور لکھا ہے کہ امیری اور آقائی کی اصلی دلیل اور

وجہ امتیاز ھی احسان و کرم کے اوصاف ھیں - ورنہ ایک آدمی کو دوسرے آدمی پر کوئی فضیلت نہیں - پھر ایک بلیغ تمثیل اور ملک تغلق کی دعائے دولت و اقبال کے بعد، ذیل کے عنوان سے لشکر دھلی کی جانب پیش قدمی کی کیفیت لکھی ھے -

"صفت ھاے دل غازی ملک وز ھر طرف مژدہ
چو از دھلی بسویش راند لشکر ھائے بحر و بر"

(۷)

داستان کے شروع میں ملک تغلق کی شجاعت، آزمودہ کاری اور اس کی فوج کے جنگی جوش کا ذکر ھے - مگر لکھتے ھیں کہ غازی ملک نے خود پیش قدمی کرنے کی بجائے شروع میں خسرو خاں کے اپنی طرف بڑھنے کا انتظار کیا - اور یہ غاصب اگرچہ غازی ملک تغلق کی تیاریاں سن سن کر نہایت متردد ھو گیا تھا تاھم خیر خواھوں کی نصیحت کے مطابق اس نے ایک بڑا بھاری لشکر آراستہ کیا اور اپنے بھائی کی سپہ سالاری میں جسے "خانخاناں" کا لقب دیا تھا غازی ملک کی طرف روانہ کیا - یہ فوج سرستی تک بڑھی جس کے آگے غازی ملک کا علاقہ شروع ھوتا تھا - اسی سر حد کے ایک قلعے کو تغلق نامے میں سر تبہ لکھا ھے - اور بدایونی کے بیان سے اس کا نام سرستی پایا جاتا ھے - یہاں غازی ملک کی فوج موجود تھی اور اس کے سردار محمود نے قلعہ بند ھو کر لشکر دھلی کا مقابلہ کیا لیکن قلعے کے باھر دیہات کو خسرو خاں کی فوج نے دل بھر کے لوٹا - امیر خسرو لکھتے ھیں کہ ایک ایسے راوی نے جو نہایت با خبر تھا بیان کیا

کہ جس وقت غازی ملک کو یہ خبر پہنچی کہ دھلی کا لشکر کٹھر سرستی تک بڑھا آیا ھے تو وہ کثرت فوج کی خبر سے پریشان ھونے کی بجائے اور خوش ھوا -

"طرب کرد از نشاط روزئی بیش چو گرگ غالب از بسیارئی میش"

اور اپنی فوج آراستہ کی جو تعداد میں کم تھی لیکن کار دانی میں بہتر تھی اور اس میں 'غز' 'در' 'مغل' 'روسی' 'روسی' 'تاجیک' 'خراسانی' وغیرہ جنگ جو اقوام کے سپاھی شامل تھے - یہ فنون سپہ گری میں مشق و مہارت رکھتے تھے اور اسی کے ساتھ غازی ملک کے جان نثار تھے - ملک غازی نے روانگی سے پہلے ان لوگوں کو سامنے بلایا اور تقریر کی کہ یہ میری زندگی میں ایک نازک وقت آ گیا ھے - اور آج ھی تم لوگوں کی شجاعت و رفاقت کا امتحان ھے - اگر تم میرا ساتھ نہ دو گے تو بھی میں خدا اور اپنی قوت بازو کے بھروسے پر تنہا جنگ کروں گا - جو لوگ میرا ساتھ دینا چاھیں اور اپنا سر ھتیلی پر رکھہ کر میرے ساتھہ قسمت آزمانے پر آمادہ ھوں وہ قسم کھا کر عہد و پیماں کریں - بہادر سرداروں نے یہ سن کر از سر نو جاں بازی کا اقرار کیا - اور اس محکم عہد و پیماں سے غازی ملک نے مطمئن ھو کر جنگ کی تیاری کی (تا نمبر ۱۶۳۹) -

(۸)

" مصاف اول غازی ملک با لشکر دھلی

بهانه حملۂ زیر و زبر کردن چناں لشکر"

لڑائی کا ذکر شروع کرنے سے پہلے شاعر ایک مناسب محل

تمہید لکھتا ہے کہ میدان کار زار کے خوف اور احوال سے وہی شخص آگاہ ہوسکتا ہے جو جنگ میں زندگی گزار چکا ہو - سپاہی کا فاخرہ لباس اور اسلحہ پہن کر شہر میں اکڑتے پھرنا دوسری بات ہے - لیکن تلوار کی چمک کے آگے ہوش بجا رکھنا کچھہ اور چیز ہے - مزید براں دلیری اور شجاعت دل سے ہوتی ہے - ظاہری ساز و سامان کچھہ کام نہیں آتا :

" نبرد شہر ہر جا ہست روشن کہ نے بر گستوان دارد نہ جوشن
بروں آہن چہ پوشی گاہ پر خاش دروں سو گاہ پر خاش آہنی باش''

پھر لکھتے ہیں کہ جنگ میں عقلمندی بھی کچھہ کام نہیں آتی - اور حق یہ ہے کہ غازی ملک کے سوائے ایسا شخص دیکھنے میں نہیں آیا جو شجاعت اور خرد مندی دونوں سے متصف ہو - الغرض جب غازی ملک نے خسرو خاں کے لشکر کی آمد آمد دیکھی تو سواروں کی صف بندی کا حکم دیا اور انھوں نے اپنے اپنے اسلحہ درست کر کے بدن پر سجائے جس سے ان میں تازہ جوش پیدا ہو گیا - غازی ملک نے خدا سے عاجزانہ دعا مانگی اور اپنے شہر سے نکل کر " ہندوستان '' یعنی دہلی کا رخ کیا - یہ فوج تھی تو تھوڑی لیکن نہایت دلیر تھی - اور اس کی مرتب و محکم صفوں کو بڑھتے دیکھہ کر فرشتے اور چاند تارے تک اس کے نظارگی ہو گئے تھے - فوج کے اگلے حصے کا سردار ملک فخرالدین جونا تھا اور خود ملک غازی عقب میں تھا - یہ فوج علا پور سے گزرتی ہوئی حوض بہت تک پہنچ گئی اور غالباً اسی کو بدایونی کی تاریخ میں حوض تھا نیسر لکھا ہے - صاف طور پر پتہ نہیں چلتا کہ یہ کونسا مقام تھا - لیکن اسی جگہہ تغلق کی فوج سپاہ دہلی کے

مقابل آئی - اور یہیں لڑائی واقع ہوئی - فرشتہ نے لڑائی کے مقام کے متعلق صرف " حدود سرستی " لکھا ہے اور برنی کا قول اس سے بھی زیادہ مبہم ہے - مگر تغلق نامے کے پہلے بیان اور دوسرے اقوال کو ملانے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ غازی ملک سرستی ندی کو عبور کر آیا تھا —

اُس کے اِس طرح چڑھ کے آنے پر دھلی کی فوج میں چہ می گوئیاں ہونے لگیں اور امیر خسرو کے قول کے موافق اکثر سردار بلکہ سر لشکر خانخاناں بھی خوف زدہ ہو گیا - اب غازی ملک کے لشکر سے ان کے لشکر کا فاصلہ دس کوس کے قریب تھا (نمبر ۱۷۵۹) اور درمیان میں ایک بے آب جنگل تھا - آخر ایک رات دھلی کی سپاہ نے شبا شب یہ میدان طے کیا - اور صبح ہوتے لشکر تغلق کے سر پر جا پہنچی - امیر خسرو کے بیان سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ رات کے سفر اور گرد و غبار سے سپاہیوں کے حلق خشک ہو گئے تھے اور ممکن ہے کہ وہ بہت تھک گئے ہوں - ان کے سواروں نے صفیں جمائیں ' چاؤشوں نے جنگ کی قرنہ پھونکی ' ہاتھیوں کی صف برسات کی کالی گھٹا کی طرح بڑھی جس کا ہر ہاتھی حملہ کرنے میں بجلی اور چلنے میں آندھی تھا - ان پہاڑ جیسے ہاتھیوں پر اونچی اونچی عماریوں سے یہ معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑ پر ابر چھایا ہوا ہے - ان پر تیر انداز چتکی میں تیر دبائے تیار بیٹھے تھے - ہاتھیوں کے پیچھے سواروں کی صفوں کی صفیں چلی آتی تھیں - قلب سپاہ میں خانخاناں سر پر چتر لگائے اس طرح بیٹھا تھا جیسے " کلاہ باراں " کے

نیچے بھیکی گھانس ہوتی ہے - (نمبر ۱۷۷۰) دائیں بائیں سرداران لشکر اشارے کے منتظر تھے - ہر ایک نے شاہانہ اسلحہ سجے تھے، اور اوڑھے میں غرق تھا - نقارے کی آواز سے آسمان ہلا جاتا تھا - پہلوانوں کے ہاتھ میں نیزے دبے ہوے تھے - مسلمانوں کی صفوں سے ہندو سپاہیوں کی صفیں علحدہ تھیں - اور تکبیر کی بجائے اپنے ہندی اشلوک اور دیوی دیوتاؤں کے نام جپ رہے تھے - غرض یہ لشکر آگ کے طوفان کی طرح بڑھ رہا تھا - اس کا ایک سرا زیادہ پھیلا ہوا اور دوسرا سمٹا ہوا تھا - (نمبر ۱۷۹۴) —

ادھر غازی ملک تغلق کی سپاہ چند حصوں میں منقسم تھی اور اس کے ایک حصے کو دور ہٹتا ہوا دیکھ کر لشکر دہلی نے خیال کیا کہ یہ لوگ خوف زدہ ہوکر میدان سے نکل جانا چاہتے ہیں لہذا اور بھی تیزی سے ان پر جھپٹے - اتنے میں فوج کا دوسرا حصہ سامنے آیا اور چونکہ یہ بھی تعداد میں کم تھا لہذا سپاہ دہلی نے بڑے جوش و خروش سے حملہ کردیا - لیکن ابھی تلوار سے تلوار لڑنے نہ پائی تھی کہ تغلق کی دوسری صفیں قطار در قطار اس طرح نمودار ہوئیں کہ آگے آگے ملک فخرالدین جونا تھا - ایک طرف بہرام ابیہ آگ کے پہاڑ کی طرح چلا آتا تھا - بہاءالدین، اسدالدین، علی حیدر، شہاب الدین (ہریک) اپنے اپنے دستوں کو نہایت جاں بازی سے لڑانے لاے تھے اور ملک غازی کے اشارے کے منتظر تھے - معلوم ہوتا ہے کہ سپاہ دہلی اپنے پہلے ہی ریلے میں اس قدر آگے بڑھ آئی کہ غازی ملک

کے قلب کی فوج اس کے دونوں طرف پھیل گئی اور گھیر کر اتنے تیر مارے کہ صدہا آدمی نشانۂ اجل ہوگئے - (تیر کی تعریف نمبر ۱۸۱۵ تا نمبر ۱۸۳۶) اس کے بعد نیزے توں کے تلواریں کھینچ کر دشمن پر جا پڑے - خسرو خاں کی طرف سے ایک بازو کے سردار قتلا (خاں) نے جو شاہی میر شکار کا عہدہ رکھتا تھا، غالباً ایک جدا حملہ کیا تھا کہ ایک تغلقی سوار کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا - وہ چلایا کہ مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو - وہ میرا مرتبہ پہچانتا ہے لیکن ایک جوق نے اس پر حملہ کردیا اور سر کاٹ کر غازی ملک کے پاس لائے - اس نے ایسے امیر کبیر کے مارے جانے پر بہت افسوس کیا - الغرض اب غازی ملک نے موقع دیکھ کر ایک عام حملہ کیا جس سے دشمن کے پانو اُکھڑ گئے اور خود خانخاناں بھاگ کھڑا ہوا - اسی کے ساتھ یوسف خاں جو بڑے لاف و گزاف کرتا تھا، اور شایستہ خاں اور خضر خاں جو لشکر کے بڑے سردار تھے فرار ہوگئے - ملک فخر الدین کی فوج سے لڑائی جاری تھی لیکن خانخاناں کے بھاگنے سے سپاہ دہلی کا دل ٹوٹ گیا اور جس کا جدھر منہ اٹھا ادھر بھاگا - ملک فخر الدین چاہتا تھا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب کرے لیکن اس قدر مال غنیمت پیچھے رہ گیا تھا کہ اس کو سنبھالنا دشوار ہوگیا - بارہ ہاتھی اور خانخاناں کا سرخ چتر فخر الدین جونا کے ہاتھ آئے —

—— * ——

پھر ایک نیا عنوان لے کر امیر خسرو لکھتے ہیں کہ میں نے

فیروزیٔ بخت سے سوال کیا کہ فتح کے بعد ملک غازی نے کیا کیا اور اس نے جواب دیا کہ غازی ملک خدا کا شکر بجا لایا۔ اور دھلی کی طرف بڑھنے اور خسرو خاں سے جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف تھا کہ دھلی کے بہت سے سپاھی اور سردار جو لڑائی میں قتل ہونے سے بچ گئے تھے، نہایت شرمندہ اور دست بستہ اس کے سامنے پیش کیے گئے۔ غازی ملک کے سپاھی ان کو طرح طرح کے طعنے دیتے اور آوازے کستے تھے۔ اسی کے ساتھ بے حساب مال و خزاین اور ساز و سامان جو غنیمت میں ھاتھ آیا تھا سامنے لایا گیا۔ یہ سب چیزیں خدا کی مہربانی سے غازی ملک کے ھاتھ آئیں لیکن جو لوگ گرفتار ہوکر آئے تھے ان پر اس نے بڑی عنایت و مہربانی کی۔ مقتولوں کے حال پر بہت افسوس کیا۔ زخمیوں کی مزاج پرسی سے ھمت بڑھائی۔ علاج معالجہ کا انتظام کیا اور بعض سرداروں کی خود تیمارداری کی۔ انھی میں ایک سردار تمر تھا جسے غازی ملک کے سپاھی قتل کرنا چاھتے تھے۔ لیکن اس کی درخواست پر تغلق کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے قتل سے بچا لیا اور کمال عزت و مہمان نوازی سے پیش آیا بلکہ اپنے ھاتھ سے زخموں میں ٹانکے دئیے اور دوا ٹپکائی۔ اور برابر اس کی خبرگیری کرتا رھا۔ (۱۱ نمبر ۱۹۵۵) –

(۹)

"پس از فتح نشستیں جنبش غازی ملک از جا
ز بہر قلعۂ کہران برائے مسند و افسر"

اس فتح کے بعد غازی ملک نے دھلی کی طرف پیش قدمی

کی - ایک ایسی تمہید کے بعد جس میں جملہ ثوابت و سیارات کی طرف سے نوید فتح و بادشاہی کے اشارات تحریر ہیں، پھر خسرو لکھتے ہیں کہ تغلق کے انتظام سے پالم سے ہانسی اور مدینہ تک ہر جگہ امن و امان ہو گیا تھا - اور اسی موقع پر جب ایک قافلہ (غالباً بنجاروں کا) فوج والوں نے پکڑا اور ان سے چھ لاکھ تنکہ وصول کر کے تغلق کے سامنے پیش کیا تو اس نے یہ نا جائز رقم لینے سے قطعی انکار کردیا - موضع مدینہ (نمبر ۱۹۹۴) رہتک سے چند میل شمال میں اب تک موجود ہے اور پالم شہر دہلی کے شمال میں مشہور گاؤں ہے جہاں سے خود شہر کی سر حد شروع ہو جا تی ہے —

ادھر خانخاناں اور شکست خوردہ سردار دہلی کی طرف بھاگے تو اس تمام علاقے میں ایک ہنگامہ بر پا ہو گیا اور جگہ جگہ ڈاکو اور چور لوٹ مار کرنے لگے اور خسرو خاں کا انتظام بگڑ گیا - خود شہر میں ان خبروں نے سخت پریشانی پیدا کی - خانخاناں کی فوج میں زیادہ تر دہلی کے سپاہی تھے اور ان میں سے جو لوگ مقتول اور اسیر ہوئے اور گھروں کو واپس نہ آئے، اُن کے عزیز و اقربا میں شہر کے اندر ماتم و فریاد کا شور برپا ہوا - خسرو خاں نے شکست خوردہ سرداروں کو سامنے بلا کر حیرت سے کہا کہ تم جو اس قدر کثیر فوج اور جنگی ساز و سامان لے کر گئے تھے، یہ تم کو کیا ہوا کہ اس قدر آسانی سے شکست کھا کے بھاگے اور اتنے نامی گرامی سرداروں کو کٹوا دیا کہ ان میں سے ہر ایک تغلق کے ہم رتبہ تھا - پھر کہنے لگا کہ اس

میں تمہارا کیا قصور ہے - یہ میری تقدیر کی خرابی ہے - اگر بادشاہی مجھے سزاوار ہوتی تو فتح بھی میرا ساتھ دیتی - پھر تغلق کی شجاعت و ہمت اور اقبالمندی کا اعتراف کیا اور کہا کہ حقیقت میں وہی شخص بادشاہی کا سزاوار ہے - (تا نمبر ۲۰۶۳)

اس کے بعد امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خسرو خاں کچھ دیر تو اپنی تقدیر کو روتا رہا اور اس نے رفیقوں سے بات کرنی چھوڑ دی - لیکن پھر اپنے عاقل دوستوں کو بلایا اور ان سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے - بعض نے مصالحت کرنے کا مشورہ دیا اور کہا کہ ملک غازی کو کچھ اور علاقہ دے کر رضا مند کرلینا چاہیے - کسی نے کہا کہ یہ خیال خام ہے - وہ شخص جو تلوار لیے چلا آتا ہے اور فتح نے اس کے دماغ میں بادشاہی کا خیال پیدا کردیا ہے وہ اس قسم کی باتوں سے صلح پر ہرگز آمادہ نہ ہوگا - جب دشمن ایک بار چیرہ دست ہو جائے تو پھر اس سے مصالحت کی بات کرنا اپنے آپ کو اور ذلیل کرنا ہے - اب تو مصلحت اسی میں نظر آتی ہے کہ جواریوں کی طرح جان مال کی بازی لگادی جائے - جب تونے مسند شاہی پر قدم رکھا ہے تو بادشاہوں کی طرح کمر ہمت باندھ اور خواب گاہ سے نکل کر خون کے میدان میں آ - خزانے کے منہ کھول دے کہ بادشاہوں کا روپیہ اسی دن کے واسطے ہوتا ہے - خصوصاً یہ روپیہ تو تیرا جمع کیا ہوا بھی نہیں ہے - دوسروں نے اسے جمع کیا تھا تو اسے بے دریغ خرچ کر - جنگ میں اگر خدا نے تجھ کو فتح دی تو ایسے خزانے بہت جمع ہو جائیں گے - اور اگر معاملہ برعکس

ہوا تو دشمن کے کچھہ ہاتھہ نہ آئے گا اور اس فیاضی اور داد و دہش کی بدولت تیرا نام باقی رہ جائے گا۔ حسن اگرچہ یہ باتیں سن سن‌کر دل میں اور ہراساں ہوا جاتا تھا لیکن چونکہ اپنی بہتری کی سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہ تھی لہذا حکم دیا کہ شہر کے باہر لشکر جمع ہو۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ اس کی حالت ایسی تھی جیسے پارے کی قُطّی کہ باہر سے منضبط نظر آتی ہے اور اندر لرزہ پڑا ہوتا ہے۔ بہرحال دلی خوف کو جس طرح بنا چھپایا اور شاہانہ جاہ و جلال کے ساتھہ محل سرا سے باہر آیا۔ امرا اور سرداران لشکر اپنی اپنی فوجوں اور جنگی ہاتھیوں کے ساتھہ گرد جمع ہونے لگے۔ ہندوؤں کے ساتھہ ساتھہ خسرو خاں کے مسلمان رفقا بھی تھے۔

"چناں آمیختہ با آں سیاہاں   کہ خیرات مسلماں با گناہاں"

لشکر کا اجتماع حوض خاص کے میدان میں ہوا جس کے مشرقی سرے پر آج کل فیروز تغلق کا مقبرہ اور مدرسہ بنا ہوا ہے۔ چونکہ سپاہ کی کثرت تھی اور ادھر غازی ملک کا رعب دلوں پر چھایا ہوا تھا لہذا بہت ہی قریب قریب ڈیرے ڈالے گئے۔ لشکر گاہ کے سامنے ایک بے قاعدہ سی خندق اور پشت کی طرف کچی دیوار بنائی گئی۔ اسی دیوار کے اندر روشن حوض تھا جس سے مختصر ہونے کے باوجود تمام اہل لشکر پانی لیتے تھے۔ اس مورچہ بندی اور کثرت تعداد و سامان کے باوجود امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی ملک تغلق کی آمد آمد کی خبر ہندوؤں پر دنیا تاریک کیے دیتی تھی۔

"چو خورشیدے کہ بارد بر جہاں نور   بود بر شب‌پرک تاریک و دیجور"

پھر امیر خسرو ایک نئے عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں کہ زر و گوہر نچھاور کرنا بھی اسی کے لیے مفید ہوسکتا ہے جو یہ کام اپنی مرضی اور آزادی سے کرے ورنہ دشمنوں کے خوف سے اور عاجز ہوکر روپیہ لٹانا نہ دینے والے کی ناموری کا باعث ہے نہ لینے والے کی احسان مندی کا۔ چنانچہ خسرو خاں نے بھی محل سے باہر آکر جو روپیہ پانی کی طرح لٹایا اور اس میں مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہندوؤں نے اپنے گھر بھرے، اس سے بھی لوگوں کے دلوں میں تغلق کی تلوار کا جو خوف جاگزیں تھا وہ کم نہ ہوسکا۔ خزانے کے اس طرح لٹا دینے کا ذکر برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی آتا ہے۔ لیکن تغلق کے منزل بہ منزل بڑھنے کی یہ تفصیل کسی تاریخ میں نہیں پائی جاتی جیسی تغلق نامے میں درج ہے کہ وہ ھانسی سے گزر کر مدینہ میں آیا اور وہاں سے رھتک پہنچا۔ پھر موضع مندوتی اور پالم سے بڑھ کر ارولی پربت کی کسنبور نامی پہاڑی کو عبور کرکے لہراوت کے میدان تک آگیا جس کے مشرق میں جمنا اور جنوب کی طرف چند میل پر قدیم دھلی (یعنی سیری) واقع تھی۔ برنی وغیرہ نے بھی لکھا ہے کہ اس کا پڑاؤ اندرپت یعنی پرانے قلعے کے قریب تھا اور غالباً اس تمام رقبے میں پھیلا ہوا تھا جہاں آج کل نئی دھلی کی عمارتیں بنائی جا رہی ہیں —

اب فریقین ایک دوسرے سے چند میل کے فاصلہ پر آمادۂ جنگ تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ تغلق کے پڑاؤ پر پیش قدمی حسن کی طرف سے ہوئی۔ یہ شعبان سنہ ۷۲۰ ھجری کی چاند رات کا ذکر ہے۔ فرشتہ نے اور اسی کی دیکھا دیکھی حال کے انگریز مورخوں

نے سن کو غلطی سے سنہ ۷۲۱ ھجری لکھ دیا ہے اور راقم الحروف نے بھی اپنی تاریخ ہند میں یہی غلطی کھائی ہے۔ لیکن تغلق نامے کے بیان کی تائید بدایونی کے علاوہ خود فرشتہ کے بیان سے بالواسطہ طور پر اس طرح ہو جاتی ہے کہ اس نے غیاث الدین تغلق کی مدت سلطنت چار سال اور چار ماہ اور وفات ربیع الاول سنہ ۷۲۵ ھ میں تحریر کی ہے جو اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے جب کہ تخت نشینی کی تاریخ سنہ ۷۲۱ ھ کی بجائے سنہ ۷۲۰ ھ میں قرار دی جائے —

بہر حال اسی شب کو عین الملک ملتانی اپنے خفیہ وعدے کے بموجب خسرو خاں کا لشکر چھوڑ کر صوبۂ اُجین کی طرف چل دیا اور بظاہر اس ہنگامے میں خسرو خاں کو صبح تک اس بات کی خبر نہ ہوئی۔ وہ رات بھر لشکر کی ترتیب اور سرداروں سے مشاورت وغیرہ میں مصروف رہا اور صبح ہوتے ہی تیز تیز غازی ملک تغلق کے لشکر کی طرف بڑھا۔ اس کے زبردست لشکر اور سرداروں کی امیر خسرو نے خاصی تفصیل سے کیفیت لکھی ہے کہ ان میں یوسف خاں صوفی، کمال الدین صوفی، شایستہ خاں قر قمار، امیر حاجب کافور "مہروار" نائب امیر حاجب شہاب اودھ کا صوبہ دار اور اسی طرح کئی اور مسلمان سردار شامل تھے۔ خسرو خاں کا بھائی خانخاناں اور ماموں (یا نانا) رندھول جسے رائے رایاں کا خطاب دیا تھا، اور بہت سے نئے امیر جو غلامی کے درجے سے یک بیک امارت و سرداری کے مرتبے تک پہنچے تھے، اپنی اپنی فوجیں لیے ساتھ تھے۔

لشکر کے آگے آگے جنگی ہاتھیوں کی صف تھی اور انہیں کے گرد دس ہزار جرار سوار برادو قوم کے، مرنے کی ٹھانے ہوئے ریشمی رومال باندھ کر آئے تھے ان کے نام اہر دیو، امر دیو، نرسیا، پرسھا، ہرمار، پرمار، اور کالی کالی صورتیں تھیں - بعض پرچموں کے آگے جنگلی سور کے دانت لٹکتے تھے - غرض آدھی ہندو اور آدھی مسلمان سپاہ کثیر اور بڑے بھاری جنگی ساز و سامان کے ساتھ خسرو خاں میدان میں پہنچا اور ملک غازی تغلق کو جو اس دن لڑنے کا ارادہ نہ رکھتا تھا، مجبوراً صف جنگ آراستہ کرنی پڑی - اس موقع پر بھی اس نے اپنے خاص رفیقوں کو بلاکر جنگ کا جوش دلایا اور ان سے جان نثاری اور جاں بازی کا از سرنو عہد لیا - ان سب نے اپنے آقا کے سر پر تصدق ہونے کے ولولہ انگیز قول و قرار کیے اور کہا کہ اے سردار، تو ہمارا ولی نعمت ہے اور جہاں کہے گا ہم وہاں اپنی جان لڑا دیں گے اور تو دیکھے گا کہ ابھی ہم اپنے حملے سے اس لشکر کثیر کو کس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں - اب غازی ملک نے مطمئن ہوکر اپنی صفیں آراستہ کیں - میمنے پر بھانجے بہاء الدولہ کو اور دوسری فوج پر ملک بہرام ابیہ کو سردار بنایا - اس کے پہلو میں علی حیدر کا دستہ استادہ کیا - میسرے پر ملک فخر الدین جونا اور اپنے بھتیجے اسد وغیرہ چار سردار مقرر کیے - قلب لشکر کی قیادت خود اپنے ذمے لی - یہ بھی حکم دیا کہ ہر سردار اپنے جھنڈے پر سور کے پر باندھ لے تاکہ غنیم کے جھنڈوں اور اپنے علم میں امتیاز رہے - دوسرے بقول امیر خسرو کے یہ سور کے پر کفار مغول کی

لڑائیوں میں بھی تغلق کے پرچم پر بلند رہا کرتے تھے اور اس کی فتوحات نے انھیں مبارک و مسعود مشہور کردیا تھا۔ امیر خسرو نے یہ دلچسپ تفصیل بھی تغلق نامے میں کی ہے کہ اس موقع پر غازی ملک کے لشکر کی پہلول لفظ "قلا" تھی (نمبر ۲۳۶۴) اور اس نعرے کو سن سن کر خسرو خاں کی آنکھوں میں اندھیرا چھایا جاتا تھا۔ (تا نمبر ۲۳۷۸)—

پھر ایک نئے عنوان کے تحت میں امیر خسرو جنگ کا حال لکھتے ہیں کہ دونوں لشکروں کے آمنے سامنے آتے ہی خسرو خاں کی ایک فوج نے اس شدت سے تغلق کے لشکر پر حملہ کیا کہ اپنے سامنے سے سب کو ریلتے ہوے لشکر کے پڑاؤ تک پہنچ گئے اور ملک غازی تغلق کے پاس ایک دستۂ فوج کے سوائے جس میں تین سو سوار تھے کوئی نہ ٹھہرا*۔ لیکن تھوڑی دیر میں اس کے خاص خاص سردار گرد و پیش جمع ہو گئے اور انھیں کو ساتھ لے کر ملک غازی نے دشمن کے بے حساب لشکر پر حملہ کیا۔ حملہ آوروں کی تعداد پوری پانسو بھی نہ تھی (نمبر ۲۳۹۰) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوابی حملہ کچھ ایسا با موقع ہوا تھا کہ غلام کے لشکر میں پریشانی پیدا ہوگئی۔ تغلق کا گھوڑا معرکے میں ہر طرف پیش پیش نظر آتا تھا۔ اور امیر خسرو کے بیان سے معلوم ہوتا ہے (نمبر ۲۴۱۲) کہ حسن خاں کے چھتر پر بھی اسی کا وار ایسا کارگر پڑا کہ چھتر خسرو خاں کے سر پر اُلٹ

---

* اسی واقعہ کو ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے میں تحریر کیا ہے۔

کے گرا اور اسی کے ساتھ اس کے لشکر کی ترتیب بگڑ گئی۔ خسرو خاں بد حواس ہوکر بھاگا۔ اس بدحواسی سے اتنے بڑے لشکر میں غضب کی ہلچل مچ گئی کہ ہر شخص جدھر منہ اُٹھے بھاگنا چاہتا تھا اورخود اپنی صفیں ایک دوسرے پرپلی پڑتی تھیں۔ بھاگنے والوں کو حملہ آوروں کے وار روکنے کا بھی ہوش نہ تھا اور بھاگتے میں زخم کھاتے اور مرتے چلے جاتے تھے۔ بعض لوگ بغیر لڑے ہتھیار ڈال رہے تھے اور بعض چھپنے کے لیے گڑھے اور کھائیں ڈھونڈتے تھے۔ اس ہنگامۂ قیامت میں بھی تغلق کی فوجوں نے جو معلوم ہوتا ہے کہ اب پوری قوت سے پلٹ پڑی اور تعاقب کر رہی تھیں، مسلمان سپاہیوں کی کچھہ نہ کچھہ رعایت کی مگر تغلق کے لشکر میں ایک معقول تعداد پنجاب کے ہندو کھوکھر (گکھڑ) سپاہیوں کی تھی۔ انہوں نے غنیم کے مسلمان سپاہیوں پر بھی ہاتھہ صاف کیا۔ غرض ہر طرف مار دھاڑ اور چیخ پکار کا شور تھا اور خسرو خاں کو بھگا دینے کے بعد تغلق کی فوجیں لوٹ مار کرنے لگی تھیں کہ یکا یک ایک طرف سے ہندوؤں کے ایک لشکر نے حملہ کیا۔ ملک غازی کی نظر نے فوراً اس خطرے کو بھانپ لیا۔ حملہ آوروں کی صدائے "نارائن" کے ساتھہ اس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ باوجود اس کے یہ حملہ اتنا تیز اور تند ہوا تھا کہ غازی ملک کے سنبھلتے سنبھلتے حملہ آوروں نے اس کی فوج کے بہت سے جھنڈوں کو کاٹ کے گرا دیا مگر غازی نے اسی وقت ایک سپاہی کو اشارہ کیا کہ اس کا خاص علم جس پر مچھلی بنی ہوئی تھی قایم کرے اور نقارچی کو حکم دیا کہ تو گھوڑے پر جم کے بیٹھہ جا

اور برابر نقارے پر چوب لگائے جا - اگر تونے آج میرے سامنے نوبت بجانے میں کمی نہ کی اور خدا نے مجھکو فیروز مند کیا تو تیرا نقارہ اشرفیوں سے بھردوں گا - اور جس شخص نے علم گاڑا تھا اس سے کہا کہ اگر تو بھی اسی طرح علم کو لیے قایم رہا تو تیرے قد سے اونچا روپیے کا ڈھیر لگا کر تجھے مچھلی کی طرح اس میں ترا دوں گا - کیونکہ اگر یہ میرے جھنڈے کی مچھلی قایم اور نقارہ بج رہا ہے تو پھر مجھہ کو دشمن کی سو صفوں کا بھی خوف نہیں ہے (نمبر ۲۴۸۳ تا نمبر ۲۴۹۸) - امیر خسرو لکھتے ہیں کہ غازی کی اس حکمت اور ہمت کی بدولت کہ تن تنہا میدان میں ڈٹا رہا اور اپنا علم قایم رکھا ، اس کے سوار جو منتشر ہو گئے تھے جھنڈے کو دیکھہ کر اس طرف جمع ہونے لگے - اب اس نے غور سے دیکھا تو دشمن کا ایک زبردست لشکر بہت فاصلے پر نظر آیا جس کے ساتھہ تھوڑے سے ہاتھی بھی تھے - اور نشیب میں ہونے کی وجہ سے یہ فوج پوری طرح نظر نہ آتی تھی اور اب تک ملک غازی کے حملوں سے محفوظ رہی تھی - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ خسرو خاں کے چند مسلمان سرداروں کی فوج تھی - ہندو فوج کا ایک دستہ بھی اس کے ساتھہ تھا - اور خسرو خاں کا خاص رفیق یوسف صوفی خاں ان میں موجود تھا - پس تغلق نے اس طرف رخ کیا اور ایک ہی حملے میں اس فوج کو بھگا دیا - اب دشمن سے میدان خالی اور فتح کے کامل ہونے میں کچھہ کسر نہ رہی تھی - غازی ملک ابھی پڑاؤ کی طرف پلٹا - اس کے سپاہیوں نے سوائے کھوکھر اور وحشی افغانوں کے زیادہ غارت گری

نہیں کی - اور مسلمان عموماً لوٹ مار سے محفوظ رہے - البتہ بھاگنے والے ہندو سپاہی اور سردار جن کو خسرو خاں کی داد و دھش نے حال میں مالا مال کیا تھا ان کے زر و جواہر خوب لٹے :-

" گروہے گوہر جاں داد برباد | گروہے را قضا گنج گہر داد
جہاں را دیر شد کائیں چنین است | کہ ہرچہ او را جگرایں رانگیں است
کسے کو پشت داد و پس نہ بیند | بغارت روئے او را کس نہ بیند
فرے با پز مثل شد در شہانی | کہ در غارت نباشد مہربانی "

(۱۰)

" بشارت دادن اسباب شاہی و جہاں داری
دل غازی ملک را بہر مسند ز انجم و اختر "

فتح کے بعد جس کا تغلق نے سب سے پہلے سجدۂ شکر ادا کیا ' امیر خسرو نئی داستان مذکورۂ بالا عنوان سے شروع کرتے ہیں - تمہید میں لکھتے ہیں کہ آدمی کا بلند و پست ہونا تقدیری امور ہیں - اس میں نہ اپنی کوشش کا دخل ہے نہ کسی دشمن کی مخالفت چل سکتی ہے :-

ز تقدیر است چوں بینی بہ تمیز | خواص قابلیت در ہمہ چیز
یکے را کز بلندی بہرہ مند است | نیارد پست ماندن چوں بلند است
دگر کز آسمانش بہرہ پستی است | رہش با چار سوئے زیر دستی است

اب غازی ملک کے تخت شاہی پر پہنچنے کا حال سنو کہ وہ اس روز اپنے پڑاؤ پر ہی رہا - فتح کے ساتھ ہی ہر طرف سے گویا زمین و آسماں اسے زبان حال سے بادشاہی کی بشارت دیتے تھے لیکن ملک غازی اس جذبۂ ہوس کو دل ہی دل میں دباتا اور کہتا تھا

کہ میں ایک سپاہی آدمی ہوں۔ مجھے مسند شاہی کے پاس نہ پھٹکنا چاہیے کیونکہ بادشاہی بڑی ذمہ داری اور درد سر کا کام ہے۔ لیکن امیر خسرو لکھتے ہیں کہ جس کو آسمان نے اس کام کے لیے بنایا ہو اسے تقدیر منصب شاہی پر لائے بغیر نہیں چھوڑتی۔ اس کی مثال میں ایک حکایت لکھ کر، بیان کرتے ہیں کہ صبح کو جو شعبان مبارک کی پہلی تاریخ تھی، غازی ملک آہستہ آہستہ پائے تخت دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ جلوس کے آگے آگے ہاتھیوں کی صف تھی جو اسی لڑائی میں ہاتھ آئے تھے۔ نوبت والے طبل و دمامہ بجاتے "نقیب دور باش" کی آوازیں لگاتے، چل رہے تھے۔ پیادہ و سوار ننگی تلواریں لیے، نیزے چمکاتے آگے تھے۔ یہاں تک کہ جلوس قصر شاہی تک پہنچا اور تغلق نے گھوڑے سے اتر کر وہیں فرش زمیں پر دوبارہ سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر عمائد و امرا سب کو بلا کر جان بخشی اور عام معافی کا مژدہ سنایا۔ سب کو اپنے برابر عزت سے بٹھایا اور یہ تقریر کی کہ میں ایک معمولی آدمی تھا۔ سلطان جلال الدین مغفور نے اپنی عنایت سے مجھے مقرب بنایا۔ اس کے انتقال کے بعد مجھے تردد رہا کہ اتنے میں اقبال علائی کا آفتاب طلوع ہوا اور میں نے بھی بادشاہ کی خدمت اختیار کی۔ میں پہلے بادشاہ کے بھائی الغ خاں کی ملازمت میں رہا اور اس کی نوازشوں سے بہرہ مند ہوا اور جب وہ گذر گیا تو بادشاہ کی خدمت گذاری کی۔ اور اسی بادشاہ کی عنایت سے اس درجۂ امارت و سرداری تک پہنچا۔

لوگوں نے تغلق کی یہ تقریر سن کر کہا کہ اے امیر! تو اپنی

خوبیاں دوسروں سے کیوں منسوب کرتا ہے جب کہ ہم تیرے حال
سے بخوبی واقف ہوں - جس وقت بادشاہ نے رنتھمبور کا محاصرہ
کیا اور اپنے لشکرگاہ کے گرد ایک حلقہ بنایا اس وقت رائے
رنتھمبور نے ایک چیدہ لشکر سے اس حلقے پر شدید حملہ کیا
جس سے بادشاہ کی فوج میں ہنگامہ برپا ہو گیا - اس وقت
بادشاہ نے تجھہ ہی کو حکم دیا اور تو ہی نے اپنی شجاعت
اور کوشش سے حملہ آوروں کو شکست دی تھی - اسی فتح کی
جلدو میں بادشاہ نے تیرا اعزاز و اکرام کیا - پھر جب اس
بادشاہ (یعنی سلطان جلال الدین) نے وفات پائی اور علاء الدین
اس کا جانشین ہوا تو اپنی وفاداری کی وجہ سے تو اپنے عہدے
پر بحال رہا - بعد ازاں جب مغلوں نے برن (موجودہ ضلع بلند شہر)
کی طرف یورش کی اور بہت سے مسلمانوں کو غلام بنا لیا ' اس
وقت بادشاہ نے تجھی کو مقابلے میں بھیجا - وہ چار تمن یعنی
چالیس ہزار کا لشکر تھا - اور اس کے چاروں سردار مغل شہزادے
تھے مگر تو نے تھوڑے ہی عرصے میں اس لشکر کو شکست دی -
اسی طرح کئی مغل سرداروں کو پے درپے شکستیں دیں اور ہر
معرکے میں سرخ رو ہوا - پھر سمندر کے قریب بونہل (؟) کے مقام
پر کفار مغل سے جو دس ہزار چیدہ جنگ آزماؤں کے ساتھ
آئی تھی اور ان کے سردار کا نام بھی تغلق تھا ' شدید جنگ
ہوئی - مگر وہ تغلق کفر کی حمایت میں ' اور تو دین کے لیے
لڑا تھا اس لیے خدا نے تجھہ کو فتح کامل عنایت کی - بونہل
کے راجہ سے بھی تو نے خراج اور سمندر کا محصول راہ داری وصول

کہا - پھر حیدر و زیرک کے لشکروں کو شکستیں دیں - غرض کہاں تک تفصیل کی جائے کہ تجھے اٹھارہ بڑے بڑے معرکوں میں فتح حاصل ہوئی ہے - ان کے بعد یہ تازہ فتوحات تھیں جو تجھے لشکر دہلی پر میسر آئیں - شیر خدا حضرت علی کے بعد اتنی فتوحات ابو مسلم کے سوا کس کو حاصل ہوئیں - خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تجھے اس کامیابی کے لیے زندہ رکھا ورنہ کتنے ہی امرا ہلاک ہوگئے - اب جب کہ تو ان ہی بلاؤں سے محفوظ رہا ہے، تخت شاہی پر جلوس فرما اور سلطنت کو از سر نو رونق دے (تا نمبر ۲۶۸۱) —

ملک غازی نے کہا کہ میرا جواب وہی ہے کہ میرا تاج و تخت میری تیر و کمان ہے - جس طرح بادشاہوں سے تیغ آزمائی نہیں ہوتی، اسی طرح جنگ آزماؤں سے نچلا نہیں بیٹھا جا سکتا - مجھے سلطان علاء الدین کی مہربانی سے یہ مرتبہ ملا - اس لیے مجھ پر اس بادشاہ کا بہت بڑا حق واجب تھا - جب میں نے سنا کہ کافر نعمت خسرو خاں نے اس کی نسل کو مٹا دیا، اپنے ولی نعمت خلیفۂ وقت، قطب الدین کو قتل کردیا، اس کی بیویوں اور بچوں کو بھی مروا دیا - اور طرح طرح کی شرمناک بدعتیں کیں، تو دنیا میری آنکھوں میں تاریک ہوگئی - میں نے بہت نوحہ و ماتم کیا اور اپنے دل سے کہا کہ ایسی زندگی پر حیف ہے کہ میرے اولیائے نعمت اس طرح مارے جائیں اور میں ان کا انتقام نہ لوں- حقیقت میں میں نے تین نیتیں کی تھیں- ایک تو یہ کہ میں دین اسلام کی راہ میں جہاد کروں گا - دوسرے یہ

کہ اس مبارک سرزمین کو ایسے کمینے ہندو زادے کے ہاتھ سے
چھین لوں اور ان شہزادوں یا عالی نژادوں کو مراتب سلطنت پر
متمکن کروں جو اس کے اہل ہیں - تیسری نیت یہ تھی کہ جن
کافر نعمتوں نے نسل شاہی کو اس بے رحمی سے برباد کیا ہے
انہیں کیفر کردار کو پہنچاؤں - یہ نیتیں محض خدا کی رضا
جوئی کے واسطے تھیں اور خدا کے فضل سے میری مضبوط ہمت
نے ان تینوں ارادوں کو اتمام کو پہنچایا - اور جب میری مراد
بر آئی تو اب میں تمام عمر اس دن کی کامیابی کا شکر ادا
کروں گا - میں تخت بادشاہی کا جویا نہیں ہوں اور سوائے دینی
جہاد کے تلوار نہ کھینچوں گا - اب اگر نسل شاہی میں سے کوئی
شخص بھی زندہ ہے تو یہ تخت سلطنت اسی کے نام لکھا جائے -
اور اگر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہا ہے تو یہاں اور بہت
سے بڑے بڑے امیر موجود ہیں - مجھے اپنا گھوڑا اور دیوپالپور
کا ویرانہ سب سے زیادہ پسند ہے (تا نمبر ۲۷۲۴) —

اکابر ملک نے پھر اس کے پاؤں چومے اور اصرار کیا کہ کلاہ
بادشاہی تیرے ہی لیے موزوں ہے - اگر تاج کے لایق کوئی اور سر
ہوتا تو تقدیر الٰہی یہ عزت و مرتبہ اسی کو بخشتی - ہم جو
آج تیرے سامنے زیر و سرنگوں کھڑے ہیں کیوں کر تیرے مقابل میں
تخت سلطنت کے سزاوار ہو سکتے ہیں — تغلق نے پھر وہی عذر کیا
اور امیروں نے پھر اصرار کیا — تغلق نے کہا کہ میں کوئی بچہ
نہیں ہوں کہ آپ لوگوں کی ان تقریروں سے بادشاہی کے شوق میں
اس کی دشوار ذمہ داریوں کو بے تامل اٹھا لوں - دوسرے اگر میں

نے بادشاہی قبول کی تو لوگ بھی کہیں گے کہ میں نے اسی غرض سے تلوار کھینچی تھی۔ لوگوں نے آخر میں یہ دلیل بھی پیش کی کہ اگر تیرے سوا کوئی دوسرا تخت پر بیٹھا تو وہ تجھ سے خائف اور اس لیے تیری مخالفت پر آمادہ ہوئے بغیر نہ رہے گا جیسا کہ ابو مسلم کے معاملے میں ہوا کہ اس نے جعفر کو تخت خلافت پر بٹھایا اور جعفر نے اپنی حفاظت کے لیے خود اسی کو قتل کرایا۔ امیر خسرو لکھتے ہیں کہ یہ بات سن کر تغلق بھی سوچ میں پڑگیا اور وہ ابھی اسی تردد میں تھا کہ دور سے اس کے سامنے تین چتر نمودار ہوئے۔ اس وقت اسے اپنا وہ خواب یاد آیا جس میں اس نے اپنے سر پر تین چاند چمکتے دیکھے تھے۔ اور بالآخر لوگوں کی درخواست اور تخت شاہی کو بخشش الٰہی سمجھ کر قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی —

تخت شاہی کے لیے اس رد و کد کا حال برنی اور بعد کی تاریخوں میں بھی موجود ہے۔ برنی نے تصریح کی ہے کہ یہ مجلس قصر ہزار ستون میں منعقد ہوئی تھی۔ ابن بطوطہ نے یہ دلچسپ روایت بھی لکھی ہے کہ ملک تغلق اپنے دوست بہرام ایبہ کو بادشاہی کی دعوت دیتا تھا۔ بہرام نے انکار کیا اور کہا کہ اگر تم تخت شاہی قبول نہیں کرتے تو ہم تمہارے بیٹے فخرالدین کو بادشاہ بنا لیں گے۔ یہ سن کر تغلق نے بہتر یہی سمجھا کہ خود بادشاہی قبول کرلے —

(۱۱)

جلوس شہ غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

دوسرے روز یعنی ہفتے کی صبح تغلق نے تخت سلطنت پر جلوس کیا اور سلطان غیاث‌الدین اس کا شاہی خطاب قرار پایا۔ پھر دو منظوم عنوانوں کے تحت میں امیر خسرو نے خسرو خاں اور اس کے بھائی کی گرفتاری اور قتل کا حال تحریر کیا ہے کہ دونوں بھائی فراری میں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ خانخاناں کسی بڑھیا کے گھر میں جا چھپا تھا لیکن غالباً اسی روز تغلق کے سواروں کو اس کا پتہ مل گیا۔ انہوں نے فخرالدین جونا کو، جسے اس موقع پر پہلی مرتبہ تغلق نامے میں الغ خاں کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے (نمبر ۲۸۱۵) خبر کردی اور اس مکان تک لے آئے۔ الغ خاں نے وعدہ کیا کہ بادشاہ تیری جاں بخشی کردے گا لیکن جب وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے شہر میں پھرایا جائے اور جس طرح اس نے مستورات کی پردہ دری کی تھی اس کی بھی تشہیر کی جائے۔ چنانچہ بڑے بڑے بازاروں میں اس کو پھرایا گیا۔ اور اس کے بھی سر کاٹ کر کنگرے پر لٹکا دیا گیا۔

پھر امیر خسرو ایک پند آموز تمہید کے بعد لکھتے ہیں جب خسرو خاں شکست کھا کے میدان سے بھاگا تو چند ہم قوم برادو سوار بھی اس کے ساتھ تھے۔ وہ تھوڑی دیر ہر طرف دوڑتے پھرے کہ امن کی جگہ یا پناہ کا راستہ مل جائے۔ لیکن اس دوادوش میں راستہ بھول گئے اور خسرو خاں اپنے ساتھیوں سے بھی الگ ہو گیا۔ اور گرتا پڑتا ایک ویران باغ میں جا چھپا۔ برنی نے لکھا ہے کہ وہ اپنے قدیم آقا ملک شادی کے مقبرے کے باغ

میں جا چھپا تھا - اور دوسرے روز وہاں سے گرفتار ہو کے آیا -
ابن بطوطہ لکھتا ہے کہ وہ تین دن تک برابر باغ میں چھپا رہا
اور پھر بھوک سے بے قرار ہو کر ایک باغبان کو اپنی انگوٹھی دی
کہ اسے گروی رکھ کر کچھ کھانا لائے - یہ انگوٹھی پکڑی گئی اور
اسی سے خسرو خاں کا کوتوال کو سراغ مل گیا - تغلق نامے میں
لکھا ہے کہ بادشاہ نے الغ خاں کو اسے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا -
غرض وہ گرفتار ہو کر تغلق کے سامنے پیش ہوا - بادشاہ نے اس
سے سوال کیا کہ اے ظالم تونے اپنے ولی نعمت کے ساتھ یہ کیا
کیا کہ اس نے تجھ کو اپنے دل میں جگہ دی اور تونے اس کا
خون کردیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ میرا حال دنیا
کو معلوم ہے —

" اگر نارفتنی بر من نرفتے   ز من نا آمدے ویں فن نرفتے "

اس بیت میں قطب الدین کی بد فعلی کا اشارہ ہے جس کا
برنی نے بار بار اور خاص صراحت سے ذکر کیا ہے - تغلق کے سوال
پر کہ شہزادوں نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو ان کو اس بے رحمی سے
قتل کیا - خسرو خاں نے جواب دیا کہ یہ مشورہ میرے رفیقوں
نے مجھے دیا تھا - اس کا الزام حقیقت میں مجھ پر نہیں - پھر
جب پوچھا گیا کہ تخت و سلطنت پر تونے کیوں قبضہ کیا تو
اس نے کہا کہ میں کسی شہزادے کو تخت پر بٹھانا چاہتا تھا
مگر میرے بدرائے مشیروں نے مجھے ڈرایا کہ اگر تو ایسا
کرے گا تو تیری خیر نہ ہو گی - تغلق نے یہ سوال بھی کیا تھا
کہ مجھ پر تونے کیوں فوج کشی کی - خسرو خاں نے کہا کہ

میں تجھکو پالم تک کا علاقہ دینے پر تیار تھا لیکن یہ رائے بھی نہ چلی اور خدا نے تجھکو غالب اور تخت و سلطنت کا وارث بنا دیا۔ آخر میں خسرو خاں نے جاں بخشی کی درخواست کی اور یہ بھی کہا کہ اسے اندھا کرکے کسی گاؤں میں گوشہ نشینی کی اجازت دے دی جائے (نمبر ۲۹۰۶) مگر تغلق نے اسے قبول نہیں کیا اور کہا کہ میں نے بادشاہ اور شہزادوں کا انتقام لینے کے لیے یہ جنگ کی تھی اور تجھکو زندہ چھوڑنا میرے عہد اور اعلان کے خلاف ہوگا۔ پھر جلادوں کو حکم دیا کہ جس جگہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کو خسرو خاں نے قتل کرایا تھا اسی مقام پر لے جا کر خسرو کا سر قلم کردیا جائے۔ چنانچہ سر کاٹ کر صحن میں پھینک دیا گیا کہ آیند و روند کے قدموں میں پامال ہو۔ اس کے قتل ہونے کی قریب قریب یہی روایت ابن بطوطہ نے لکھی ہے —

....

تغلق نامے کا جو نسخہ موجود ہے وہ اسی بیان اور بیت نمبر (۱۹۲۰) پر ختم ہو گیا ہے۔ لیکن صفحے کے آخر میں ترک موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے آگے کے کچھ اوراق ضایع ہو گئے ہیں۔ ایک عنوان بھی آخری صفحہ سے دو تین ورق پہلے حاشیے پر تحریر ہے جو غالباً آخری فصل کا عنوان تھا۔ اور وہ یہ ہے —

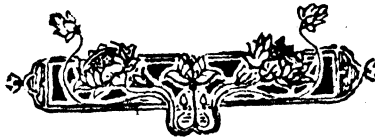
حدیث چتر و کشور دادن شہزادگاں و انکہ

بشغل آراستن کار ملوک و بندہ و چاکر

معلوم ہوتا ہے کہ اس آخری فصل میں لوگوں کے خطابات و خدمات کی تصریح تھی اور پھر وہ اشعار ہوں گے جو حیاتی نے خاتمے پر تحریر کرے تھے۔ لیکن جیسا کہ مقدمۂ کتاب میں بحث کی گئی ہے یہ آخر کے اوراق جو تلف ہو گئے تعداد میں کچھہ زیادہ نہیں ہو سکتے —

سید ہاشمی

حیدر آباد۔ شوال سنہ ۱۳۵۱ ھ



مقدمہ

(نا تمام)

نوشتہ مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

حضرت 'امیر خسرو' رحمۃ اللہ علیہ کی تمام تصانیف میں تغلق نامہ سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ ضروری اور زیادہ قیمتی تصنیف ہے۔ عام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ وہ حضرت امیر کی سب سے آخری تصنیف ہے بلکہ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون * میں یہ لکھا ہے کہ یہ نظم تمام ہونے نہیں پائی تھی کہ حضرت امیر کی وفات ہوگئی۔ اس کی اہمیت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ خالص تاریخی تصنیف اور اس میں قطب الدین مبارک شاہ کے قتل سے لے کر غیاث الدین تغلق کی تخت نشینی تک کے نہایت تفصیلی واقعات ملتے ہیں جن سے ہماری موجودہ کتب تواریخ ساکت ہیں۔ بلا شبہ تاریخ علائی †

---

* کشف الظنون مطبوعۂ جرمنی صفحہ (   ) اس میں تغلق نامہ کو تعلق نامہ لکھا ہے جو چھاپہ کی غلطی ہے —

† صیغۂ خسروی کے سلسلہ میں تاریخ علائی کی تصحیح اور متعدد نسخوں کے ساتھ اس کا مقابلہ میں کرچکا تھا - افسوس ہے کہ اب تک اس کے چھپنے کی نوبت نہیں آئی —

ایک ایسی کتاب ہے جس کو تاریخی کہا جاسکتا ہے اور جس میں حضرت امیر نے سلطان علاء الدین خلجی کی بعض فتوحات کو اپنے خاص شاعرانہ انداز میں صنایع بدایع کے سخت التزام کے ساتھ بیان کیا ہے - ممکن ہے کہ اس سے بھی بعض تاریخی غلط فہمیوں کی اصلاح ہوجائے - لیکن تاہم اس کی تاریخی حیثیت کے مقابلہ میں ادبی حیثیت زیادہ غالب ہے اور اس لحاظ سے وہ تغلق نامہ کی برابری نہیں کر سکتی —

ان دونوں باتوں کے علاوہ خاص وجہ تغلق نامہ کی اہمیت کی یہ ہے کہ وہ صدیوں سے کم یاب یا نایاب یا قطعاً مفقود سمجھی جاتی ہے - تمام مورخ اور تذکرہ نویس یا تو اس کی کم یابی کی شکایت کرتے ہیں یا اس کے فقدان پر افسوس کرتے ہوے دیکھے جاتے ہیں - اور جہاں تک مجھے علم ہے کوئی شخص اس بات کا اقرار نہیں کرتا کہ اس نے تغلق نامہ کو دیکھا ہے - البتہ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کے متعلق اس قدر صحیح بیان دیا ہے جس سے گمان غالب ہوتا ہے کہ اس نے یہ کتاب ضرور دیکھی ہے - اس زمانہ میں نئی تصانیف ایک ملک سے دوسرے ممالک میں جس سرعت کے ساتھ پہنچ جاتی تھیں ' اس سے کچھ بعید نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کتاب بھی قسطنطنیہ پہنچ گئی ہو اور حاجی خلیفہ کی نظر سے گزری ہو اور چونکہ وہاں کے شاہی کتب خانے اس وقت تک محفوظ ہیں اس لیے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اس کتاب کا کوئی نسخہ اس وقت تک وہاں کے کتب خانہ میں محفوظ ہو - بہر حال حاجی خلیفہ کے الفاظ یہ ہیں :.... .....

جب نواب عمادالملک بہادر کی تحریک پر مدرسۃ العلوم علیگڈہ میں فراہمی و ترتیب تصانیف خسروی کا کام شروع ہوا تو اس کے کارکنوں کی خاص توجہ تغلق نامہ کی طرف مبذول ہونا ایک قدرتی بات تھی چنانچہ اس کی تلاش میں سب سے زیادہ اہتمام کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ نواب اسحاق خاں کو غریق رحمت فرمائے۔ عجیب نیک دل اور پاک باطن بزرگ تھے۔ تصانیف خسرو کے ساتھ جس قدر ان کو دلچسپی تھی اور جس قدر شوق تھا وہ ظاہر بینوں کی نظر میں خبط بلکہ جنون کے درجہ کو پہنچ گیا تھا، اور تغلق نامہ کے ساتھ تو ان کو خاص شغف تھا۔ ہر صاحب ذوق سے وہ اسی کا تذکرہ کرتے اور یہی فرمایش کرتے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انہیں کے جذب قلبی اور نیک نیتی کا ثمرہ تھا کہ ایک ایسی کتاب جس کی تصنیف کو چھ صدیوں سے زائد زمانہ گزر چکا ہے اور مورخین سوائے نام کے اس کی نسبت اور کچھ نہیں جانتے اور جس کے مفقود ہوجانے پر علمی دنیا متفق ہوچکی تھی از سرنو پھر عالم وجود میں آئے اور زیور طبع سے آراستہ ہوکر اہل شایقین کے ہاتھوں میں اس کی رسائی ہو —

تغلق نامہ کا انکشاف جن ابتدائی مراحل سے گزر کر پایۂ تکمیل کو پہنچا ان کی روئداد نہایت دلچسپ اور سننے کے قابل ہے۔ یہاں اس کو مختصراً بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اس بیان کو سرسری نظر سے دیکھنے والے ممکن ہے کہ یہ خیال کریں کہ تغلق نامہ کی ایجاد کا فخر صرف اس خاکسار کو حاصل ہے۔ مگر حقیقتاً یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اس فخر

میں جناب مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی میرے ساتھ شریک ہیں بلکہ شریک غالب ہیں - وہ اس تحریک کے بانی ہیں - * سب سے پہلے انہوں نے جہانگیر نامہ پر ایک مبسوط تنقید لکھی - جس میں وہ اگرچہ کسی صاف نتیجہ پر نہیں پہنچ سکے لیکن ان بحثوں اور کاوشوں سے میں نے ضرور فائدہ اٹھایا جس کا میں اعتراف کرتا ہوں - جس طرح اس تحریک کا آغاز ہوا اس کو مولانا شروانی ہی کے الفاظ میں میں بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں - آپ اپنے تنقیدی مراسلے میں جو نواب اسحاق خاں مرحوم مغفور کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں :

" تبصرہ † طبع ثانی ایک ہفتہ ہوا موصول ہوا - غایت دلچسپی کی وجہ سے نے میں اس کو مکرر پڑھا - تغلق نامہ کے متعلق آپ کی تاسف آمیز تحریر پڑھ کر دل میں ایک حسرت کی موج اٹھی اور اس خیال سے دل تڑپ کر رہ گیا کہ کاش میں اس کا نسخہ حاضر کرسکتا - اسی اضطراب میں خیال آیا کہ کتب خانہ میں حیاتی کاشی کا جہانگیر نامہ ہے جو بجواب تغلق نامہ لکھا گیا تھا - اس کو دیکھنا چاہیئے شاید حالات پر کچھ روشنی پڑے - اس کو نکال کر دیکھا - حسب ذیل واقعات معلوم ہوئے..... ..."

غرض کہ مولانا شروانی کا مراسلہ جس کا خلاصہ اوپر دیا گیا ہے

---

* جہانگیر نامہ کا نسخہ جو بعد میں تغلق نامہ ثابت ہوا انہیں کے کتب خانہ سے نکلا -

† تبصرۂ ثانی متعلق ترتیب کلیات خسروی صفحہ ۳۲

اور جہانگیر نامہ کا قلمی نسخہ نواب اسحاق خاں مرحوم نے آخری فیصلہ کے لیے خاکسار کے سپرد فرمایا - میں نے ان دونوں چیزوں کو سر سری نظر سے دیکھا - مجھ کو قطع نظر اس بات کے کہ حیاتی کے اقوال کا صحیح محمل کیا ہو سکتا ہے اس کتاب میں حضرت امیر خسرو کی روح محسوس ہوئی اور آخر کار مجھ پر منکشف ہو گیا کہ سوائے چند ابتدائی اوراق کے جو حیاتی کاشی کے طبع زاد ہیں اور جس میں اس نے جا بجا اپنا نام لکھا ہے باقی تمام کتاب امیر خسرو کی ہے اور یہ وہی کتاب ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت علمی دنیا صدیوں سے یقین کر چکی ہے کہ وہ مفقود ہو گئی ــــ

میں نے اپنی یہ رائے مع ان دلایل کے جو اس سر سری مطالعہ کے وقت میرے خیال میں آئے اور جو اثبات مدعا کے لیے کافی تھے لکھ کر بھیج دی تھی - جو تبصرۂ ثانی میں مولانا شروانی کے مراسلہ کے ساتھ چھپ چکی ہے - مگر اس مبحث کی اہمیت کا لحاظ کر کے میں چاہتا ہوں کہ ان تمام دلائل و شواہد کو جو میں نے اس وقت لکھے تھے اور نیز جو مزید مطالعہ اور مزید غور و فکر کے بعد میرے خیال میں آئے زیادہ توضیح اور تفصیل کے ساتھ لکھوں :

(۱) جہانگیر نامہ اور عشقیہ میں بیان کا انداز اور ترکیبوں کی بندش اور قوافی کی نشست بالکل متحد واقع ہوئی ہے بلکہ بعض اوقات پورے پورے مصرعے اور شعر باہم مل جاتے ہیں - اور سوائے ایک دو لفظوں کے کچھ فرق نہیں ہوتا - مقابلہ کے لیے

میں نے عشقیہ کو اس لیے ترجیح دی ہے کہ وہ حضرت امیر کی اواخر عہد کی تصنیف ہے اور متعدد واقعات دونوں کتابوں میں مشترک ہیں۔ اور بحر بھی دونوں کی ایک ہی ہے - چند شعر ملاحظہ ہوں :—

جہانگیر نامہ	عشیقہ
ہمی گفت آسماں را آفتابش	ازاں بے مہر شد دینار خورشید
کہ سکہ می شوم بہر خطابش	کہ دارد سکۂ نام تو امید
گہر ہائے کہ گوہر پاش از امید	گہر ہائے کہ ہر یک را ز امید
بنور چشم خود پرورد خورشید	بصد خون جگر پرورد خورشید
ازاں خوں و ز موج اشک رنگیں	ز کو بش بر رخ پر خوں و رنگین
حنا می بست بر دست نگاریں	حنا می بست بر دست نگارین

چو دولت مرد را بر سر نہد تاج	کسے کز سعد گردوں بہرہ مند است
فتد ز اسپ او دشمن بتاراج	ز انجم ہمچو انجم سر بلند است
بہر قفلے کہ دستش یار گردد	اگر جوید کلید کار در مشت
ہر انگشتش کلید کار گردد	کلیدے گرد از دستش ہر انگشت
بہر منزل کہ جا یش در خور آید	چو عون غیب پیش مقبل آید
مراد از بام و کام از در در آید	غرض پیش از تمنا حاصل آید
بہ تعظیم آسماں بوسہ جبینش	ہنوزش آرزو باشد بسینہ
بسلطانی دہد ز انجم نگینش	کہ پیش از خواست پیش آید خزینہ
ز تقدیر است چوں بخش بہ تمہز	ز روزی خواہ دردہ خواہ در شہر
خواص قابلیت در ہمہ چیز	مقام ہر کسے پیداست در دہر

یکی کو از بلندی بهره مند است | عقاب از اوج نتوان داشتن پست
نیارد پست ماندن چوں بلند است | مگر در بازوش لنگر توان بست
دگر کز آسمانش بهره پستی است | بحیله سوش بالا بر نهایند
رهش با چار سوئے زیر دستی است | مگر آں کش غلیوازے رباید
بود گندم خرے بالا سر افراز | بن جو را زیک گز فگزره شاخ
سر چلغوزه گوید با فلک راز | شود گر جو بجو با ابر گستاخ
بکوشش دیو جمشیدی نیابد | بحیله چند باشد پست را اوج
ستاره نور خورشیدی نیابد | بدر یا بر شود باز اوفتد موج
سرے کو را بود قسمت کلاهے | کواکب کز رصدها در شمارند
هوس برتاج بودن نیست راهے | شمار کار عالم پیشه دارند
ازاں نقدے که می سنجند در ذهب | بآئینے که می آید ز نقد پر
بروزی پر شود نے از هوس جیب | بکار خلق می سازند ته بیر
نه هر فرقے سزاے تاج شاهی است
نه هرتن را لقب ظل الٰهی است
نه هر دزّی بر افسر جاے یابد
نه هر سر تاج ملک آراے یابد

— * —

غرنباں کوس فتح آواز می داد | ترنم رهوه را آواز می داد
ز سر می برد هوش و باز می داد | نوا جاں می ربود و باز می داد
همه دندانش در بالا و پستی | همه دندانش مست شهر بد راست
فتاں خیزاں شده از شیر مستی | کزاں مستی همی افتاد و می خاست
کسے کو عزت اسلام داند | کسے کو عزت معشوق داند

معاذ اللہ کہ این دیدن تواند کجا از نان و جانش یاد ماند

کنون زان گونہ خواہم راند این حرف بہ ہنجارے نگارم نقش این درج

کہ گنجے نہ فلک در وے شود صرف کہ چون آب روان گوہر شود خرج

چو من در خون فتم خونم مشوئید چو بادم گشت زو خونم مجوئید

وزیں دولتوار کاں خونم مجوئید وزیں خون روے گلگونم مشوئید

فلک تاج علا را برد معراج علا از تخت رفت رفعت از تاج

بخاک افتاد والا گوہر تاج شہا بے جاے ماہے کرد معراج

بود شہ پاسبان خلق پیوست چو باشد خانۂ را پاسباں مست

خطا باشد کہ باشد پاسباں مست رساند دزد را خود باز بردست

شبانی چوں شد خراب از بادۂ ناب شبانے را کہ باشد بادہ در پیش

رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب رساند نقل گرگ از پہلوے میش

در آئینے کہ رسم ملکداری است سکون عمدۂ با استواری

ثبات کارہا در ہوشیاری است سداد شہ بود در راست کاری

چو طبعم در جوان مردی در آمد سپاہ دیں کہ چوں دریا در آمد

قلم را موج دریا بر سر آمد مغل را موج دریا بر سر آمد

عجب حیفی کہ زاں گبران گمراہ عفا اللہ بر چناں روہاے چوں ماہ

بخوں فلطد چناں روہاے چوں ماہ کسے چوں برکشد شمشیر کیں خواہ

جوانے ہم چو بخت خویش بیدار ربودہ خواب بیداراں بہ یکبار

ربودہ خواب بیداراں بہ یکبار ز چشم نیم خواب و نیم بیدار

— * —

تغلق نامہ اور جہانگیر نامہ کی تصنیف میں پورے تین صدیوں
کا فاصلہ ہے اور اس عرصے میں فارسی زبان اور اس کی نظم و نثر

میں نمایاں تغیرات ہوگئے تھے - بہت سے الفاظ اور محاورات متروک ہوکر نئے الفاظ اور نئے محاورات ان کی جگہ جاری ہوگئے تھے - شاعری میں بجائے قدما کی سادگی اور بے تکلفی کے دقت پسندی اور نازک خیالی خصوصاً دور اکبری میں انتہا کو پہنچ چکی تھی جس کو اس عہد کے سخن فہم تازہ گوئی سے تعبیر کرتے ہیں - اس لئے حیاتی کے کلام کو حضرت امیر خسرو کے کلام کے ساتھ مقابلہ کرنا اور ان میں فرق دکھلانا شاید اہل ذوق کے نزدیک معیوب سمجھا جاے- اس خیال سے میں نے عشیقہ اور تغلق نامہ کے ہم معنی اشعار بالمقابل نقل کر دئے ہیں- ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے اور یقین کرسکتا ہے کہ اس قدر توارد دو ہم عصر شاعروں کے کلام میں بھی نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ ان میں سینکڑوں برسوں کا فاصلہ ہو —

اشعار مذکورۂ بالا کی نسبت صرف اس قدر اور عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے ان کے جمع کرنے میں کوئی خاص اہتمام نہیں کیا - بلکہ جہانگیر نامہ کے مطالعہ کے اثنا میں جو اشعار ایسے آے جن کے ہم معنی شعر عشیقہ میں میری نظر سے گزر چکے تھے اور مجھے یاد تھے ان کو لکھ دیا ہے - مجھے یقین ہے کہ اگر ان دونوں کتابوں کا مقابلہ کیا جاے تو صدہا ایسے ہم معنی اشعار ملیں گے —

(۲) اس کتاب میں وقایع تاریخی کی ایسی چھوٹی چھوٹی جزئیات اور تفصیلات پائی جاتی ہیں جن کو مورخ عموماً اپنی تاریخوں میں نہیں لکھتے - اور جن کو ضیاء برنی نے بھی جو

عہد قطبی اور تغلق کا عینی شاہد ہے فیروز شاہی میں نہیں لکھا۔ پس اس قسم کی جزئیات کا جو اس کتاب میں بکثرت پائی جاتی ہیں پوری تین صدیوں کے بعد حیاتی کے قلم سے ظاہر ہونا ایک ایسی بعید از قیاس بات ہے جس کو غالباً کوئی عاقل تسلیم نہیں کرے گا - مثلاً صرف دو واقعوں پر اکتفا کرتا ہوں —

(۱) - خسرو خاں نے قطب الدین مبارک شاہ کو قتل کر کے شاہزادوں اور شاہی خاندان پر جو ظلم و ستم توڑے ان میں ایک واقعہ کا درد ناک منظر اس طرح دکھایا گیا ہے :—

چناں است ایں حکایت راست راست — کہ چوں بر قطب دیں رفت آنچہ حق خواست
ز بعد آں سریر آرائے مرحوم — برادر پنج دیگر ماند مظلوم
یکے خان فرید اسم بلند اصل — کہ بود اصلش زدہ شہ وصل بر وصل
کہ آں سلکے سزائے ملک سنجے — سہ پنجش عمر رد دیرینہ سنجے
تمامش دادہ قرآں ختم منشور — دلش زاں نور گشتہ سورۂ نور
بسا شاگردیٔ استاد کردہ — کتاب و نامہ را چوں یاد کردہ
بہ ترتیب کمان و تیر پیوست — بعقد تیر دو انگشت او شست
دگر بو بکر خاں دیباچۂ تخت — سزائے ملک گر یاری کاد بخت
ز سال عمر او در ہفتہ رفتہ — دو ہفتش سال و اوماہ دو ہفتہ
الم دیدہ ز الف و لام و یا سین — نشستہ در دل قران چو یسین
ہوس در نظم و نثر و لفظ و خط خوش — طبیعت خود چہ گویم آب و آتش

— • —

علی خاں گرامی ہشت سالہ جبینے چوں گل و روے چو لالہ
ہمہ دندانش در بالا و پستی فتاں خیزاں شدہ از شیر مستی
ز قرآں تا بقد افلح رسیدہ قدش افلح شدہ کاں صفحہ دیدہ

— * —

بہا خاں ہم بہشتم سال نو خیز بشاش دوم قرآن ورق بیز
گرفتہ روزی از تعلیم بالا وما من دابۃ فی الارض الا

— * —

چنیں شہزادگان ناز پرورد کہ چرخ از بہر ملک انباز پرورد
زمان عمر شاں چوں بر سر آمد زمانہ در جفا کاری بر آمد
اشارت کرد خسرو خان کم بخت کہ بر شہزادگاں کارے روہ سخت

— * —

زپنجم سال عثماں بہرہ ور بود ہنوز از جمع قراں بے خبر بود
ببازی ہاے نوزاداں ہوس ناک ز لوح کاف و نون لوح دلش پاک

— * —

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے مقتول ہوجانے کے بعد اس کے پانچ بھائی باقی رہ گئے تھے۔ اول فرید خاں جس کی عمر پندرہ سال کی تھی قرآن مجید ختم کرچکا تھا۔ کتابیں پڑھتا تھا اور تیر اندازی کی مشق کرتا تھا۔ دوم ابو بکر خاں جس کی عمر چودہ سال کی تھی۔ ......
...... نظم و نثر کا شوق تھا خط اچھا اور طبیعت نہایت ذکی تھی۔ سوم علی خاں نہایت حسین تھا۔ قد افلح المومنون تک

پڑھ چکا تھا - چہارم بہا خاں - اس کی عمر بھی آٹھ سال تھی قرآن مجید کا پہلا ثلث ختم کر چکا تھا اور وما من دابۃ فی الارض کا پارہ پڑھ رہا تھا - پنجم عثمان خاں - پانچ سال کی عمر تھی - تعلیم ابھی شروع نہیں ہوئی تھی —

شہزادوں کے متعلق جس قدر جزئیات ہم کو مندرجۂ بالا اشعار سے معلوم ہوتے ہیں ان پر سرسری نظر ڈالنے سے یقین ہوتا جاتا ہے کہ ان کا بیان کرنے والا حیاتی نہیں ہوسکتا —

(ب) - غازی الدین تغلق اور خسرو خاں کے درمیان جو فیصل کن معرکہ آرائی دہلی کے قریب ہوئی اس کا نقشہ ایسا مفصل کھینچا گیا ہے جو کسی بعد کے زمانے والے سے ممکن نہیں معلوم ہوتا - فریقین کے میمنہ اور میسرہ کے دستوں کی تعداد اور ان کے افسروں کے نام - کیوں کر جنگ شروع ہوئی اور کس طرح ختم ہوئی - اثنائے جنگ میں غازی الدین تغلق کے لشکر کے ایک دستے کو شکست ہو جانا جس کی وجہ سے اکثر فوج کا مفرور ہوجانا مگر غازی الدین کا اپنی جگہ پر استقلال کے ساتھ قائم رہنا اور دوبارہ ترتیب قائم ہونا - ہر بات صاف صاف معلوم ہوتی ہے —

غازی الدین تغلق کے لشکر کا مقدمۃ الجیش منزل بمنزل دہلی کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے اور دہلی میں ہلچل بڑھتی جاتی ہے :—

ہمیشہ دم بدم آوازہ در شہر   کہ اینک دھرہ زن شد صفدر دہر

گذشت از هانسی آمد در مدینه* فروکش عونه دین المدینه

ازاں آینده دیں مقدار نو یافت مدینه دیده ز کرار نو یافت

چو در رهتک سه پایه کرد رایت ولی عهد نبی شد در ولایت

چو در مندوتی* آمد جوش منصور بدهلی شد دمیده نفخهٔ صور

چو گردان سپه بر شد بعالم بچشم هندواں شد تیره عالم

چو نور افگند بر کوه کنسپور شد آں سنگ ازصفا رخشنده چوں طور

علم کز حوض سلطان عکس بنمود مناره حله بست از ظل ممدود

چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد سپاه هندواں زیر و زبر شد

پر از دهلیز و خرگه شد سراسر همه صحرائے اهواوت ز لشکر

پس پشت آب جون و پیش دهلی کجا یارد ستادن جوش دهلی

ز رود جون هوی آمد ندائے ظفر با خوشدلی می کوفت پائے

ملک فخر الدول بر روئے لشکر چو شیراں بر تنش هر موے لشکر

جوانے همچو بخت خویش بیدار ربوده خواب بیداراں به یکبار

شب جمعہ خسرو خاں مع اپنے فوجی سرداروں کے تمام رات فوج کی تیاری اور آراستگی میں مصروف رہتا ہے اور اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر عین الملک اپنے وعدے کے مطابق اپنی جمعیت کو ساتھ لے کر چپ چاپ اُجین کی طرف روانہ ہوجاتا ہے :—

---

* رہتک اور مہم کے لب سڑک ایک چھوٹا سا گاؤں ہے - یہ علاقہ اب تک مشہور ہے کہ غازی الدین اور خسرو کی جنگ یہاں ہوئی تھی —

* یہ بھی مہم کے قریب ایک گاؤں ہے یعنی مندوتی با میم مفتوح و نون غنہ و ڈال مفتوح —

چناں بود ایں حدیث تیغ بازی — کہ چوں در اندپت آمد شاہ غازی
شب جمعہ حسن شد در پئے کار — کہ فردا رایت افرازد بہ پیکار
دراں فوغا کہ ہر کس بود مفتوں — نہانے رفت عین الملک بیروں
چو بنیادے ندید از ملک عینش — عزیمت شد بہ شہر خود اجینش
ہمہ شب بود خسرو لشکر آرائے — سران و سرکشانش نیز بر پائے
چو صبح جمعہ تیغ تیز برداشت — ز مانہ غلغل خونریز برداشت
ہمہ تن مہرگرداں تیغ کیں داشت — زحل آبے و مریخ آتشیں داشت
بعزم رزم شد ترتیب لشکر — ازاں ہر روز ترتیب آہنیں تر

روز جمعہ چاشت کے وقت خسرو خاں جس شان و شکوہ کے ساتھ اپنی فوج لے کر نکلتا ہے اور جس طرح اس کے میمن و یسار کی تقسیم اور ترتیب کرتا ہے اس کی تصویر ملاحظہ ہو:—

چو خورشید درخشاں دو زالا — بر آمد چوں سناں یک نیزہ بالا
رواں شد تند خسرو خان بد روز — بکین سوے ملک غازی کین توز
سپہ آراستہ از شرق تا غرب — تو گوئی خواست کردن با فلک حرب
صفے چوں ہفت جوش آہن بگویم — کہ جز سبع شدادش من نگویم
ز دست راست گشتہ کینہ پرور — دو صوفی نوش خون را شستہ ساغر
یکے خاں یوسف صوفی بہ تعجیل — کہ مصرے گیرم از شمشیر چوں نیل
دگر با او کمال الدین صوفی — کمر بستہ بکیں چوں مہم کوفی
ہماں جا قراز اندر تگ و تاز — کہ بود سایستی سر افراز
ہمانجا ہا و لیکن باب کافور — بعزت مہر داری گشتہ مشہور
ہمانجا راست کردہ فوج پیکار — شہاب آں ہاریک را نائب کار

همان جا نب کیں مهر اوده بود
بهاء الدین دبیرش هم مدد بود

بدست چپ هم انبه لشکرے سخت
هوا خواهاں خسرو خان کم بخت

یکے مرتد که گاه خوک خواری
ز دیگر خوک خواراں جست یاری

دگر زن دهول یعنی رائے رایاں
دگر کج برمهه و ناک از تیره رایاں

دگر سنبل که حاتم خانش خواندند
امیر صاحب سلطانش خواندند

دگر آں مالدیو آفت انگیز
که رفت و باز گشت از بهر خونریز

دگر اصحاب دیواں جمله باهم
شده دیوان عارض هم بداں هم

امیران دگر را کس چه داند
که ایں جا یک بیک را باز خواند

همه نو مهر گشته پاره کوشاں
بخون ریزی چو خون خویش جوشاں

مندرجہ بالا اشعار میں آخر کے دو شعر خاص طور پر قابل توجہ ہیں - مصنف عذر کرتا ان کے سوا اور بھی امیر ہیں جن کو میں نہیں جانتا ان کا ذکر چھوڑتا ہوں اس لیے کہ یہ لوگ حال ہی میں غلامی کی حالت سے ترقی کر کے درجۂ امارت کو پہنچے ہیں۔

غازی الدین تغلق نے جس طرح اپنی افواج کی تقسیم اور ترتیب کی تھی اس کا نقشہ بھی ملاحظہ ہو -

بآئین نخستیں لشکر آراست
پھر جا لشکر آرائی بر آراست

سر صف میمنه حاضر با خلاص
بهاءالدوله خواهر زادهٔ خاص

بفوج دو میں شیر سبک عزم
ملک بهرام ابهه رستم رزم

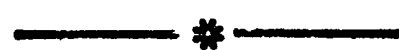
بدیگر فوج ازاں پس پهلوئے کار
علی حیدر پهر دو نام کرار

بسوئے میسره در کیں کمر بند
ملک فخرالدول شایسته فرزند

بدیگر فوج همچوں سعد و قاص
اسد والا برادر زادهٔ خاص

بدیگر فوج بود آسا جدارے
خوش غوری شهاب اسفند یارے

سر صف میر شادی صفدر شرق — ز تیر و تیغ هم باراں و هم برق
بقلب اندر گزین خاص تقدیر — ملک غازی سپہدار جہانگیر



(۳) اس کتاب میں وقایع تاریخی کے بیان کرنے میں جس قدر صحت کا التزام رکھا گیا ہے اس کا مکرر سہ کرر اعلان کیا گیا اور واقعات کی صحت کا ناظرین کو یقین دلایا گیا ہے - بعض واقعات عینی شاهد سے روایت کئے گئے هیں - اور بعض کی نسبت خود اپنے چشم دید ہونے کا اقرار پایا جاتا ہے - اور تمام باتیں بحیثیت مجموعی صاف اس امر کی دلیل هیں که ان واقعات کا بیان کرنے والا خیالی نہیں ہوسکتا —

ایک داستان کے شروع میں کہتے هیں :—

درین ملک از بسے فتنه که برخاست — خبر زین گونه دارم راستا راست

ایک واقعه کو عینی شاهد سے نقل کرتے هیں :—

کسے کین فتنه دید از دیدۂ خویش — چنین بیروں ترا وید از دل ریش

ایک واقعه کی نسبت دعوی کرتے هیں که وہ میرا چشم دید ہے - عبرت انگیز تمہید کے ساتھ اس واقعه کو شروع کیا ہے اور جس جوش کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے اس سے ہر صاحب ذوق سلیم اندازہ کرسکتا ہے که واقعه یقیناً چشم دید ہے - چنانچه فرماتے هیں :—

همین بغداد کین کا ختر کنون کرد — بسنده است از برائے عبرت مرد
درین عبرت سرائے پر فسانه نگه کن تا چها زاد از زمانه
اگر وقتے بلائے می شنیدیم — درین دوران بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاءالدین و آں کار کزاں هیبت شدے گردوں بونهار
کنوں بر نسل او بیں تا چه کیں رفت که چنداں خون نا حق بر زمیں رفت
چناں است ایں حکایت راستا راست که چوں بر قطب دیں رفت آنچه حق خواست

(۴) اس کتاب میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے هیں جو قدما اور متوسطین کے عهد میں عام طور پر رائج تھے مگر بعد میں ان کی مروجه شکل ثقیل اور غیر فصیح قرار پائی اور وه متروک هوگئے - اور نئی شکل متاخرین میں مقبول هوئی - اس قسم کے الفاظ حضرت امیر خسرو کی متعدد تصانیف میں باوجود کاتبوں کی اصلاح کے بکثرت میری نظر سے گزر چکے هیں اور وهی الفاظ اپنی اصل شکل میں جو حضرت امیر کے زمانے میں مروج تھے اس کتاب میں بھی پائے جاتے هیں :—

مثلاً بستاخ بجائے گستاخ اور بستاخی بجائے گستاخی - شگال بجائے شغال - آگوش بجائے آغوش ویرانه بجائے ویرانه - شیں بجائے نشیں اور شیند بجائے نشیند اور شانند بجائے نشانند - اسوار - حلوا - کار بار —

(۵) هندوستانی رنگ کے محاورات جو حضرت امیر کی تمام تصانیف میں پائے جاتے هیں اور جن پر فصحائے عجم همیشه معترض رهے اس کتاب میں بھی بکثرت موجود هیں - بطور نمونه کے چند الفاظ ملاحظه هوں :—

بیگار کشیدن یعنی بیگار نکالنا - گوش فروهشتن یعنی کان ڈال دینا فرماں بردار هوجانا - آماده خوردن یعنی پکی پکائی کھانا تکلیف کا خوگر نه هونا - ره افتادن راستے کا پر خطر غیر محفوظ

ہو جانا - آب دہن بر آمدن ' یعنی رال ٹپک پڑنا - کار گر دیدن یعنی کام چلنا یا کام لڑکنا -

علاوہ ازیں خالص ہندی الفاظ بھی اس کتاب میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور فارسی لفظوں کے ساتھہ جس طرح ان کو وصل کیا گیا ہے اس میں حضرت امیر خسرو کی ترصیع کی شان صاف نمایاں ہوتی ہے —

چند اشعار ملاحظہ ہوں :—

دگر برمار و بیری مار و پر مار سخن شاں مار مارو سر بسر مار

چو بکشا دند تیر بے خطا را بزاری گفت ہے ہے تیر مارا

شد از مومن بگردوں بانگ تکبیر ز کہر آواز نارایں ہوا کہر

(۲) ان اندرونی شہادتوں کے علاوہ بعض خارجی شہادتیں بھی ایسی ہیں جو ہمارے خیال کی تائید کرتی ہیں - ان کے معتمد اور مستند ہونے میں کسی قسم کا شک شبہ نہیں ہو سکتا - محمد قاسم فرشتہ ' صاحب فرہنگ جہانگیری اور سراج الدین علی خاں آرزو اپنی کتابوں میں بعض اشعار حضرت امیر خسرو کے نام سے بطور سند کے نقل کرتے ہیں اور وہ اشعار اس کتاب میں موجود ہیں :—

فرشتہ کہتا ہے - " امیر خسرو می فرماید ابیات :—

نشاید پادشہ را مست بودن نہ در عشق و ہوس پیوست بودن

بود شہ پاسبان خلق پیوست خطا باشد کہ باشد پاسباں مست

شہاں چوں شد خراب از بادۂ ناب رمہ در معدۂ گرگاں کند خواب

در آئینے کہ رسم ملک داری است ثبات کارہا در ہوشیاری است

(تاریخ فرشتہ مطبوعہ نول کشور جلد اول صفحہ ۸۶)

صاحب فرہنگ جہانگیری لکھتے ہیں کہ " خستہ باول مفتوح چہار معنی دارد - اول تخم میوہ را گویند مانند شفتا و خرما - دوم بمعنی بیمار و آزردہ بود - حکیم خسرو این معنی در کور کردن پسران سلطان السلاطین رقاب امم ملوک الشرق والعجم علاء الدین والدنیا گفتہ :—

کسے کو بر کشید این دیدۂ سر بسان خستۂ شفتالئے تر
دو چشم او چو دو عناب خستہ همیشہ خستہ و در خوں نشستہ

(فرہنگ جہانگیری مطبوعۂ ثمر ہند جلد اول صفحہ ۳۵۱)

نشاید هیچ مردم خفتہ در کار کہ در پایاں پشیمانی دہد بار

(ایضاً)

سراج الدین علی خاں آرزو کی کتاب غرائب اللغات کا ایک قلمی نسخہ نواب محمد مزمل اللہ خاں رئیس بھیکم پور کے کتب خانے میں میری نظر سے گزرا اس میں لغت " بات موتی " کے ضمن میں ذیل کا شعر حضرت امیر کے نام سے بطور سند کے نقل کیا گیا ہے :—

رہ افتادن گرفت از هر کرانہا بماند از راہ رفتن کار بانہا

برہان جامع مصنفۂ محمد کریم الدین مہدی قلی تبریزی جو فتح علی شاہ قاچار کے عہد کی تصنیف ہے اس میں یہ شعر امیر خسرو کے نام بطور سند کے پیش کیا گیا ہے :—

یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم یکے در لورواز در می شد از بیم

(۷) ان تمام شہادتوں کے علاوہ جو اوپر مذکور ہوچکی ہیں

صرف ایک آخری شہادت اور باقی رہ گئی ہے جس پر میں اس بیان کو ختم کرتا ہوں اور ناظرین سے طول کلام کی معافی کا خواستگار ہوں —

میرا خیال ہے کہ یہ شہادت اس مہتم بالشان مبحث میں ہر شخص کے نزدیک فیصلہ کُن متصور ہوگی۔

خود اسی کتاب میں ایک شعر مجھے ملا ہے جو حسب ذیل ہے :-

زباں گرد آر خسرو چوں ازیں گفت
کہ باشاہاں نشاید مہر و کیں گفت

ان دلایل اور شواہد کے بعد غالباً اب کسی قسم کے معقول شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اور جہانگیر نامہ اور تغلق نامہ کی بحث بالکل صاف ہوگئی ہے اور ثابت ہوگیا ہے کہ یہ کتاب حیاتی کی کسی طرح نہیں ہوسکتی بلکہ یہ حضرت امیر خسرو ہی کی تصنیف ہے جس کا نام تغلق نامہ ہے اور جس کی نسبت ہندوستان کی علمی دنیا صدیوں سے یہ یقین کرچکی تھی کہ وہ مفقود ہوگئی۔ اب رہا حیاتی کے بیان کا اضطراب یا حیاتی اور مولانا آزاد بلگرامی کے اقوال کا تعرض، جو مولانا شروانی کی راہ میں حایل ہوے، اس حقیقت کے منکشف اور فیصل ہوجانے کے بعد، کچھہ زیادہ اہم نہیں رہتے مگر تاہم مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان کی کوئی معقول توجیہ کرنے کی کوشش کروں تاکہ یہ خفیف سا خلجان بھی دور ہو جاے —

جو لوگ فارسی ادبیات اور اس کی تاریخ سے واقف ہیں اور جنھوں نے ہر دور کے کلام کو بنظر غایر مطالعہ کیا ہے ان کو بخوبی معلوم ہوگا کہ نظم میں واقعہ کی صحت اور لوازم شاعری دونوں کا التزام کس قدر دشوار کام ہے۔ بلا شبہہ قدما اور متوسطین کے طبقے میں ایسے اچھے شعرا ملیں گے جنھوں نے اس دشوار گزار منزل کو نہایت قابلیت کے ساتھہ طے کیا ہے۔ لیکن متاخرین کا طبقہ بالعموم الا ماشاء اس صفت سے عاری ہے اس کی وجہ بالکل صاف ظاہر ہے یہ لوگ جس قدر مداحی میں غلو کرنے لگے' مضمون آفرینی ' دقت پسندی اور نازک خیالی میں جس قدر ترقی ہوتی گئی اسی قدر حقایق نگاری کی قابلیت ان لوگوں سے سلب ہوتی گئی۔ پس حیاتی سے یہ توقع کرنا کہ وہ کسی واقعہ کو صفائی اور صحت کے ساتھہ بیان کرےگا سخت غلطی ہے۔

پس اگر اس نکتہ کو ذہن میں رکھہ کر حیاتی کے اقوال پر غور کیا جاے تو اس کا مافی الضمیر جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق معلوم ہوتا ہے بسہولت سمجھا جا سکتا ہے اور اس کے بیان میں کوئی اضطراب باقی نہیں رہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے تمام کلام کی تحلیل اور اس کا تجزیہ کرکے ہر حصہ کا مفہوم عرض کردوں تاکہ ناظرین کو سہولت ہو اور ان کو زیادہ کاوش کرنی نہ پڑے —

[ختم مقدمہ مولوی رشید احمد صاحب مرحوم]

"کتب خانۂ حبیب گنج کے قلمی نسخے کا ایک صفحہ"

متن

مثنوی تغلق نامه

بسم الله الرحمن الرحیم

آغاز سخن در شرح چگونگی به نظم آوردن این چند داستان و باتمام رسانیدن کتاب تغلق نامهٔ سخن پیرائے گلزار هر تازگی و نوی گنجور خزاین معنوی امیر خسرو دهلوی رحمة الله علیه که نه از نقوش دیباچه اش اثرے بود و نه از نگارش خامه * اش خبرے - نه حدیقهٔ حمدش را درها باز و نه گلشن مدحش را دستان سرائے بآواز

حمد

بنام آں که نام از وے نشاں یافت
زباں آموخت حرف و نطق جاں یافت

خداوندے که از صنع خدائی
بظلمت داد نور روشنائی †

دو عالم پیش گاه حضرت اوست
وجود هرچه هست از قدرت اوست

زمینے هرچه باشد یا سمائے
نمودار یست از کار خدائے

۵ از آغاز خودی باداب ‡ سرمد
خدائی را خود آوردست با خود

بظاهر در وجود انوار رخشاں
به پنهاں بر عدم هم ماه تاباں

بفرمانش سپهر و اخترانش
جهات و آخشیج و گوهرانش

* ک : خاتمه - † ق ر : نور و روشنای - ‡ ک : ذات -

بسو دایش خرد بازار بیزے — زباں هم در سپاسش کلک ریزے

معاذ الله زکهنش گر فروزد — گلوئے خوشه از شبنم بسوزد

۱۰ عفا الله هم ز لطفش کهی فراموش — که دارد قطره دریا را در آغوش

همه بوم و بر از وے نور در نور — سر کویش هزاراں طور در طور

زجودش بحر و کاں سرمایه داراں — زکویش مشکبو باد بهاراں

از و هر خار و هر خس پرنیاں پوش — و ز و حوران گلشن دوش بر دوش

از و دارد لب گُل خنده ناکی — دل غنچه هم ازوے سینه چاکی

۱۵ از و دستاں سرا آوازِ بلبل — گلوئے شیشه هم در ذکر قلقل

ز نورش سرخ گشته گونه گل را — فزوں از رنگِ گل گلگونه مُل را

زخوانش زلّه بر ز انسے و جانے — همیشه حضرتش در مهر بانے

سمندر از فروغش خرم و خوش — نشسته تا بگردن اندر آتش

چو خواهد هر دلے مهرے بکارد — به مجنوں لیلئے را بر گمارد

۲۰ بوامق ز آتش عذرا نهد داغ — کند هر داغ را رشک ‡ گل باغ

بخسرو آتش رشکے فروزد — ز برق تیشه فرهادے بسوزد

ز عشق او بهر جا رستخیزے — سرِ کویش عجب دیوانه خیزے

طراز حلّهٔ نازک نهالاں — پلاس کهنهٔ بوسیده حالاں

اگر از روح پرسی سایهٔ اوست — وراز عقل، آں فرو تر پایهٔ اوست

۲۵ بهر وادی بهر بر زن بهر کوئے — خدائی را همیشه آب در جوئے

حیاتی حمد را فرجام نبود — چه گر آغاز هست انجام نبود

بهار از نو بشغل خویش پردائے — پس از حمد خدا در مدح شاه آئے

‡ ن : رشکی –

گلی آور ز هر حرفی ببوئی — هم از هر لفظ او بحری بجوئی

ز خاطر طبع را گنج گهر کن — نثار تخت شاه تاجور کن

کدامین شاه آن شاه جوان بخت — که می بالد ز نامش افسر و تخت

ابوالغازی جهانگیر جهان شاه — زمین را روشن اختر ، چرخ را ماه

فروغ اختر صاحبقرانی — چراغ دودمان گورکانی

در یکتائی درج هفت کشور — درخت بار دار شاه اکبر

خوشا وقتا و فارغ روزگارا — زها فصلا و خرم نوبهارا

٣٥ که آید ز آسمان هر دم ندائی — سراید این نوا دستان سرائی

گرفت اورنگ شاهی سر فرازی — ز نورالدین محمد شاه غازی

جهانگیر و جهان بخش و جهان دار — جهان را با سر و کارش سروکار

ز هر سر تاج گیرد افسر او — جگرها آب دارد خنجر او

ز بازویش توان پشت یلی را — پرستاری ز تیغش پر دلی را

٤٠ شکفته گل بنی از آتش طور — سراپا شعله * و سر تا بپا نور

ز راه داد و دین سود و زیان را — نگهبانست چندین دودمان را

فریدونی کند در کج کلاهی — پرستاری کند در پادشاهی

ز سهمش پارهٔ فولاد ریزان — ز عدلش باز از تیهو گریزان

گهی † خنجر بلا را مرد میدان — گهی ساغر سخا را ابر باران

سر میدان تیغش خانهٔ مرگ — کمند و گرز دام و دانهٔ مرگ

سر تیغش زند بر خار و ماس برق — همین است ار بود آتش فشان برق

بقدر قوت آن زور بازو — چه باشد کوه با سنگ ترازو

* ن : شعلهٔ سر تا بپا - † خنجر بلا ، اور ساغر سخا ، دونوں جگہ فکِ اضافت ہے -

هر آنکس را که آویزد با و جنگ | کمر از کوه باید باز و از سنگ

ظفر با رمزش از یک دود مانست | اجل باتیغش ازیک خان و مان است

۵۰ عطارد خامهٔ ، بهرام تیغی | ز دست و طبع خوش بارندهٔ میغی

گرفتن را شناسد جنس تا راج | و گر نه می گرفت از آسمان باج

همه چشم و همه دستست در راه | امل فربه شود ز و ، رنج ، کوتاه

غرور و سر کشیها بندهٔ او | بزرگی سر به پیش افگندهٔ او

ره او هر قدم را گنج قارون | سرش بال هما را بخت میمون

۵۵ دلش را جوش دریا موج خیز است | کفش را بحر وکان اندر گریز است

هوا از نعل اسپش برق باران | زمین از هیبتش موم گداران

ز قدر خویش آورد است پایه | همانا افگند بر چرخ سایه

سخن با لفظ او عیسی بگفتار | قلم در دست او مانی بفرخار

بر اختر می فشانم گوهرش را | چو با یاد آورم تاج سرش را

۶۰ هم از بوت جهان افروز طبعش | ز دریای گهر اندوز طبعش

دعا را رسم و آئین تازه سازم | اجابت را بلند آوازه سازم :

بود در آسمان تا مهر را نور | مبادا عکس او از چتر شه دور

جوانی اے سخن را مرد فرهنگ | برون آورد گوهر از دل سنگ

بیا اے خازن گنج نهانی | بیاور آنچه داری آسمانی

۶۵ در گنج سخن را قفل بکشائے | بسفتن هر گهر را قدر بفزاے

ازین در گفت و گوا و رد هو واسو * | بچون و چند قصه آشنا شو

بگفتم هان بگویم نکته بپذیر | بدامن زر ازین گنجینه برگیر

* رو رد و واسو (کذا) ک : آورد و واشو-

بتاریخ هزار و نوزده سال ۔ که می زد بخت بر دولت همی فال
زماں نازاں به بخت ارجمندے ۔ زمین از سایهٔ نخل بلندے
۷۰ زمین خوش هم زماں خوش آسماں خوش ۔ جهاندار از جهاں خوش هم جهاں خوش
شبے روشن چراغ زندگانی ۔ نخستین صبح ایام جوانی
شبے زاں ماه و زاں سال همایوں ۔ که بودست از زمین در رشک گردوں
نه شب، چشم و چراغ صبح خیزاں ۔ نه شب، عنبر فروش مشک بیزاں
شبے گو ظلمت از خود دور کرده ۔ سیاهی را به شب پر نور کرده
۷۵ بزیر سایهٔ تخت فلک سا ۔ سرم می سود بر اوج ثریا
چنین بودم سجود آستاں را ۔ کمر صد جا بخدمت بسته جاں را
شهنشاه جهاں از قدر والا ۔ نهاده تخت بر اوج ثریّا
درخشاں چترش از فرق آسماں گیر ۔ یمانی تیغش از دستش جهانگیر
خزاین بحر بحر و کوه کوهش ۔ زمین تا آسماں فرّ و شکوهش
۸۰ بگفت آورد لعل گوهری را ۔ به معجز در فزوده ساحری را
" که در تاریخ سال شش صد و اند ۔ گهر سنجی سخن را چند در چند
سخن پیرائے معنی مهر خسرو ۔ سخن را زو طراوت تازگی نو
پس از چندیں سخن کز طبع تو ساخت ۔ بنظم و نثر تغلق نامه پرداخت
۸۵ به طبع آورد از هر در فراهم ۔ سخن را آنچه بود از بیش و از کم
ز حمد و مدح هم از عقل و از رائے ۔ ز عدل و داد و جور کهنه افزائے
ز آگهی شاهان جهاں دار ۔ که چوں باشند در هر کار هشیار
ز شور انگیزئی غفلت پرستاں ۔ هم از طغیان و غدر زیر دستاں
ز گل تا خار و لعل از سنگ خاره ۔ که ناید از شمردن در شماره

بگفت آں چیز کو بایست گفتن / بسفت آں درکہ می شائست سفتن *

۹۰ ازاں دفتر ولے ز آغاز و انجام / سخن را نے نشاں نے قصہ را نام

همانا شد ز گشت هر ستارہ / سخن را جا بجا توزیع پارہ

عجب بادے بداں گلزار وا خورد / کہ چوں هر برگ گل اوراق آں برد

همانم ایں بفکر الحسم گشت / بطبع و خاطر دانش رسم گشت

بباید گفت بر مدحت سرائے / سخن را آفرینے با سرائے

۹۵ ز هر جنس سخن و ز هر فسانہ / بگوید ز انچہ رفتست از میانہ "

دراں هنگام و آں وقت خجستہ / جہاں از چشم زخم فتنہ رستہ

کلید بخت قفل بستہ بکشاد / نظر شاہ جہاں را بر من افتاد

شد از حضرت اشارت کاے فلانے / سخن را اے سروش آسمانے

چنیں باید کہ گردد ایں کہن ، نو / شود تا شاد از ما روح خسرو

۱۰۰ بدیں خدمت سزا واری تو داری / کہ از ابر سخن گوهر تو باری

نگردد تا تمام ایں کارنامہ / مدہ کاغذ زکف -ز انگشت ، خامہ "

ز قدر و از بزرگی جاہ و جارا / سرو سجدہ شدم آں خاک پارا

هم از فرماں بری خدمت گزاری / هم از اخلاص مندی جاں نثاری

قبول کار بوسیدم زمیں را / بکیواں بر زدم چیں جبیں را

۱۰۵ سرے باشغلش اندر کار سازی / دلے با مدحش اندر عشق بازی

بہ بلبل بانوا گشتم هم آواز / بآں آهنگ بستم تار بر ساز

نوا را تازہ کردم رسم و آئیں / گلوئے مرغ را گشتم * نگاریں

زهر درّ آنچہ می بایست گفتم / ز گوهر آنچہ می شایست سفتم

* ن : شائیہش سفتن — * ق - ر : بستم —

بهم آمیختم لعل و گهر را
بدریا بر پراگندم دُرر را

۱۱۰ ابا نقدینهٔ کز سفته بردم
نثار خاک راه شاه کردم

قدم بر تر نهادم سروری را
به گردون یا قلم نیک اختری را

شهنشاها خدیوا شهر یارا
نسب را تا بآدم تاجدارا

حسب را هم ز گوهر ها شماره
خرد را ز آسمان روشن ستاره

شرف نازان ز بخت ارجمندت
جهان در سایهٔ نخل بلندت

۱۱۵ هنر را از تو تا گرم است بازار
در افزونی فزاید قدر هر کار

چه علم آموز و چه مرد سخن سنج
کرم را از تو دارد پائے هر گنج

بدوربین در که از خاطر کشادی
به تغلق نامهٔ بر حق نهادی

سخن را لفظ و معنی تازه نو شد
کهن اوراق را شیرازه نو شد

چه‌خوش سودےاست‌برتوجان‌فشاندن
اباجان هرچه هست آسان فشاندن

۱۲۰ جهانی اے ثنا را آفرین تو
اجابت را دعائے در کمین تو

ز جامے باز لب را مست گردان
دعا را با ثنا هم دست گردان

بعالم تا که نام شاه وشاهی ست
بزرگی و سری صاحب کلاهی ست

بفوق و تخت از مه تا بماهی
جهان افروز بادا تاج شاهی

همیشه تا سپهر و اختراند
جهات و چار رکن و گوهر اند

بوفزا یاد قدر افسر و گاه
ز نورالدین جهان گیر جهان شاه

چو بملد آسمان از دیدهٔ سهر
شود خارا زر از زیبائی چهر

نکر هد هد که میقی کم هنر شد
سلیمان چون گزیدش تا جور شد

بیا اے دل قبول مقبلاں جوئے ‏ ‏ دلے را نام از صاحبدلاں جوئے

قدم را وامگیر از راہ نیکاں ‏ ‏ سجودے پاش بر درگاہ نیکاں

۱۲۰ کہ نیکاں اختر صبح جمال اند ‏ ‏ بداں تاریکی شام جلال اند

ازیناں میبرد آتش در دل سنگ ‏ ‏ و ز آناں بعد آرد بار با رنگ

دل خوش را خوشی از شہریاری است ‏ ‏ جہاں خرم ز ایام بہاری است

ز صاحب دولتے اندوز سودے ‏ ‏ رسد تا زود نابودے بہ بودے

کہ از خورشید گردد ذرہ رخشاں ‏ ‏ شود کان گہر کوہ بدخشاں

۱۳۵ صبا زیں ساں کہ مشک آگیں با بوست ‏ ‏ ز فیض خاکبوس آں سر کوست

ز دریا ہم سپاسے ہست در را ‏ ‏ کہ زاں سر چشمہ دارد آبخور را

بقدرہ بیں کہ چوں زریں لباس است ‏ ‏ ز نورے چوں بہر در روشناس است

ازاں شوقے کہ بودش در تمنا ‏ ‏ بقطرہ بیں کہ چوں گردید دریا

تو ہم خود را بقدر کاہے رہے کن ‏ ‏ مس خود را طلائے * دہ دہی کن

۱۴۰ حکایت گونۂ با یادم آمد ‏ ‏ کہ جانے در روان شادم آمد

حکایت

شنیدستم کہ در دوران پیشیں ‏ ‏ چنیں بودست راہ و رسم آئیں

چو زادے طفل بے طالع ز مادر ‏ ‏ کہ بودے تیرہ از وے روشن اختر

ہمہ خویشانش با تدبیر و چارہ ‏ ‏ کہ واگردد مگر گشت ستارہ

ببردندے بہ پیش بختمندے ‏ ‏ فروزاں طالعے اختر بلندے

* بمعنی خالص۔

۱۴۵ بخدمت روز و شب هر گاه و بیگاه ‌ ‌ بران در داشتندے خواه و نا خواه

که تا سر زان طالع فرخنده آثار ‌ ‌ بتابد پرتوے بران شب تار

شود دیماه او اردی بهشتی ‌ ‌ به بیت الله بدل گردد کنشتی

بتدریج آن بطالع روشن اختر ‌ ‌ برو می تافتی چون ذره را خور

که تا گشتی نحوست دور ازوے ‌ ‌ شدے هر گونه ماتم سور از وے

۱۵۰ بلے آثار دولت این چنین است ‌ ‌ که باوے زهر ارقم انگبین است

که گردد قطره از وے در دریا ‌ ‌ شود زر خاک و گردد خار خرما

*

حیاتی هان ز هر غم شاد می زی ‌ ‌ بهر ویرانیء آباد می زی

که گشتی سایه‌ور از خاک پائے ‌ ‌ چه خاک پا پر و بال همائے

جهان دار جوان بخت خرد پیر ‌ ‌ شهنشاه شهان شاه جهان گیر

*

۱۵۵ کنون بشنو که این در از چه سفتم ‌ ‌ نصیحت گونه از بهر چه گفتم

بتغلق نامه خسرو در زمانے ‌ ‌ بگفت این سان سخن را داستانے

زپند و موعظت چندین سخن گفت ‌ ‌ ره دانشوری را خار و خس رفت

کنون زان داستان جائی خبر نیست ‌ ‌ وزان جز این دو بیت اصلا دگر نیست

" چو بیند آسمان از دیدهٔ مهر ‌ ‌ شود خارا زر از زیبائی چهر

۱۶۰ نگر هدهد که مُرغے کم هنر شد ‌ ‌ سلیمان چون گزیدش تاجور شد "

چو فرمان بود از درگاه والا ‌ ‌ که آن کم گشته گردد باز انشا

قلم برداشتم صورت گری را ‌ ‌ کشودم چهره ماه و مشتری را

بطبق آن سخن هر داستان را ‌ ‌ فشاندم گُل چو گلبن گلستان را

بآن بیت دو چندے بر فزودم ‌ ‌ بجادو سحر بابل را نمودم

۱۶۵ حیاتی وار مرغ ناله گشتم ‌ ‌ نفس را آتش پرکاله گشتم

بدریا درج گوهر بر کشادم / بدهلی گنج گنجه عرضه دادم
ز جائے دیگر آوردم سخن را / ز اخگر آب دادم این چمن را

*

* هنوزت گر هوائے باغ جاں است / سرگشت گلستان جنان است
ازیں ساں سحرآرائی عنوان / بجادو معجز افزائی عنوان
۱۷۰ گسستن ریسماں عقد گہر را / پراگندن بهر کشور درر را
بسوئے خاتمه بر زن عنانے / گزرکن بر بهورستاں جائے
برو بوسش ز جان و دل سرشته / همه فرش رهش بال فرشته
قدم بر لاله نه رو بر سمن دار / بزیر پائے هر جا شاخ گل کار
ببین انگاه صف صف حوریں را / به مے آموخته ماد معنی را
۱۷۵ همه سیمیں تناں و پرنیاں پوش / ز لعل و دو فروزاں گردن و گوش
که گشتے هر دوتن باهم خراماں / گہر آگیں ز دامن تا گریباں
حیاتی نکته سنج داستاں شاں / نو اخواں عندلیب گلستاں شاں

*

چو بهند آسماں از دیدهٔ مهر / شود خارا زر از زیبائے چهر
نگر هد هد که مرغے کم هنر شد / سلیماں چوں گزیدش تا جور شد

*

۱۸۰ شہے در بهنش جوهر فروشاں / برسم آزمایش گشت کوشاں
نظر درکار ایشاں دور بیں کرد / بروئے خاتم از مینا نگیں کرد
بزرگے را ز بینایاں آں کار / طلب کرد و بدو داد آں نمودار

* ذیل کے بارہ شعر حاشئے پر درج هیں —

که نوخ این زمرد کن به بینش — بگو قیمت به تحقیق و یقینش
شناسا بود اگرچه مرد کامل — شناسائے ادب هم بود و عاقل
چو دید آن گفت هست این جوهر فرد — که در آفاق نتوان حاصلش کرد ١٨٥
ملک خندید لیکن خندهٔ شهر — نهان یک خنده را صد خشم در زیر
برآن شد تا بخشم از چشم ما دور — برون آرد ز چشمش گوهر نور
چو دید آن حال مرد کار دیده — بد و نیک جهان بسیار دیده
بزاری گفت کاے تاج سر من — بالماست نیرزد گوهر من
ولے بستاخئے دارم بدرگاه — بگویم گر به بخشد جان من شاه ١٩٠
زبانش داد شاه و مرد در سنج — در سنجیده بیرون ریخت از گنج
که چون شاه داد بردست این نگینم — شناسا گشت چشم مهرهٔ چینم
و لیکن شد دو چیزم مانع گفت — که دل نارست در راستي سفت
یکے زان* آنکه این هست آنچه خود است — گہر شد چون بدست شاه پیوست
زمرد خواندنش زین رو ادب نیست — که جز سرسبزی تاجش لقب نیست ١٩٥
ادب این است و تعظیم وی آنست — که گویم پارهٔ از آسمانست

—— * ——

حدیث دیگران دارم درین حرف — که چون شد بینش شاه اندرین صرف
ندارد چون غلط در چشم شه راه — غلط بر خویش بندم به که بر شاه
شهش چون گفت زین گوهر به تمیز — گنه بخشید و گنج گوهرش نیز
غرض زین گفتم آن کز چون تو شاهے — درین لوح از کرم باشد نگاهے ٢٠٠

* ن : یکے زانکه که -

که این تیره شمعے تاریک بے بدر — ز نور بهشت گردد شب قدر

چو بر فرش قبولت جائی سازد — عطارد را بساط پائے سازد

سخن با آنکه باشد معنوی تر — قبول مقبلاں ز آں معنوی تر

اگرچه این تحفه نے در خورد شاهست — که این زه نے سزائے این کلاهست

۲۰۵ و لیکن پیش سلطانے فقیرے — گلیمے هدیه سازد نے حریرے

گلیمے را که کردم رشته تاے — نسیجی نیست کش زر رشته پاے

من آن خویشتن کردم بتدبیر — بکن تو نیز از آن خویش و بپذیر

تو بپذیری ز من این هرزهٔ چند — پذیرد از تو هم گیتی خداوند

نمودارے که بینمش از ادب دور — نخستم عفو کن پس‌دار مستور

۲۱۰ و گر جرمیست کز غفراں شود پاک — چو غفار است یزداں نبودم باک

دراں عالم کش آمرزش مہیاست — یکے عالم گنه یک ریگ دریاست

ازاں یک ذرّه ریگے ناپدیدار — نگه کن تا گناه من چه مقدار

که خود را گرچه هستم گوهر آشام — بخوشنودی خس دوزخ نهم نام

یقین دانم که نگزارندم از پیش — شفیع مهربان و رحمت خویش

۲۱۵ در * رکوع و در سجودم — دعائے پادشه حرز وجودم

ز جودش خلق دیدآں مایه در پوست — که مہماں عزیز از میہماں دوست

۲۱۷ بود تا دور مه ' دوران او باد — همه عالم درین دور آن او باد

خطاب * حضرت شاه و از و خواهش به بستاخی

که از چشم رضا و مرحمت ' بیند درین دفتر

* پہلا لفظ اُڑ گیا ہے - ق - ر :- بہ هر گه در رکوع — انہم * ک : خطاب از -

زهی شایسته بخت آرائے شاهی ... پناه عالم از مه تا بماهی

۲۲۰ نرانگشتش به عیش افرزوئی خلق ... کلید کار ملک و روزئی خلق

گرفته پرتو تیغت بهک ضرب ... چو تاب آفتاب از شرق تا غرب

نمے زاں قطره در صف ارنهد روے ... بگنجد * در صد اعراف سخن بوے

اگر مریخ بهند رزم گاهت ... دهد جاں گر دلش ندهد سپاهت

ور از بزمت صفت در نامه سنجم ... بهشتے را بغوک خامه سنجم

۲۲۵ دراں بزمے که فردوس زمانست ... بسے فردوسیء شکر زبانست

چو زاں جادو زباناں هر فسوں ساز ... بنام شاه شد شه نامه پرداز

بمن هم کرد اشارت حکم درگاه ... که نقش نو کنم در نامهٔ شاه

نبود ارچه بعقدم شاهوارے ... که زیبد مسند شه را نثارے

ولے چوں کرد همت سرفرازی ... بشرح قصهٔ ایں شاه غازی

بداں یُمنم کلید آسمانی ... کشاد از غیب درهائے معانی

برآمد موج دریا از ضمیرم ... در افشاں شد دلے دریا نظیرم

شد اندیشه بکار افزائی خویش ... چو بر حلوائے صوفی دست درویش

قلم جستم شهابم در بناں بست ... ورق جستم سپهرم داد بر دست

چو طبعم در جوانمردی در آمد ... قلم را موج دریا بر سر آمد

کنوں زانگونه خواهم راند ایں حرف ... که گنجے نه فلک دروے شود صرف

۲۳۵ چو در سلک آرم ایں درهائے شهوار ... پسند شاه عالم خواهمش یار †

که گفتار ارچه سهل و دلپسنداست ... گرش سلطاں پسندد ارجمنداست

* ق ر: نگنجد - † ن: یار -

خطائے را که شاهاں در پذیرند — بهر نامه صواب نامه گیرند

ازاں شد قیمتی لولوے شهوار — که در چشم بزرگاں یافت مقدار

۲۴۰ بهر مرکب که سلطاں بر نشیند — اگر صد عیب باشد کس نه بیند

پلاسے را که گوید شاه دیبا — ازو دیبا نشاید گفت زیبا

چو باشد صندلی در زیر جمشید — گماں صندل برند ار خود بود بید

چنیں باید ثبات سکهٔ ملک — که چرخ آرد برات سکهٔ سلک

سپه چترش که امن آثار گشته — سپه را بر سلامت یار گشته

۲۴۵ چراغ دیں بذیل چتر ایں شه — ز باد حادثات ایمن همه گه

تناسخ مذهباں کش دیده بر زیں — یقیں کرده که بے شک قنبر است ایں

شرف کرده سپهر از هم عیانش — حذر کرده شهاب از هم سنانش

سر رمحش کز اعدا ریخت خوں را — ستوں گشته سپهر بے ستوں را

ز ماهئی علم برده بشاهی — میان چشمهٔ خورشید ماهی

۲۵۰ سداب* تیغ او تا گشت روشن — سپهر از فتنه زادن شد سترون

کند چوں برق وصف خنجر وے — گشاید ابرها را از بغل خوے

اجل کش علم بو یحیی است مفهوم — دو حرف از لوح تیغش کرده معدوم

چو جنبد لشکرش در حملهٔ بر — جهاں را بشکند ترتیب عنصر

چو بر بالا رود گرد سپاهش — بخاک افتد مه از تعظیم راهش

۲۵۵ بخاک پاش مه سوگند خورده — که پابوسش کند چوں آں نکرده

غبار لشکرش رفته بر افلاک — بکفارت دهانش کرده بر خاک

---

* ن : سدابے -

چو بر تخت فریدونی دهد بار — شود خاقان و دارا نقش دیوار

وگر فرماید از حکم سبک رو — شود دیوار و صورت در دوا دو

اگرچه پشت خورشید است زان سوے — ز بهر خدمتش زیں سو نهد روے

غبار او بچشم سام و هوشنگ — ز عزت قرة العینی کند ننگ ۲۶۰

بخشم ار تیز بیند سوئے گردوں — چکد از چشمهٔ خور بر زمیں خوں

ترش کرده چو ابرو گر شده تند — فلک را گشته دندان غضب کند

بعهدش بے عمل دهر بلا سنج — بسان کعبتیں از لعب شطرنج

ور از سپهر آرد اندر اختراں چهر — زحل را مشتری گرداند از مهر

سپهر اندر رہ قدرش سفالے — جهان ز آئینه هاے او خیالے ۲۶۵

ملک را مسجد اقصی ضمیرش — فلک را عروة وثقی سریرش

جبینش را برات از نور جاوید — براتی * پوش رویش ماه و خورشید

چو رائے روشنش بیروں زده نور — نماند راز هاے قهر مستور

ستم را بسکه دادش بر فکنده — ز موراں پاے پیل اسپر فکنده

نه بیند در ستم بالا و زیرے — کشد کهنِ بزے از شرزه شیرے ۲۷۰

ترازوے است عدلش راست تدبیر — که یکساں است دروے چاکر و میر

بعهدش خلقے از عیش آں طرب دید — که غیرت کرد ز ایام دگر عهد

بریں آبش دعا گوید دعا گوئے — که عمرش را همیشه آب در جوئے

دعایش چوں بروں رفت از زباں ها — به استقبالش آیند آسماں ها

فراز آسماں با نور و تابش — بلندے چوں دعائے مستجابش ۲۷۵

* رومال وغیرہ جسے خیرات کردیا جاے -

سعادت، خانه زاد پیکر او | هما مثل چغه* بوسه سر او

در شروع نظم می گوید

شراب و عشق و مستی و جوانی | نشاط و عیش و ملک و کامرانی

کسے کیں بادهاش افتاد در خویش | کے اندیشه کند ز اندیشهٔ پیش

نشاید پادشا را مست بودن | نه در عشق و هوس پیوست بودن

(۲۸۰) بود شه پاسبان خلق پیوست | خطا باشد که باشد پاسبان مست

شبان چون شد خراب از بادهٔ ناب | رمه در معدهٔ گرگان کند خواب

در آئینے که رسم ملک داری است | ثبات کار ها در هوشیاری است

کسے کش نقد آفاق است در مشت | به غفلت کے سزد بر بسترش پشت

خروشان خسپد از خازن درے باز | خروشش دزد را خواند بآواز

(۲۸۵) سراندازی کند چون تیغ بد خواه | نگهبان همه سر ها بود شاه

چو شه نبود نگهبان سرِ خویش | نگهبانے دگر سر کے بود بیش

نشاید هیچ مردم خفته درکار | که در پایان پشیمانی دهد بار

خصوصاً بادشاهان را که در پوست | بود دشمن بسے افزون تر از دوست

چو در هرکس سپاس و ناسپاسی است | فراست، دختر مردم شناسی است

(۲۹۰) زبان کردار† خسرو چند ازین گفت | که باشاهان نشاید مهر و کین گفت

خصوصاً کز‡ سپهر آسوده کارے | سخن بیهوده گفتن چیست بارے

همان در باید از دریا برون داد | که می باید صدفها را کنون داد

* چغه = ماتھے کا ایک مردانه زیور - † ن: زبان کردار - ‡ ک: کر -

فرض القصه چوں روشن شد ایں راز — که گشت اندر جهاں تاریکی آغاز

زمانه در پئے کارے شگرف است — بلاے مهلکت پوشیده حرف است

۲۹۵ بخواهد هر * دو قطب آسمانی — ز قطب الدین شهادت زندگانی

حسن کز قدر بر مهه سود تارک — مبارک نیست بر سلطان مبارک

شه او را در دل خود کرده منزل — نشسته آں خس اندر خون آں دل

ازاں خس ریش دید ار چه دل خویش — دلش رنجه نشد زاں رنج دلریش

بداں نا مهرباں چوں مهرباں بود — ازو هم بے دل و هم بے زباں بود

۳۰۰ نمی گفتش بدل هیچ آشکارا — که بر گوهر کمیں کردست خارا

همی کرد از کرم هر روزش افزوں — بداں گونه که مه را مهر گردوں

بسان مار گیرے کو بهنجار — ز بهر مردن خود پرورد مار

بدو گر چه بسر سوز و کنایت — همی کردند دانایاں حکایت

که باتو گرچه خسرو خانست همدم — دمش خون است وخوں برخوں براں ضم

۳۰۵ ز دست او چه نوشی دوستگانے — که هست ایں فتنه دشمن دار جانے

بریداں نیز در دور بیانے — همی گفتند کیں خونست نے مے

ولے چوں بسته بودش گوش تمییز — هوائے دل قضائے آسمان نیز

نه گفت کس دروں می شد بگوشش — نه سوئے مصلحت می رفت هوشش

خود† از هوشش دو سه کلمه کم افتاد — که هوشش را قلم نقش هوس داد

۳۱۰ اگرچه قطب دنیا زیر افلاک — شه و شاهزاده بود از گوهر پاک

چو عقلش گوهر تمییز گم کرد — بغصب گوهرش چرخ اشتلم کرد

* ن : بردو ۔ † (کذا) شعر کا مفهوم یه معلوم هوتا هے که هوش کے تل (یعنی نکتے) اُڑ گئے اور هوش کی بجاے هوس رہ گئی ۔

چو دشمن را دلش از یار نشناخت — سمن از خار و گنج از مار نشناخت

هم از گل زخم خارش گشت پیدا — هم از گنجینه مارش گشت پیدا

حسن کش هندو اندر چار سو بود — سه چارش خال هندو پیش رو بوده

۳۱۵ چو چنداں خال بر رویش کهن گشت — حسن زان نقطهائے بد خشن گشت

زیک خال است او را خوبئے حال — کند رو را سیه افزونی خال

غرض زاں هندوانی خال دیدار — نگه کن چوں سیاهی شد پدیدار

چناں بود این حدیث فتنه پرورد — که شاه آں فتنه را چوں خاص خود کرد

بخسرو خانیش چتر و علم داد — جهانے عرصهٔ تیغ و قلم داد

۳۲۰ وزارت را قلم بر کارش آسود — وزیرے چوں حسن شد پیش مقصود

وزیر و کار راں و نایب تخت — و لیکن بخت نیکش کرده بدبخت

ز سوئے شاه یک جاں در دوتن خاص — وزو دو دل بیک † دور از اخلاص

بروں در بندگی توفیر می کرد — دروں تدبیر تیغ و تیر می کرد

نیام تیغ بود از بهر خوں ریز — بروں زیبا ‡ دروں سو خنجر تیز

۳۲۵ بسان حنظل از نفس جفا بهر — بروں سو نرم و رنگین و از دروں زهر

برابر تیره می مانست بے فرق — بروں آب زلال و از دروں برق

ز دور منهی $ ارچه گاه و بیگاه — رساں بود این خبر در حضرت شاه

ولے شه را چو بود از گردش بخت — براں دشمن طریق دوستی سخت

بهر کس راز دل آگه نمی داد — همی دانست و در خود ره نمی داد

* شعر کا مفہوم غالباً یہ ہے کہ اس کے ملک پر هندوانی ٹیکے کے تین نشان یا تل تھے۔

† ق - ر: بیک دل دور ز اخلاص ‡ ق - ر: دیبا $ خبر دهنده۔

۳۳۰	هنوزش در دل شوریده می داشت	بسان مردمش در دیده می داشت
	جهان می دید زهر افگنده در شهر	چو بر دل بس نمی آمد، چه لد بهر
	عجب کارے که شه با لشکر خویش	بس آید بر همه جز بر دل خویش
	چنان در جاے خود تیمار او کرد	که جان خویش هم در کار او کرد
	چنین باشد بکار عاشقی زیست	که شاهان را کشد درویش خود کیست
۳۳۵	حسن هم همچنان در کار می بود	بتن خفته بدل بیدار می بود
	چو اندر پرده غوغارا نهت داشت	برون مهرے برسم عاریت داشت
	بسے هندو که گویندش براوو	شده یار از براے فتنهٔ او
	براوو وصف هندو ییست سر باز	که هم سر باز باشد هم سر انداز
	بوند این طایفه در پیش رایان	که جان بازند بر فرمان روایان
۳۴۰	ازین بے عاقبت گبران منکر	بجنگ یکسره چون دیو ده سر
	حسن شاں را بگلپچے جائے کرده	ز زر زنجیر شاں در پائے کرده
	شه غافل مزاج از طفل خوے	ز دشمن بسته دل بر دوست روے
	بلندی برهمه سرهاش داده	کلید جملگی درهاش داده
	وے اندر خون شه کرده میان چست	ز بهر فتنه را فرصت همی جست
۳۴۵	چو تاریخ عرب شد هفصد و بیست	ثبات قطب کم شد جانب زیست
	جهاد دو ئمیں را شد پدیدار	هلال تیره و تاریک دیدار
	مهِ باریک بود از حالت تلخ	بناخن کرده خود را پیش ازان سلخ
	شد آن مه بر همه گیهان مبارک	مگر بر طالع سلطان مبارک
	چو بگزشت از شب تاریک پاسے	زمانه فتنه را نوکرد اساسے
۳۵۰	ملوک از سلک خدمت باز گشتند	خس و گوهر بهم دمساز گشتند

حسن پنهاں بگبراں کس فرستاد — که سوے شمع ملک آیند چوں باد
دراں ظلمات هندو چهره و بے مهر — که هندو وام کرده رنگ ازاں چهر
بروں زد فوجے از هندوئے بد روز — ز تیغ خویش گشته مشعل افروز
تو گوئی تیغ شان ز آتش فشانی — زبانه بود بر دست زبانی
۳۵۵ دواں گشتند سوئے برج والا — چو دزد چیره در تاراج کالا
قضا را قاضی از پوش اندر آمد — قضائے آسمانش بر سر آمد
ز هندو حربۂ کش در جگر رفت — شهابے در دل برجیس دو رفت
چناں بو یوسفے کز خوں بر افتاد — مهان لالۂ نعماں در افتاد
دگر هر کس که بیروں و دروں خاست — درو زورش نشست و موج خوں خاست
۳۶۰ چو پیش در شدند آں فتنه کاراں — بر آمد بانگ و شور از پرده داراں
ز خنجر پرده دارے چند را نیز — شد اندر پردۂ دل چاک دهلیز
چو فوج هندواں ره پیشتر یافت — خلیفه هم خلاف خصم دریافت
بر آب آمد همه کاں آتش انگیز — بجوش آورد سیل فتنه را تیز
شه آں سگ را بخشم آورد در زیر — چو نخچیرے که در زیر آورد شیر
۳۶۵ بکشتن*تیرے می جست بر دست — بخشم تیر چوں تیرے همی جست
چو نفتادش بکف تیغے دراں وهل — ز منزل کرد سوے نردباں میل
سبک آں بر خلاف خارج آهنگ — به بستاخی زد اندر موئے شه چنگ
رهاند شاه تا موئے خود از وے — در آمد مو بمو گبرے پیاپے
سیه دودے ز بس خشم آتش ناب — بدستش دشنۂ چوں قطرۂ آب

* کذا ایک لفظ رہ گیا ھے - ک : بکشتن تیرے را - الخ بخشم شیر - الخ

۳۷۰ مخالف شوم چهرے چهرپا نام — رخے ز ابلیس و چشمے ز اهرمن وام

برد زخمے بران سرو کهانی — که خون جستش ز آب زندگانی

فتاد آن گلبن نو رسته در خاک — چو غنچه کرد دولت پیرهن چاک

مه از نور سعادت گشته نومید — که با تیغ زحل شد خسته خورشید

چو آن تاج سران را سر فگندند — وزان بالا بخاک اندر فگندند

۳۷۵ میان صف ترکان خاست شورے — در آمد هندوان را دست زورے

بجولان گشته صوفی تیر در شست — برا دو چند با او گشته همدست

که هر که از سوے قطب الدین کند زور — بدین پیکان کنم چشم دلش کور

همه شب در چنین تدبیر باطل — سخن می رفت در مقتول و قاتل

که فردا چون بر آید چشمهٔ مهر — که شوید بهر تخت آراستن چهر

۳۸۰ کدام اختر کشیم از برج شاهی — که گیرد نورش از مه تا بماهی

و گر خونریز شاه از بیم کین توز — رمد چون شپرک زان نیر روز

کرا در خور بود زین گونه تاجے — که بستاند ز کشور ها خراجے

هوا داران خسرو خان بد رائے — بسختی در فشردند اندرین پائے

که چون بر منعم خود تیغ راندی — بکش سر ورنه زیر تیغ ماندی

چو نگزاردت این سر بر سر دوش — بر آور تاج و بارے در سری کوش

چو گبر و مومن این تدبیر جستند — دگر تدبیر ها زو جمله شستند

بدین تر دامنی شب خفت شادان — بلوث آلوده مسند بامدادان

بکار افزائی آمد گرد مسند — گروه کافر و کفران مرتد

ازین سو سالدیو اندر خرامش — و زین سو ناگدیو آورده رامش

۳۹۰ بدین سان سو بسو صد دیو دیگر — بسے چندال دیگر مهو دیگر

یکے شد خانخاناں چتر بر فرق — دگر شد راے راہاں سرور شرق

پر آمد خاں بسے زاں کامرانے — چو خضراو دمن از آب جانے

سخن در سن عمر و خواندن شہزدگان و آنکہ حدیث دو خلف کاں از خلاف آمد تبہ خلجو

دلا گر دانشے داری بنہد یش — کہ گردندہ است گردون جفا کیش

۳۹۵ فریبندہ است نقش ہفت پرکار — فریبندہ * نگردی زین نمودار

بدین گلگونہ کردہ صورتے چند — مشو چوں کودک از بازیچہ خورسند

کہ چوں بینی بچشم عقل و تمکین — خیال خواب و آب† و آئینہ است ایں

خیالے کش تواں ز آئینہ دیدن — خیال است ایں کہ زو بتواں کشیدن

بخواب و آب ہم نتواں شدن شاد — کز ایں نقشے و آں عکسے بروں داد

۴۰۰ ہر آں پیکر کہ می بینی جہاں را — چو بکشائی درو چشم نہاں را

ہمہ ہیچ است چوں تصنیف سامر — پر ز خالے چو ہمیان مقامر

کے آساید درو دانندۂ دل — کہ طفلاں خوش شوند از مرکب گل

بچشم ہمت است از راہ فرہنگ — فلک‡ نہ دست وشش پے فرجۂ تنگ

کجا گنجد درو سررشتۂ مرد — کہ ہفت اختر درو سررشتہ گم کرد

۴۰۵ چو خواہی برتر از عالم نہی پے — بگو ترک جہان و ہر چہ در وے

گل مردم کہ ہر سوش آب و رود است — زمینے در خور کشت و درود است

درو بودن کسے را نیست در خورد — مگر آں را کہ کشتے کرد و بر خورد

---

* فریبندہ۔ † ق ر: آب آئینہ ‡ یعنی نو عرض اور چھ جہت والا آسمان ظاہری وسعت کے باوجود تنگ ہے۔

ببر زین کشت بر، بر خوشهٔ چند — و زان خوشه دوین رہ توشهٔ بند

که چون این خوشه بی توشه رانی — چو خوشه نبودت بی توشه مانی

۴۱۰ بسان مرغ و موران کز سر کشت — نصیب خود برنداز خوب واز زشت

تو کاندر جستن این پخته خامی — نه کنجشکی و نه موری، کدامی

منه کالای پر قیمت درین کاخ — که تو مستی و دزد خانه گستاخ

یکی آمد درون و دیگری رفت — نکوی آمد و نیکوتری رفت

ازین آینده و پوینده حالی — نه پر شد عالم و نی گشت خالی

۴۱۵ شناسد آنکه عقلش دور بین است — که مهر آسمان شمشیر کین است

همین بیداد و کین اختر کنون کرد — پسندده است از برای عبرت سود

درین عبرت سرائی پر فسانه — نگه کن تا چها زاد از زمانه

اگر وقتی بلای می شنیدیم — درین دوران بچشم خویش دیدیم

کجا سلطان علاءالدین و آن کار — کزان هیبت شدی گردون بزنهار

۴۲۰ کنون بر نسل او بین تا چه کین رفت — که چندان خون ناحق بر زمین رفت

چنان است این حکایت راستا راست — که چون بر قطب دین رفت آنچه حق خواست

زبعد آن سریر آرای مرحوم — برادر پنج دیگر ماند مظلوم

یکی خضر خان فرید اسم بلند اصل — که بود اصلش ز دهشه وصل بر وصل

که آن سلکی سزای ملک سنجی — سه پنجش عمر در دهری سپنجی

۴۲۵ تمامش داده قرآن ختم منشور — دلش زان نور گشته سورهٔ نور

بسا شاگردئی استاد کرده — کتاب و نامه را چون یاد کرده

به ترتیب کمان و تیر پیوست — بعقد تیر دو انگشت او شست

دگر بوبکر خان دیباچهٔ تخت — سزای ملک اگر یاری کند بخت

ز سال عمر او دو هفته رفته — دو هفتش سال و او ماه دو هفته

۴۳۰ الم * دیده ز الف و لام و یسهن — نشسته در دل قرآن چو یاسن

هوس در نظم و نثر لفظ و خط خوش — طبیعت خود چه گویم آب و آتش

علی خان گرامی هشت ساله — جبینے چوں گل و روے چو لاله

همه دندانش در بالا و پستی — فتاں خیزاں شده از شهر مستی

ز قرآن تا بقد اقلم رسیده — قدش † اقلم شده کاں صفحه دیده

۴۳۵ بهاخاں هم بهشتم سال نو خیز — بثلث دوم قرآن ورق بیز

گرفته روزی از تعلیم بالا — و ما من دابة فی الارض الا

ز پنجم سال عثماں بهره ور بود — هنوز از جمع قرآں بے خبر بود

ببازی هائے نوزاداں هوسناک — ز لوح کاف و نوں لوح دلش پاک

چنیں شهزادگان ناز پرور — که چرخ از بهر ملک انباز پرورد

۴۴۰ زمان عمر شه چوں بر سر آمد — زمانه در جفا کاری در آمد

اشارت کرد خسرو خان کم بخت — که بر شهزادگاں کارے رود سخت

قضا را میهمان بود و شادی — که بود اندر مراد ایں نا مرادی

دویدند از بروں عفریت رویاں — بجور سلطان ستم ملک پویاں

دو سه محبوب و مرتد خانخاناں — بر آں دیوان هایل کار داناں

۴۴۵ حرم کز هیبت ثانئی جمشید — بلرزیدے برو چوں سایه خورشید

فلک دم خوردے اندر بر مقامش — ملک گستاخ نگزشتے ببامش

---

* میرے نزدیک مصرعہ یوں ہونا چاہئیے۔ الم دیدہ ز الف و لام و طس' یعنی الم اور طس کی سورتوں تک پہنچا تھا جب کہ یہ مصیبت آئی- یہ ۱۹ ۲۰ ویں پارے کی سورتیں ہیں - (ک)

† اقلم ' یعنی راست و بلند -

نسیم اندر ورش یکسر ترفتے — صبا هم بے صبا با در نرفتے
پری هم جاں شدے سرتا قدم پاک — بپاکی گشتے آنکه گرد آں خاک
برآں جنت چو دهر ابلیس خوگشت — همه جنت پر از ابلیس رو گشت
۴۵۰ ز نقش شوم آں روهاے منکر — ستنبه* گشت هر یک تا ته در
کشیده سر بگردوں هر سپاهے — چوں یلداے که در رے نهست ماهے
بروے هر یکے چشم جگر گوں — که هم در دیده نش گردد جگر خوں
سیاه و گشن سبلتهاے پر خار — چو کاه نیم سوز از خنگ† خار
دراز و پهن هر یک ریش نا خوش — پریشاں هم چو دلهاے مشوش
۴۵۵ کتاره بر کمر بسته بزر غرق — چناں کز پهلو ابر سوه برق
پریروپاں ازاں هیبت گریزاں — خزاں در گوشها افتان و خیزان
قیامت گشته در هر سوئے پیدا — قیامت کرده در کوں چرخ شیدا
دواں دنبال هر مستورۂ گبر — سلامت بے پناه و فتنه بے صبر
بیالا‡ کله در خوں کرده حوراں — شتاباں هر طرف چوں ناصبوراں
۴۶۰ ز جوش کافراں بر اهل ایماں — سپهر از گردهاے خود پشیماں
نظر هاے سعادت بسته برجیس — که کم بیند دریں غوغائے ابلیس
چناں مریخ بد خشم و ترش چهر — بخونی گریه او نیز از سر مهر
دواں تا ب آفتاب عالم افروز — ز سوز خود جهاں را کرده پر سوز
بساں بربط خود زهره نالاں — ثریا دست را بر دست مالاں
۴۶۵ مه از کاهش چناں غایب ز خورشید — که گشته از کمال خویش نومید

* ستنبه ایک دیو کا نام جو خواب میں آکے ڈراتا هے - † ن : رخنه ‡ کذا —

چه دل باشد زنان را در چنان هول — زن آنکه دیو در دنبال، لاحول
بسے خورشید سایه پرورده — بسایه سایهٔ خود هم ندیده
ازان ده سایه در دنبال یک مهر — برنگ سایه شد هر مهر را چهر
چو زان غوغا فتاد اندر حرم هوے — فرو مردند مستوران بهر سوئے
۴۷۰ یکے را مانده چشم اندر تحیر — یکے را دیده شد چون گوش پر دُر
یکے پیرایه گم کرده و یکے هوش — یکے ساعد تهی کرده و یکے گوش
یکے شد غرق خے از تیغ چون آب — یکے در رفت در کنجے چو مهتاب
دوان گبران بهر ایوان و پرده — به بے رحمی چو خوک زخم خورده
بخشم آواز می دادند هر جا — که پنهان کوست ایدها هان برون آ
۴۷۵ ایا خان فرید اسم آئی بیرون — اگر جانی و گر جسم آئی بیرون
بیاید در زمان بو بکر خان هم — که هستش تن ز بیم آزاد و جان هم
دگر خانان بهاءالدین و عثمان — رسند اینجا بزودی با علی خان
که زین جمله یکے را ما بر آنیم — که بر تخت جهانبانی نشانیم
و زان سایه که در خور شد سران را — دهیم اقطاع و کشور دیگران را
۴۸۰ نیندیشید* کاین کارے که شد راست — نه بهر دیگرے بهر شما راست
همی جستند هر یک را بمشعل — دم کاذب دوان چون صبح اول
زهے ظلمات کاندروے چو پویند — بمشعل انجم گم گشته جویند
چو آن گم گشتگان را گشت روشن — که پیکان قضا را نیست جوشن
به تسلیم آمدند از گوشه بیرون — عدم را داده از دل توشه بیرون

ن: بنید یشید --

۴۸۵ گهے کردند فریاد جهاں سوز — که آهے بر کشیدند آسماں سوز

تعالی الله ز چنداں شعلهٔ گرم — نشد پولاد آن آهن دلاں نرم

بتندی یک دو محبوب جفا جوے — زدند آں خستگاں را بانگ بر روے

که بر بندید لب چوں بے پناهاں — بتقدیر خدا و کار شاهاں

چو خواهد رفتن آنچه ایزد قضا کرد — چه باید بیهده ترک رضا کرد

۴۹۰ عزیزاں پیش می رفتند بے تاب — چو میش بسته پیش تیغ قصاب

بگریه مادراں دنبال هر یک — فلک هم در فغاں بر حال هر یک

ز سیل چشم مستوران شهدا — شده خونابهٔ در قصر پیدا

دراں خونابه شاں بر دند بلا — چناں کامد ز حکم حق تعالی

همه شب پیش مادر هر عزیزے — ز سوز و داغ خود می گفت چیزے

۴۹۵ که اے مادر جمال من ببیں سیر — مکن دور از رخ من دیده تا دیر

که فردا خاک خواهد گشتن ایں روے — نخواهد رفت خاک ما بهر سوے

یک امروزے که پیشت میهمانم — بسوئے نیز مهمانست جانم

دمے مهمان نئے دیدار من کن — دل بریان خود در کار من کن

نثارم ریز لوک از چشم پر خون — که ایں یاقوت لعلم ریزه اکنوں

۵۰۰ چو من کردم وداع ایں سر خویش — تو نیز ش کن وداعے بادل ریش

سر من گیر بسیارے در آغوش — که ایں سر دور خواهد گشت ازیں دوش

ببوس ایں سر که در خوں خواهد افتاد — ز آغوش تو بیروں خواهد افتاد

به پیشانی همم با مهر و زاری — دو سه بوسے دگر ده یادگاری

ببوس ایں چشم هم کت هست در پیش — که کم خواهیش دیدن بعد ازیں بیش

۵۰۵ تنم گرچه از تو خواهد گشت مهجور — نخواهد شد ز پیشت جان من دور

چو تنگ آئی ز هجر بی کرانم ‌ ‌ بگوئی دردهای خود بجانم

اگر پیش از خطم گیتی قلم راند ‌ ‌ بخواهد نامم آخر در قلم ماند

چو در * خط شرط باشد میهمانی ‌ ‌ مرا ماتم کنی بی مهربانی

مرا چون سر قلم کرده ز تقدیر ‌ ‌ ز خون دل کنی این قصه تحریر

۵۱۰ کنی زین حرف اگر گردد دوات ریش ‌ ‌ کتاب و مصحف من مونس خویش

همی گفتند گریان مادران هم ‌ ‌ که ای دو چشم ما و دیگران هم

نگر تا چند خون خوردیم ازین ساز ‌ ‌ که پروردیم تان را † ما بصد ناز

اگر گشتید بر پای سبک پای ‌ ‌ همی افتاد دل کافتید زانجای

وگر بر روی تان چشمی شدی تیز ‌ ‌ ز بیم چشم گشتی دیده خونریز

وگر بادی گزشتی بر شما گرم ‌ ‌ بسختی سوختی دل زان تف نرم

۵۱۵ وگر بیرون همی رفتید ناگاه ‌ ‌ دویدی جان گم گشته بصد راه

بشانه گردن افتادی بدل هوی ‌ ‌ که زین سرها نباید یکسله موی

کنون فریاد کز تیغ خطرناک ‌ ‌ چنین سرها فتد در دامن خاک

کجا باشد روا ای گردش دهر ‌ ‌ که رانی بر عزیزان دهرهٔ قهر

۵۲۰ کسی کش بود برگ گلدنا تیز ‌ ‌ خورد چون گندنا شمشیر خونریز

بریزد این همه روها بزاری ‌ ‌ چو برگ گل میان خاک خواری

چه گفتست این فغان ها بر فغانها ‌ ‌ چه می گویم ببرید این زبانها

اگر رانید شان را تیغ چون برق ‌ ‌ بباید راند ما را اره بر فرق

وگر زه گرده ایشانرا گلو گیر ‌ ‌ بباید بر جگر ما را زدن تیر

---

* شعر کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی نکلنے کی تقریب کی بجائے میرا ماتم کرنا۔

* ن : بر

۵۲۵ وگر شاں را رسن پیچد بگردن — ز ما باید رگ جاں دور کردن

دریده از زخم خنجر ایں شکمها — که زاں خوں در رود در خاک تنها

که از بیم ستمکاران بد ساز — کنیم ایں زادگاں را در شکم باز

دریں گفتن درآمد خونئے چند — که بکشایند خونها را ز پیوند

بد و دو بزرگاں تاجدارے — طلبگار از هوائے سفته کارے

۵۳۰ ذنب گشتند بر خورشید و بر ماه — ستاره هم بسے کردند همراه

گرفته مادراں فرزند را دست — فتادند از تحیر بر زمیں پست

گہے بردند بر دنداں دو انگشت — گہے کردند بر دل کوبش مشت

کشنده کو است از خنجر جگر دوز — کجا می بیند آں سوز جگر سوز

پسر در رفتن و مادر بتا پاک — به رو خوں و بسر خاک و بدل چاک

۵۳۵ چو دیدند آں سگاں کز آتش درد — نخواهد شد ز آب چشم شاں سرد

بعنف و زور شاں ماندند بر جاے — رواں کردند شاهاں را سبک پاے

چناں شاهاں چو مسکیناں بیکس — همی رفتند روها کرده واپس

زهے بد دیدن و دشوار دیدن — بگشتن واپسیں دیدار دیدن

نگرگاں واپسیں دیدار چوں بود — کزیں سو خوں و زاں سو نیز خوں بود

۵۴۰ نظر می کرد مادر سوئے فرزند — بناخن از جگر پرکاله می کند

فغاں برداشته ذاں فرید اسم — که اے نعمت خوران ما بصد قسم

کسے از بندگاں و چاکراں هست — که گیرد در چنیں وقتے مرا دست

بروں خواهند بردن جان ما را — بجاں یاری کنید ار هست یارا

بفریادم رسید اے مهربانان — بجاں بازم خرید اے پاک جاناں

۵۴۵ که خواند نزد ما یاری رساں را — که خواهد کرد یاری بیکساں را

که گوید حال ما بیرون این در | که دارد سر دگر بیرون این سر
کجائی ای بزرگان پدر جان سوز | که بینی حال فرزندان بدین روز
بر آ از خاک و سوئی ما نگه کن | بخون آلوده روی ما نگه کن
کجا رفت آنکه از همت زهر سوی | بدادی داد نگرشتی بدین روی
۵۵۰ کنون از داد دهرم کن نظاره | چو گل فرقه بخون و پاره پاره
چو گیتی خواهد از خونم خورش داد | چرا مادر بشهرم پرورش داد
چو من در خون فتم خونم مشوئید | و زین خونخوارگان خونم مجوئید
که ما یار شهید کربلائیم | بخون آلود در جنت گرائیم
مگر کین تن بفضل بی نیازی | شود در چشمهٔ کوثر نمازی
۵۵۵ بدو پور بکر خان گفت ای برادر | نماید زین نمط بودن بر آذر
کنم این ناله و زاری و فریاد | اگر فریادرس باشد ز بیداد
چو تقدیر آمد و یاری رسی نیست | شغب کردن چو مسکینان کسی نیست
نه آخر پایهٔ ما تاجداری است | نفیر از تاجداران شرمساری است
کسی کو را بود نسبت ز شاهان | چرا عجز آورد چون بی پناهان
۵۶۰ ازین سان گوهری نتوان نهفتن | گهر می نالد آخر گاه سفتن
چو ما مردیم و هم فرزند مردیم | بمردی به که از جان فرد گردیم
چو زاری در نمی گیرد قضا را | بجان تسلیم باید شد رضا را
درین بودند کامد فرجهٔ پیش | دوید آنسو فریده از هم سر خویش
کنیزی چند دید از پیش نالان | فتاد آن سوی چون شوریده حالان
۵۶۵ فغان بر زد که وای این جا کیانید | مرا پنهان کنید ار می توانید
همی گفت این که در رفتند پویان | عزازیلان و عزرائیل جویان

گرفتندش بسختی و روان کرد ‌‌ ‌ دران دم چرخ پیرکین هم فغان کرد

دو خان را چون دو شمع گیتی افروز ‌ ‌ که آن دم بود شان چون شمع را روز

چو با آن بیکسی بردند سوئے ‌ ‌ که از خونهائے شان رانند جوئے

۵۷۰ چو هر دو تیغ را دیدند محراب ‌ ‌ طلب کردند از بهر وضو آب

که بود آن گاه شستن از جهان دست ‌ ‌ همی بایست شست از خون جان دست

دران محراب گاه خنجر تیز ‌ ‌ نبود آبے جز آب تیغ خون ریز

چو صدیقان تیمم کرد ابو بکر ‌ ‌ شغب بر مکر می زد دهر پر مکر

ور آنچه خاک را می جست سازے ‌ ‌ زمانه در تهه آن داشت رازے

۵۷۵ که چون بهر حیات این جانه اندآب ‌ ‌ نصیبت خاک شد در خاک کز *خواب

گزارش کرد ازان پس عاشقانه ‌ ‌ وصول عالم حق را دوگانه

پس انگشت شهادت بر کشیدند ‌ ‌ شهادت را رقم بر سر کشیدند

دو یدند آن سگان خنجر کشیده ‌ ‌ بخون ریز آستین ها بر کشیده

به بے رحمی بر آوردند خنجر ‌ ‌ در افگندند یکسر هر دو را سر

۵۸۰ بدیوار آنچنان زد خون گُل رنگ ‌ ‌ که شد یاقوت سرخ از رنگ خون سنگ

ولے یاقوت را نسبت چه یار است ‌ ‌ بدان خون کان ز مردموین زخاراست

خصوصاً مردمے کز لعل و یاقوت ‌ ‌ گدا بوده ز بخششهائے شان قوت

چو خون زیر آمد از بالائے آن بام ‌ ‌ همه بالا و زیرش گشته گل وام

چو خون رفت از تهه دیوار بیرون ‌ ‌ کشاد از ناودان ها گریهٔ خون

۵۸۵ همان بامے که زین خون لعل وام است ‌ ‌ همانا بام †"بالا ریش" نام است

---

* ک : ن -- ا † بالاری - ستون والا - مطلب بظاهر قصر هزار ستون هے جهاں یه واقعه هوا -

همان جاها بکنجے بود * آن شور ‌ ‌ ‌ دو شهر مملکت شد طعمهٔ گور

برون جستند پس گبران بے مهر ‌ ‌ ‌ ز فعل تلخ خود گشته ترش چهر

نمی گنجید هر قصاب کین دوست ‌ ‌ ‌ ز شادی چون بز دم خورده در پوست

پس آن جانب دویدند آن دو سادر ‌ ‌ ‌ که بودند از پئے ایشان بر آذر

زمین کز خون شاں دیدند گل وام ‌ ‌ ‌ همی جستند سوگ از خون شاں وام ۵۹۰

میان خوں بغلطیدند پر درد ‌ ‌ ‌ نمی شد خون گرم از سوز شاں سرد

ازاں خون و ز موج اشک رنگیں ‌ ‌ ‌ حنا بستند بر دست نگاریں

بگریه جامه هم در خوں کشیدند ‌ ‌ ‌ علم بر پیرهن بوں چوں کشیدند

برخ بر میزدند آں دست پر خوں ‌ ‌ ‌ بداں گلگونه می گشتند گلگوں

که مارا عیشے آماده است امروز ‌ ‌ ‌ شهنئی ایں دو شهزاده است امروز ۵۹۵

بیارائید تخت و مسند و تاج ‌ ‌ ‌ فرو ریزید لعل و در بتاراج

ز دیبا گلها سازید در دهر ‌ ‌ ‌ بهادی قبها بندید در شهر

ولے عود و سپند ار بر فروزید ‌ ‌ ‌ بجائے آں همیں مارا بسوزید

تنے کانگشت گشت از سوز ناساز ‌ ‌ ‌ بسوزیدش چو انگشت سیه † باز

الا اے روزگار تیره روزاں ‌ ‌ ‌ که هستم از تو چوں انگشت سوزاں ۶۰۰

چو انگشت سیه مارا بدیں روز ‌ ‌ ‌ بسوز و می زبان و باز می سوز

ازیں سوزے که زد زیشان زبانه ‌ ‌ ‌ کساں هم سوختند از هر کرانه

بسے بگریستند از چشم خوں زاے ‌ ‌ ‌ وز انجا باز شاں بردند بر جائے

جهاں را دیر شد کیں شیوه دارد ‌ ‌ ‌ خزاں پر برگ و دی پر میوه دارد

---

* ن : بعد -- ‌ ‌ † انگشت سیه - یعنی جلی هوی لکڑی - اگلے شعر میں بھی انگشت انهی معانی میں لکها هے --

۶۰۵
کرا در چاشنیها داده بهرے — که بازش در شکر ننگنده زهرے
کرا درے بگوش افگنده دل جوئے — که با گوشش نکند از گوشه روے
چو کس نبوده بگیتی جاودان شاد — بهادی شاه گیتی جاودان باد

حدیث چشم زخم خاندان ملک و خانان را
کشیدن از پلک دیده بر آن سان کز صدف گوهر

فلک را صد هزاران دیدهٔ باز — بچشم مردمان بهر ناوک انداز
۶۱۰
کرا بینائیے بخشیده در کار — که ننهادش به بینائی درون خار
کسے کش چشم* زخم از چرخ روزیست — رسدگر چه جهاں در چرخ دوزیست
چو زخم از تیر بے تدبیر چرخ است — نه کمتر تیر چرخ از تیر چرخ است
چه دوزی دیده را زان دیده دوزے — که دوزد صد هزاران دیده روزے
جهان کز دهر تیر اندازی آموخت — نگرتا چند ازیں سان دیده بر دوخت
۶۱۵
چو گوید مردم از بهنش فسانه — فلک چشمک زند سوئے زمانه
چه مردم گرش زخمهست از تیر — و لیکن چوں جهد از تیر تقدیر
رسد ناچار چوں باشد جمالے — کمال* عین را عین الکمالے
چنانک اندر کمال دولت شاه — قضا عین الکمال آورد ناگاه
کسے کین نقطه دید از دیدهٔ خویش — چکید بیروں تراوید از دل ریش
۶۲۰
که چوں دو مردم چشم علائی — بخون خویش کردند آشنائی
دگر خانان و طفل نا رسیده — جهان را دیدهٔ عالم ندیده

* ن: زخم چشم -- † ن: کمالے --

بر ایشاں نیز شد چشم فلک تیز | گزند چشم شاں را شد سبک خیز
حسن را پیش چشم آں نکه بودند | بچشم پیش حالے وا نمودند
که هر شهزاده چشم پادشاهی است | چو چشم اندر سپیدی و سیاهی است
۶۲۵ اگر بر چشم شاں نبود گزندے | بباید چشم شاں را چشم بندے
که هر گه چشم بینش بیش باشد | شکوه جسم هم با خویش باشد
که بیکار است چشم از جسم پیش است | بچندیں نقطه چشم از جسم بیش است
بدیں اندیشه و وهم نهاں بیں | بروں کردند شاں چشم جهاں بیں
۶۳۰ ازاں دیده کشیدن سروراں را | بروں افتاد دیده مادراں را
فلک کور است ازاں کرد ایں چنیں دور | ز چندیں قرة العین جهاں نور
غرض چوں چشم زخم تیر تقدیر | خراش چشم ایشاں کرد بے تیر
اشارت کرد ز ابرو گبر بے دید | که زیں درها چو چشم سهره سی چید
برید ایں جمله درها در دگر درج | که چندیں مه نهاید در یکے برج
بفرمانش سبک زاں قصر شاهی | شد آں درها دواں تا گوش ماهی
۶۳۵ بقصر لعل بردند آں سراں را | بخوں شاندان * شفق نیک اختراں را
همی بودند روزے چند مستور | چو چشم خویش و روز خویش بے نور
شگفته چشم هر یک چوں گل لعل | رواں خونے ز هر گل چوں مل لعل
بروئے بستر پر خوں چو لاله | همی گفتند چوں مرغاں بناله
که هر کس را گلے بشگفت بر تخت | گل ما ایں شگفت از گلشن بخت
۶۴۰ گلے زیں چشمها گر رخ نمودے | جهان و دیدها بر خار سودے
کنوں آں نرگساں نیم خفته | ز باد دهر بیں چوں گل شگفته

* ک : آں —

چنین گل گرچه دلافزون است در وے
گل مارا چسان شد خستگی یار
نخست اندر بهار از شاخ بے بر
بهار ما نگر بارش دگر گون ۶۴۵
گل ما خستهٔ خار زمانه است
سر سوزن بود سوراخ بادام
کسے کو برکشید ایں دیدهٔ سر
دو چشم او چو دو عناب خسته
بدیں ساں هر چراغ دیدهٔ شاه ۶۵۰
چو در ظلمت فروشد چشم خورشید
پرستارے چراغ آورد در پیش
یکے گفت ایں که آمد†شام تاریک
چو بیروں شد چراغ چشم از روے
چراغ عاریت پیشم چه دارید ۶۵۵
دگر گفتا که شمع از بهر چشم است
چراغ دیدهٔ عالم چو مائیم
کجا شد دیدهٔ سلطان مغفور
دگر گفتا که بینایان کشور
مثل گویند دولت کور باشد ۶۶۰
سپهر کور بهر ما زد ایں رائے

محبوبهدش که بوئے خونست در وے
چو با گلها نباشد خسته را کار
گل بادام و شفتالو کشد سر
که بادام از گل ما برد بیروں
غلط شد بلکه پیکاں را نشانه است
بکزلک چوں کشند از جائے آرام
بساں خسته * شفتالو بود تر
همیشه خسته و در خوں نشسته
فغاں مي کرد و زاری تا شبانگاه
بریده از روشنائی گهتی امید
شهاں سوزاں چو شمع از دیدهٔ خویش
که روشن دیده سے من موئے باریک
همان کوهست پیش من همان موے
چراغ دیدهٔ من پیشم آرید
چه جویم زاں گهرچوں دیده پیشم است
نظر در شمع دیگر چوں کشائیم
که بینند قرة العینان بے نور
که بینا شاں دل است و چشم برسر
نه دولت مند را ایں شور باشد
که دولت رفت و کوری ماند برجاے

---

* ق ر : خستهٔ شفتالوے -- † ق ر : اندر --

دگر گفت آنچه مادرے شنیدیم — بگوش - اینک بچشم خویش دیدیم

بلے هر دیدنی کاید ز تقدیر — بباید دید گر طفلیم و گر پیر

هر آن دردے که پیش آرد خداوند — چرا از دیده نپذیرد خردمند

۶۶۵ دگر گفت اے شمارا دیده روشن — بتر سید از خراش دیدهٔ من

ز چشم من که می پوسید حالے — تعالی الله چه کوران را سوالے

چو چشمم هر چه می دارد تراود — کس این کاویده را دیگر چه کاود

پس انگاه همی گفتند گریان — که دل شد گرچه بهر دیده بریان

ز دل چون دیده را یکسو نهادیم — بجانے گر بماند نیز شادیم

۶۷۰ ز کوری بود غم کزوے فگاریم — کنون از رفتنش اندیشه داریم

بدین چشمے که رفتش دیده بیرون — هزاران منت کوری است اکنون

گر آید میل مهل آوازه تعجیل — که جائے سرمه شد در چشم ما میل

چو باید کور را بر کف عصائے — که بتوان بردنش از جاے بجائے

۶۷۵ عصا شد میل بهر چشم ما خورد — که مارا کور کرد و دیده را برد

عصا شد دستگیر کور هر جاے — عصا کو کور سازد دیده را واے

عصا از کور بردن هر مثل بود — عصاے دیده بر دردے بر افزود

که جوید کین این کوران مسکین — که دشمن را کند چشم جهان بین

بجز سلطان غیاث الدین منصور — که چشم دولت از وے باد پرنور

سخن ز آوازهٔ خسرو که چون آلود مسند را
همه پیش نگون کردند سر جز غازیء سرور

۶۸۰ درین سالک از بسے فتنه که برخاست — خبر زین گونه دارم راستا راست

که چون فرمان دیوان رفت هر سوی — که ملک آورد در اهوسلی روی

بد هر انسی و جانی را خبر شد — که بر تخت سلیمان دیو بر شد

زهی قلابی فیروزه خاتم — که بر شیطان رساند خاتم جم

فلک تاج علا را بود معراج — بخاک افتاد والا گوهر تاج

۶۸۵ ثبات قطب دنیا بر سر آمد — سها را نقش بر کرسی بر آمد

بزرگان هر یکی دریائی پر جوش — فرو هشتند مانند صدف گوش

همه لشکرکشان در شرق و در غرب — بطاعت مهل کردند از سوی حرب

نه ترکی نیزهٔ ترکی بر افراخت — نه هندو بندهٔ بر هندوان تاخت

همه گرگان هیجا سست و بی تاب — فرو ماندند چون بز پیش قصاب

۶۹۰ در اقصائی ممالک نیز امیران — کمر بستند چون فرمان پذیران

جز از در های رزم از زور شمشیر — ملک غازی معظم تغلق شیر

چو بشنید این سخن از خاص و عام — ز غصه خون بجوشیدش در اندام

بمالید از تغیر سبلت کین — ز بهر کین شدش هر موی ژوبین

نخست افسوس کرد از نیک خواهی — ز بهر خاندان پادشاهی

۶۹۵ که در برج علا نقبی چنان رفت — که گرد نقب زن بر آسمان رفت

ز چندان کوکب سعد اندران برج — زمانه یک گهر نگذاشت در درج

کنون چرخ دخانی ز امر معبود — چو بر کرد از سران دودمان دود

اگر با برج نتوان کرد کاری — زمینی را سزا شرط است باری

مرا شاه شهیدان کار دان مرد — بپروردی از پئی این روز پرورد

۷۰۰ من امروز ار نکوشم بهر کارش — نخواهم کین اولاد و تبارش

چو نعمت پرور از وی گشت حالم — چگونه باشد آن نعمت حلالم

گرم یاری کند بخت نکو خواه
من و شمشیر و تیر و کینهٔ شاه

وگر نبود درونم یاری از کس
چو من یار حقم حق یار* من بس

اگر این جا من ام جان بے تن آن جا است
که فرزند من و جان من آن جا است

۷۰۵ کجا باشد دران چشم و نظر نور
که باشد قرةالعین از نظر دور

ملک فخرالدول کاو گاه نخچیر
دل شیران بر آرد † از پر تیر

چراغ روشن از نور خدائی
که چشمم دارد ازوے روشنائی

گر آنجا ماند ازوے چشم بد دور
وگر این جا رسد نور علی نور

خدا آن چشم را بر من رساناد
بچشمم ‡ دیدهٔ روشن رساناد

۷۱۰ عزیمت کردن اعظم ملک فخرالحق والا
بسوے حضرت غازی ملک کافر کُش صفدر

عجب کارے است کار شیر مردان
که نندیشند هیچ از هم نبردان

به تنها در روند اندر سپاهے
پسند آهنین سازند راهے

ور از قلبے فرس بیرون جهانند
بنیروے دل خود هم توانند

مبارز زانکه چون با تیغ قتال
سزا بینند کسے کاید بدنبال

۷۱۵ دلیرے کش بکار رزم فن هاست
اگر تنها بود هم دانگ تن هاست

سر افگن را چه تنهائی چه انبوه
نجنبد از هزاران ذره یک کوه

کشد مهه گر چه صد لشکر ز انجم
یکے خورشید هر صد را کند گم

وگر بز در رمه باشد ز صد میش
بردیک گرگ ازیشان غارت خویش

هزبرے کو نگو زنان را شناسد
ز انبوه گو زنان کے هراسد

* ن : یارمن - † ن : براندازد پر تیر - ‡ ن : بچشم -

بخلوت گاه خود تنها بود شیر   که هرمو بر تنش تیراست و شمشیر

حکایت

شنیدستم که رستم پیش کاوس   بخدمت بود روزے پهلوے طوس

بخشم آشفت کاوس از خیالے   که رستم را رساند گوشمالے

اشارت کرد سوے طوس در حال   کش از نیروے بازو بشکند بال

چو طوس آمد برستم زور مندان   که بندد دستش او چون دست بندان

برویش زد تهمتن پشت دستے   که در گشت از خرابی همچون مستے   ۷۲۵

بروں آمد بہ پشت رخش بنشست   صبا در زیر و آتش بر کف دست

بسے کس را اشارت کرد کاوس   کسے در پے نرفت از روسی و روس

چو کس کم رفت دنبال سر افگن   برفت او سرزده با تیغ سر زن

تواں دنبال شیر و اژدها کرد   که آرد رفعت * در دنبالۂ مرد

سخن گوایں مثل در جنبشے خواند   که فخرالدین ملک بالا فرو راند   ۷۳۰

چناں بود ایں که خسرو خان بدروز   چو شد بر آرزوے خویش فیروز

دل خود ساخت سنگ از کینه خواهی   و زاں بشکست گوهر هاے شاهی

ز یادے کز سر افرازی بسر داشت   دو شمع مملکت را زنده نگزاشت

کشید آں دیگراں را چشم روشن   بجا نگزاشت یک نرگس ز گلشن

غلامانے همه میر ولایت   باوج چرخ برده ماه رایت   ۷۳۵

نه کس تیغے کشید از کینه جوئی   نه کس تیرے کشاد از تند خوئی

---

* ق ر : رخت -

کسے نا ورده ناورد خروساں ‌‌‌‌ همه گشتند عاجز چوں عروساں

ز نعمت های سلطانی بخوا نها ‌‌‌‌ نمک پرورده کرده استخوا نها

بچند انکه استخوانها زاں نمک زور ‌‌‌‌ یکے را بر نها مد ز استخواں شور

۷۴۰ بلے چوں شد نمک در پوست گنده ‌‌‌‌ تن گنده نمک به پوست کنده

سزا بود آں خسیساں را در آنحال ‌‌‌‌ کشیدن پوست پس کردن نمک‌سال

که در گنده تنی هر نابکارے ‌‌‌‌ نمک زیں گونه گشتے گنده بارے

سگے کز دست مردم لقمهٔ خورد ‌‌‌‌ کند یاری چو یاری بایدش کرد

ز سگ ناکس تراست آں ناسپاسے ‌‌‌‌ که نبود خورد خود را حق شناسے

۷۴۵ چو سگ را هست با خوئے وفا کار ‌‌‌‌ بود هم پاسباں و هم وفادار

چه نا مردم کسے کز سگ جدائی ‌‌‌‌ کند در پاس نعمت بے‌وفائی

غرض القصه چوں زاں قوم سگ زاد ‌‌‌‌ براں شهراں گذشت آں جور و بیداد

ملک فخرالحق از بس مهربانی ‌‌‌‌ خراشے یافت ز * آزار نهانی

از انجا کاهل نعمت را به یاری ‌‌‌‌ بود در شکر نعمت حق گزاری

۷۵۰ براں می شد که ناگه بے مدارا ‌‌‌‌ بروں آید بشمشیر آشکارا

ولے می گفت بر نا ید چو کارے ‌‌‌‌ ببازی جاں بباید باخت بارے

دریں اندیشه باخود قصه می خورد ‌‌‌‌ که چوں شاند ز خون دشمن ایں گرد

چو شد ز اندازه بیروں خار خارش ‌‌‌‌ دروں گشت از خراش دل فگارش

شبے بنشست با محرم تنے چند ‌‌‌‌ بر آورد آهے از اهرمنے چند

بهاراں گفت گریاں و غریواں ‌‌‌‌ که خون دم چساں جویم ز دیواں

۷۵۵ جهانے پر ز دیو و دیو مردم ‌‌‌‌ چگونه بے سپه† * من چهره گردم

* یہ آخر کے دو لفظ اصل نسخے میں اُڑ گئے ہیں -- † ن : سپر --

وگر ندهم بقتل هندوان داد — رضا در کفر و کفران چون توان داد

ندانم تا چسان تدبیر سازم — که سهم خود بر ایشان تیر سازم

نکوخواهان دران منصوب شاهی — نمودند از طریق نیک خواهی

۷۶۰ که این کارے که در اندیشهٔ تست — میسر کے شود ز اندیشه سست

چنین سیلے که موجش تا بفرق است — اگر را نہم بیرون بهم غرق است

وگر خود بایدش پنهان نگهداشت — بکوزه چون توان طوفان نگهداشت

بدان باشد که زین حال انچه دانیم — بدرگاه ملک غازی رسانیم

چنانکه آن رائے بخشد پرتو نور — کلهم این ظلمت از روئے زمین دور

۷۶۵ ملک را شد پسند خاطر این رائے — پسند خویش را شد کار فرمائے

سخن‌هائے که بوئے تیغ و خون داد — نهانی با علی یغدی بروں داد

فرستادش سوئے غازی ملک زود — که * با آگاهی که آن گاهی غزا بود

علی یغدی بران سو شد شتابان — بعزم تیر در قطع بیابان

رسید و رفت پیش لشکر آرائے — جبین را کرد درخدمت زمین سائے

۷۷۰ پس از فرزند را ز انجا فرو ریخت — زلال ابر بر دریا فرو ریخت

چو شد غازی ملک‌را روشن این حال — ظفر را مژده داد از تیغ قتال

صفت خنجر ملک غازی

برآورد از میان شمشیر سرکش — بکرسی گفت کاے طوفان آتش

میان بے دین تو محرابی پاک — دل بے دین ز محرابت شده چاک

زهے هندو زبانت مانده در بید † — که در محراب داری روے امید

*ق ر: بہ آگاهی کہ آں گاہ غزا بود۔ مصرع کا مفہوم صاف نہیں ہے۔

† وید ہندوؤں کی آسمانی کتاب۔

۷۷۵ گهی آں شد که از بیدت بر آرم — ز آبت سرخ بید و لاله کارم

اگرچه از خوں نماید رنگ محراب — خصوص آں خوں کش* از کفراں بود تاب

ولے چوں قلعه گیراں گشت خویم — من ایں حاجت ز محراب تو جویم

بریزم خون کفار از تو در جنگ — بدیں شنگرف سیرابت † کنم رنگ

ترا کز بهر دستم ساز کردند — ظفر با گوهرت هم راز کردند

۷۸۰ فراز چرخ گردانت نشاندند — جهاں گیر آفتاب تیر خواندند

توئی آبے به پهنائی سر انگشت — که بندندت به پنج انگشت در مشت

و لیکن آب تنگت بسکه تیز است — جهان می گیرد آنجا کش ستیز است

ظفر را هم زبانا ‡ هم زبانے — سقر را هم زبانه هم زبانے

شود باطل ز روغن آب روشن — ولے روشن شود آبت ز روغن

۷۸۵ کنونم کایں غزا پیش آمد از دهر — جز از آبت سرد ¶ ایں آتش قهر

چو لختے راند با تیغ خود ایں حرف — علی را خواند و کرد ایں ماجرا صرف

سوئے فرزند فرخ گفت پاسخ — که اے فال من از روے تو فرخ

بهلجارے که دانی زاں خطر گاه — بروں زاں مرکب و نه روے در راه

که مارا دیده در راه نیاز است — ز بهر چوں تو مردم دیده باز است

۷۹۰ گر اے چشم و چراغ ما رسی زود — چراغ چشم مارا کم شود دود

ازاں پس چشم بکشائیم تا دور — بجوئیم از چراغ راه خود نور

تو چشم بینش و بینش چراغم — بر آنساں کیں دو نور آرد فراغم

کنیم از تابش شمشیر و جوشن — چراغ نعم و چشم بخت روشن

علی یغدی شنیده ایں نکته و راند — رسید و با ملک یک یک فروخواند

* ق : کلا از - † آخری دو لفظ نسخے سے اُڑ گئے هیں - ‡ قمر کی ایک منزل کا نام ¶ مرو ؟

۷۹۵ ملک شد در کهین آں که ناگاه | دهد رهوار خود را جنبش راه
چناں بود ایں حکایت بے کم و بیش | که چوں او خواست گیرد راه در پیش
گزید از بهر رفتن توسنے چند | بجنبش دور سیر و زود پیوند
صبا را سبق سرعت شرح داده | فلک را اسپے از خود طرح داده
نهاں پور ملک بهرام را جست | به همراهی خود گردش سواں چست
۸۰۰ موافق گشته فوجی ز اهل اخلاص | غلامے چند و چندے چاکر خاص
فروزاں مشعلے خورشیدوش پیش | تو گوئی هستش از ذره سپه بیش
کماں ها سخت و ترکش ها پر از تیر | چو شیران نیستاں گاه * نخچیر
بسو نها کرده پیکاں هاے قتال | کرا یاراے آں کاید به دنبال
بدهلی لشکرے ز اندازه بیروں | نیامد کس جز ایں آوازه بیروں
۸۰۵ که فخرالدین ملک را بیں ز شهری | برفتن کرد چوں شیراں دلیری
خود او رفت و سواں را کرد دل خرد | دگر پور ملک بهرام را برد
حسن را کیں خبر در گوش در رفت | خیالے در سر افتادش که سر رفت
ز بس هیبت بلرزید آں نگوں بخت | چو شمشیر تنک از جنبش سخت
ملک فخرالدول می رفت شاداں | بشیر آباد خود چوں شیر زاداں
۸۱۰ چو بر دریا رسید آں گوهر پاک | ز دیده در فشانی کرد بر خاک
که از شوق پدر آزرده دل بود | ز طینت هاے بد پایش بگل بود
چو در روے مبارک دیده بکشاد | خدا را شکر ها کرد از دل شاد
کف پاے ملک بر دیده می سود | اگرچه مردم دیده همو بود
دراں سودن ندانست آں شه شرق | سواد دیده را از خاک پا فرق

* ن : کلّا -

ملک را هست خالے در تهه پاے	که چوں مردم کند در دیده هاجاے
خلف چوں دیده بر پاے پدر برد	بداں خال ایں دو خال دیده بسپرده
که شوں بر تخت شاهی ایں گواهی است	همیں سه نقطه بهر شین شاهی است
ملک کاں دیده را بر پائے خود دید	دراں دیده نظر بر جاے خود دید
در آگوشش گرفت از مهربانی	بجانش جاے کرد از میزبانی
چو زاں فرزند جانی جانش آسود	بجاے آمد دلے کز هجر فرسود
بیاد نسل شاه از گریه روشست	پس ایں طوفان غم را ماجرا بسعد
جگر گوشه ز شور آں نمک خوار	که بر چنداں جگر ها ریخت آزار
ترا وید از جگر خونناب نا خوش	چو آبے کز کباب آید بر آتش
پس آنگاه از طریق سوزش دل	بگفت ایں با ملک غازی عادل
که اے دولت رفیق و بخت یارت	بدولت یار باداکرد کارت
ملک را چشم مهر از سوے من بود	رسیدم بنده وار از فضل معبود
کنوں شمشیر برکش همچوشاهاں	بجو از خصم خون بے گناهاں
که دارالملک گشت از هندواں پر	شده بنشست جاے گوهر و در
بت سنگین و دلهاے چو خارا	به هر سو بت پرستی آشکارا
خطیب آلوده را خطبه خواناں	فساد آلوده دیگر خانخاناں
صلاح و صالح افتاده بخواری	مرید و مرتد اندر کامکاری
حرم هاے که مهر و مه ندیده	در آگوش ز حل فعلاں رسیده
کسے کو عزت اسلام داند	معاذالله که دیدن تواند
کنوں فرض است قتل ناسپاساں	غزا شرط است بر ناحق شناساں

۸۱۵ ۸۲۰ ۸۲۵ ۸۳۰

* ق ر : گفت

چو شد غازی ملک ز انجم خطابت ‌ ‌ فزا این کی که تا باشد ثوابت *

اگرچه از تیغ کین در چیرهٔ دستی ‌ ‌ مغل را بارها لشکر شکستی

به پشت خنگ چوگانے بهر سوے ‌ ‌ ز سرهاے تتاراں باختی گوے

تنش ها † کر نهیبت می خورد خوں ‌ ‌ نخوردہ آب خوش زیں سوے جیحوں

ولے به زیں جهادے کے بود کے ‌ ‌ که دیں را زندہ گردانی پیاپے

۸۴۰ دهی هردم برسم کینه خواهاں ‌ ‌ زمیں را سرخی از خون سیاهاں

کنی از زخم شمشیر ظفر ناک ‌ ‌ ز خون خوک خوار اسلام را پاک

نکرد ے شهادت کز پئے داد ‌ ‌ بر آوردہ دو دست آنکه بفریاد

بجز تو نیست آں کرّار پر دل ‌ ‌ که فریادش رسد زاں کفر باطل

چو با غازی ملک در کوشش فرض ‌ ‌ ملک فخرالدول کرد ایں فرض عرض

۸۴۵ بدل خود سرور والا هماں داشت ‌ ‌ که از گرد غضب خاطر گراں داشت

بپاسخ گفت کاے چشم مرا نور ‌ ‌ ز نور چوں تو بودہ ‡ چشم من دور

مرا دل سوے تو بود آرزو مند ‌ ‌ که دل را کے شود با دیدہ پیوند

چراغم چوں ز باد دشمناں رست ‌ ‌ کجا پیش آتش تیغم شود پست

بروں آیم چو شیر از بیشهٔ خویش ‌ ‌ بشمری پیش گیرم پیشهٔ خویش

۸۵۰ بدیں اندک سپاه سخت بازو ‌ ‌ شوم با سدّ آهن هم ترازو

نیت کردم عزیمت نیز کردم ‌ ‌ که چوں مرداں بروں آیم چو مردم

بجاں کوشم ز بهر دیں دریں کار ‌ ‌ خدا بادا دریں کوشش مرا یار

هراس و لرزهٔ ¶ جان حسن از عزم فخرالحق
وزاں اندیشه راندن بر همه شهزادگاں خنجر

* ں : صوابت - † ں تمنا ‡ ں : بادا - ¶ ک : لرزه در -

چو بر گردد سرے از سر فرازے ‌ ‌ ‌ بجان سرفراز اندر گدازے

۸۵۵ گر او گردد ازاں مردم سبک کام ‌ ‌ ‌ چو شخصے کش رود بازو ز اندام

چو بازوئے ز اندامے شود کم ‌ ‌ ‌ تو گوئی نیست دیگر بازوش هم

اگر خانه فراخ و گر بچستی است ‌ ‌ ‌ بچار ارکانش بنیاد درستی است

چو شد رکنے درست از خانه دور ‌ ‌ ‌ خراب است ارچه باشد بیت معمور

همه جا تخت را پایه چهار است ‌ ‌ ‌ که تخت پایه ور زاں استوار است

۸۶۰ یکے گر کم شد و شد یک طرف پست ‌ ‌ ‌ سه دیگر نیز پنداری که بشکست

بزرگاں عهده کار سرند اند ‌ ‌ ‌ خلل گیرد سر ار گوشه گیرند

خصوصاً عهده کار زور مندے ‌ ‌ ‌ ز بخت افزون برش باشد بلندے

درین حال آنچه دارم عهده گفت ‌ ‌ ‌ بزیں ساں گشت با نوک قلم جفت

ملک فخرالدول چوں بارگی راند ‌ ‌ ‌ حسن را بارگی یکبارگی ماند

۸۶۵ کمان سست پے کز قامت انگیخت ‌ ‌ ‌ کمانش را سریش از ته فرو ریخت

ز نزدیکان دور از مهر پرسید ‌ ‌ ‌ که از ما چون فلاں داماں خود چید

چگونه آهنین سازیم تدبیر ‌ ‌ ‌ که پاے دیگراں ماند بزنجیر

اگر دار دگر اندیشه بندیم ‌ ‌ ‌ هزاراں شیر چوں در بیشه بندیم

در ایں رشته بسستی وا گزاریم ‌ ‌ ‌ جهنده بے رسن چوں بسته داریم

۸۷۰ چو خلقے دریلے غوغا و شور است ‌ ‌ ‌ نه ایں جا جاے زاری و نه زور است

چساں بر سر بریم ایں کار محکم ‌ ‌ ‌ که مارا ایں سری گردد مسلم

هوا داراں همی گفتند کارے ‌ ‌ ‌ بکارے سر ز سر گیریم کارے

نخست آنست بارے کافسر ملک ‌ ‌ ‌ بباید واگسست از گوهر ملک

چو تاج ملک را گوهر نماند ‌ ‌ ‌ ز بهر تاج جز تو سر نماند

۸۷۵	وگر گردن کشاں را بند خواهی	بدہ زر بستهٔ خود چند خواهی
	ز بند آهنیں آساں بر آں جست	و لیک از بند مشکل چوں تواں جست
	اگر سلطاں توئی زر کم نیاید	بملک از گنج و گوهر کم نیاید
	وگر بر غیر بینی پایهٔ خویش	تو بارے دادہ باشی سایهٔ خویش
	حسن را درگرفت آں گفت ناخوش	بحسن راے کرد آں گفته را خوش
۸۸۰	نخست از گنج شاهاں *مهر برداشت	همی داد آنچه پنهاں گنج و زر داشت
	پس آں گه گفت با بے رحمتے چند	کشایند از در بے رحمتی بند
	شتاباں سوئے قصر لعل پویند	زمینش را بخونی لعل شویند
	به بے مهری کنند از خلق مستور	شهاں را از کنار مادراں دور
	به تیغ آں جمله سرهائے خطرناک	نهند اندر کنار مادر خاک
۸۸۵	دویدند آں سگاں بے وفا خوئے	سوے آں شیر زاداں نکو روے
	بر ایشاں تیغ خوں راندند چنداں	چو قصاباں بحلق گوسپنداں
	عجب حیفے که زاں گبران گم راہ	بخوں غلطید چنداں روهاے چوں ماہ
	ز خون خویشتن بستر کشادند	بخواب خوش بر آں بستر فتادند †
	بر آں شاهاں چو خونریزی چناں رفت	نفیر مادراں بر آسماں رفت
۸۹۰	ز سوز داغ آں پوشیدہ رویاں	پری و دیو شد پوشیدہ مویاں
	مبادا مادرے را سوز فرزند	که پیوندش جدا گردد ز پیوند
	ز دهلی رفت هر سو ایں خبر هم	شد آگه غازیء دشمن شکر هم
	ز خشم آسودہ بازو را بدنداں	فرو خورد آں غضب چوں هوشمنداں

* اصل نسخے میں یہ لفظ چھوٹ گیا ہے۔ "مہر" مولوی رشید احمد مرحوم کا قیاس ہے

† ن : نشاندند۔

بدل می‌گفت اگر خواهد خداوند ۞ بخواهم عذر شیران از سگی چند
بناسیزه زهی زور دل مرد ۞ که بر ملکی بر آید یک ملک فرد
خدایا چون تو کردی سر بلندش ۞ بر اعدا هم تو کن فیروزمندش ۸۹۵

حدیث گفتگوئی هر کس اندر مجلس خسرو
پس از صوفی سرئی† عادل نبشت تا خوش وابکر

زبانی را که از دل فتح باب است ۞ سخن در حد خود گفتن صواب است
نه ‡ بس زیبا است نافرجام گفتن ۞ رها کردن در و خر مهره سفتن
ازین گفتن مراد آن دارد این دل ۞ که فخرالدین ملک خاقان مقبل ۹۰۰
چو راند از شهر سوی شاه غازی ۞ حسن شد بهر جان در چاره سازی
سرائی را که با خود دید دم ساز ۞ طلب کرد و برون داد از دل این راز
که تغلق هست مرد پخته رزم ۞ فراوان کرده هر سو در غزا عزم
وفا ها دیده در کار آزموده ۞ نبرد و جنگ بسیار آزموده
به پرخاش مغل صف ها دریده ۞ بقتل هندوان سرها بریده ۹۰۵
دلیری گوبکین چون خنجر آهخت ۞ تن تنها زند بر لشکری سخت
اگر طوفان آتش بر کشد ناب ۞ پسنده است از کفش یک قطرهٔ آب
دراز هنجار گیرد تیغ در مشت ۞ سپاهی را بفوجی بشکند پشت
طریق رزم چون شطرنج بازی است ۞ دو مرکب طرح بازان مرد غازی است
دریغا گر چنین لشکرکشی سخت ۞ شدی در کار ما یاری گر بخت ۹۱۰
دگر حاجت نبودی خواستن زور ۞ سریر آرای جم را از ¶ صف مور
کنون این کار ز آئین فسون رفت ۞ نهنگی گوئی از دریا برون رفت

* ن: بلا تندی- † یعنی غازی ملک تغلق - ‡ن: نکوپس زیباسعببس نرجام گفتن- ¶ ن: آصف-

بگوئیدم که چوں تدبیر سازیم ‌‌ ‌ که شهر جسته را زنجیر سازیم

بدانش هر یکے زاں کار دانان ‌ ‌ شدند از راه پاسخ نکته رانان

۹۱۵ بخاطر هر کرا می گشت رازے ‌ ‌ بروں می داد و می‌شد چارہ سازے

یکایک زاں میاں با کرسی گفت ‌ ‌ چو کرگاں یوسف صوفی بر آشفت

که چوں ما خاستیم از سر دریں کار ‌ ‌ بباید کرد کارے سر بهنجار

سر ما خسرو است و ما پی و پوست ‌ ‌ چه باشد سر اگر تن نبودش دوست

دریں تدبیر اگر ما سر نبازیم ‌ ‌ سرے را پیش تو چوں سر فرازیم

۹۲۰ سراں ملک چندیں در رکیبت ‌ ‌ ز یک سر چوں بود چندیں نهیبت

گرفتم * اژدها ست زاں سوے ‌ ‌ من اژدها کشم زیں تیغ چوں گوے

چو بکشایم کمندے مردی از دست ‌ ‌ نه مردم گر نه بندم هر کرا هست

بگفت ایں و روندہ قاصدے جست ‌ ‌ که با سیرش بود باد صبا سست

سوے دیپال بر گردش الاغے ‌ ‌ که رو چوں باد سوے مرد باغے

۹۲۵ بگو کاے کار داں و تیغ زن مرد ‌ ‌ نمی شاید فریب روز خود خورد †

اگر چت یار شد فیروزی از بخت ‌ ‌ نباید سر کشید از طاعت تخت

پئے پرخاش فرمان شو بدرگاه ‌ ‌ زبان تیغ کن بر خویش کوتاه

وگر باد غرورت در دماغ است ‌ ‌ همان بادت زیان کاری فراغ است

چو تو دامن بمردی چست کردی ‌ ‌ نخواهم تا چو دامن سست گردی

۹۳۰ بهر سوے که رفتن باشدت روئے ‌ ‌ بہ بینی رویم انگه پوی آں سوئے

که دارم خنجرے چوں آتش و آب ‌ ‌ که گشت است آب آتش اندریں تاب

بدیں آتش که دارد رنگ و آبے ‌ ‌ بقا ہم روے تو گر تو نتابے

---

* ق: جمله۔ اصل نسخے میں ایک لفظ لکھنے سے رہ گیا ہے۔ † ن: کرد۔

چو برد این نکته را حمل*پیغام ... بر آشفت اژدهائے لشکر آشام

چو صوفے به که با ان هم رکابان ... کند چون استره سر در گریبان

که روبه دارد آن اندازه در جنگ ... که گاه حمله در شیران زند چنگ (۹۳۵)

ولے فلسے در سه کاں نازنیں یافت ... بداں بازوے خود را آهنیں یافت

ز فیرو زئی نا مرداں بتاریل ... شگالے زد مثل کافتاد در نیل

اگر گورے نداید شرزه را زور ... ز بهر مُردن خود خود شود کور

اگر نگریزی اے دعوے گر از پیش ... سزاے خویش بینی بر سر خویش

تو از آماده خوردن کشتهٔ سیر ... نخوردی از دلیراں زخم شمشیر (۹۴۰)

چو در رزم هز برانت فتد بار ... شناسی خویش را اندازهٔ کار

حکایت

حدیث تو بداں ماند که گاهے ... به دیهے بیشه بود و صید گاهے

خرے ناگه ز آخر پر کراں شد ... گزر گاهش بکشت زعفراں شد

ازاں نزل تنعم کامدش پیش ... همی خورد و همی خندید باخویش

جواں شیرے ناگه دید خنداں ... بخنده او همش بنمود دنداں (۹۴۵)

ز بس خنده و بازی زدش کار ... بخنده هرسگانش گرد کت باز

بعذرش گفت شیرا اے بار جانی ... چنیں کن خندهٔ گرمی توانی

*

ملک کیں بذله گفت از بهر صوفی ... چو مکی خنده زد بر قول کوفی

پس انکه پیک را گفت اے سبک سیر ... که گفتی با سلیماں منطق الطیر

دو بزم خونت اما دیدم از دیر ... که پر خون رسولاں نیست شمشیر (۹۵۰)

* ن : اعمال † (کذا) مصرعے کی عبارت صاف نہیں ہے —

	مصرع اول	مصرع دوم
	ولیک آنکت چو باد این سو فرستاد	بگویش کاے سلامت داده بر باد
	تو بر گبران برای نام مردی	خطاب خویش صوفی خان چه کردی
	ز صوفی خانیت چندان بود لاف	که از من ننگری صحرابئی صاف
	خطاب صوفیت گردد فراموش	چو بے پیشم ز حلق خود کنی نوش
۹۵۵	شود صوفی چو گاهی سخت کوشی	ز خون خویش رنگین خرقه پوشی
	بکار صوفیان هم خام کاری	که بر حلوا مگس گشتن بیاری
	نهٔ صوفی تو آن هندو پسندے	که از هندوت زورت * نه ز هندے
	بدان هم خود گرت عقلی تمام است	که بر حق کیست و بر باطل کدام است
	مرا گفتی که چون در کین شتابی	به بینی رویم انکه روے یابی
۹۶۰	بر آشفتی چو تو تیغ مرا تاب	پدیداست سوے من حشویست در خواب
	سخن هایت که چون باد بزانست	مرا آهسته می بینی ازانست
	غزا چون فی المثل ناید ز غازی	کند ناچار کافر یاوه بازی
	صبوری کن که رو آرم بسویت	بگویم پاسخ تو هم برویت
	زمانی پشت بے† رو هم چو منعم ‡	چو رویت پشت گردد پیش منعم
۹۶۵	چو من رو از دو سو چون ذوالفقارم	زره بر پشت چون حیدر ندارم
	تو لشکرها چه بافی زره شان	که رو شان پشت خواهم کرد آسان
	گر آری صد سپه بسته بیک مشت	بمردی روبروے و پشت بر پشت
	بدان پشتی که چون آری بسویم	همه رو پشت گردی پیش رویم
	چو رویت را بعین سان پشت دانم	چگونه روے تو دیدن توانم
۸۹۰	برویت دیدن ار چه در نشینم	ترا چون روے نبود پس چه بینم

* ن : روزت - † ن : پے - ‡ منعم ؟ مصرعے کے معنی صاف نہیں ہیں -

به بینم رویت آرے لیکن انگاه	که در هیجا بزخم تیغ کین خواه	
کنم بر روے تو گلگونهٔ خون	ز پشتت هم کشم گلگونه بیرون	
بمن * ارچه پست آری گه کار	که خون خود پست روے کار	
هم اکنون روئے پشتت رخت ریزان	قبهاے پشت رو بو سد گریزان	
به ار بوسه سپه روے سپه را	که چون تو پشتبان باشد سپه را	۹۷۵
ترا کے پشت آن باشد که کین	که گوئی گاه رفتن روے من بین	
منم آتش صفت روے از همه سوے	تو هم چون خاک پشتی † از همه روے	
تو گر برقے ندیدی رخش در میغ	کجا کردی مصاف و کے زدی تیغ	
اگر وقتے فکندی هندوے چند	که پهلو گشتے از هم پهلوے چند	
بدین باز و مهفکن در کسے دست	که دریک حمله دو خان‡ مغل بست	۹۸۰
بیا امروز تا فردا کنم جنگ	کنم روز جهان بر چشم تو تنگ	
درین خوراک چون هند و پسندی	بپندارم سرت چون جوز هندی	
ولے بر نیزه ندهم ارجمندی	که هست آن هم بسان سر بلندی	
بفتراک غلامان هم به بندم	که بے صیدے چنان کارے فکندم	
چگویم بیش ازان ناکرده کارے	که مے ناخورد مانم در خمارے	۹۸۵
درین عالم چو تیغت بر سر آرم	دران عالم شناسی حد دارم	
چو تندی کرد هم چون باد لختے	بجنبانید سر هم چون درختے	
همان قاصد فرستادن همی خواست	ولے چون خشمش افزون شد خرد کاست	
نیارست آن غضب در خود فروخورد	به تیغ از تن $ سر قاصد جدا کرد	
چو بر صوفی رسد این باد پر زور	ازین صرصر پریدن خواست چون مور	۹۹۰

* کذا نا مفهوم - † ن : پستی - ‡ ن : جان - $ ن : بن -

و لیکن مصلحت را سنگ نگذاشت — بسنگ خویشتن خود را نگهداشت

رسانید این حکایت صوفی مست — حسن را و حسن هم رفت از دست

گمان این داشتند آن کامگاران — که گرگ کهنه بگریزد ز باران

ندانستند کان شیر کهن ساز — کند بر اژدهایان پنجه را باز

۹۹۵ چو روشن گشت شار کان مشعل نور — همی خواهد رساند شعله تا دور

* بخود گفتند کاین مارا نه زیباست — زره مقراض را کی هم چو دیباست

چه پرداریم سوزن پیش شمشیر — ز بانگ سرمه کی رم خورد شیر

چه بنشانیم زین بانگ و دم آفرا — که بشکست است صفهای گران را

چو ما † هاریم کش با خود در آریم — دم و دودی که با ما او برآریم

حکایت

١٠٠٠ بدان ماند که اندر خشک سالی — مگر کشتی بصحرا کرد زالی

چو ابر از ریختن شد نا جوانمرد — بران شد باد کز وی برکند گرد

فرو زال آبش چو غمخواران همی ریخت — که از چشم خودش باران همی ریخت

دران بی توشگی زال اندران دشت — بگرد کشت خود گریان همی گشت

ز بس زاری چو خون خویش کرد آب — رسیدش ز ابر رحمت شربت ناب

١٠٠٥ بر آمد کشت و هر یک خوشه شد پر — چو گوش دلبران ز انبوهی در

سر افراز اشتری گردن فروهشت — بخورد خوشه بدخوشه دران کشت

اگر چه افغان زدی آتش بدنبال — نترسیدی ز بانگ و نعرهٔ زال

* ق - ر : مصرعے کے آخری دو لفظ اصل نسخہ میں تحریر نہیں ہیں ۔ † هاریم ' بمعنی نا کام - یعنی اسے ملانے میں نا کام رہے ۔

ز بهر راندنش زال اندران کوب | غرنوان دهلکے بر ساخت از چوب
چو دهلک زد که آں کوهانی چلند | رسد زاں‌کشت و دنداں را گُند کند
۱۰۱۰ بفریاد اشترش گفت اے تهی مغز | مجو مارا بکشت خشک پالغز
چه ترسانی ز بانگ دهلک آں را | که دهلک هاند او کوس گراں را
زمانه کوفت چنداں کوس برمن | که گوی ناید از ده کوس در من

*

حدیث ما برین پر دل همیں است | تبر موم و مغیلاں انگبین است
کنوں ما زیں نفس‌هاے خس انگیز | چه زور آریم بر کوے گراں خیز
۱۰۱۵ همی باید بکرسی کرد کارے | که پولاے نشد نرم از شرارے
بریں گونه دراں دلهاے پردود | همیں اندیشهٔ غازی ملک بود
ولے در دل نبود آں را جز آں کار | که شوید کفر و کفراں را بیک بار
کسے را کش نیت شد خاطر افروز | همیشه باد بر بدخواه فیروز

بسوئے کاردانان و امیران نامهٔ غازی
که قطع کفر و کفراں راشوندش یار و یاری گر

۱۰۲۰ نه کم کارے است وصف نامه کردن | در افشانی بنوک خامه کردن
سخن‌گوے آنست گُورا هرچه‌پویند* | بیاد آرد † بآنهلے که جو یند
چو خواهد بودن اندر نامه گفتار | بوصف نامه بین ز اول نمودار
چو باشد نامه خاموشے سخن گوے | برون پشت و دروں اسکن ‡ روے
زبورے زد قلم داودی اوصاف | بمعجز هم نوازان هم زره باف

* ق ر : گوئید - † ن : آید - ‡ کذا بے نقطه - تا مفهوم ق ر : دروں دان مسکن روے -

۱۰۲۵ امیرے کار فرما در همه چیز — که دارد خیل لشکر حاشیه نیز

در اشکم گرچه باشد پیچ پیچش — ازاں پیچش نباشد رنج هیچش

درو رسته معانی * دسته دسته — دلش پر معنی و لب مُهر بسته

کشاده لب بود با خاصه و عام — ولیکن بسته لب با پخته و خام †

درونش همدمان فضل و دانش — پر از شمع منور دود مانش

۱۰۳۰ دل او تنگ عرصه با عطا هم — حبش گنجیده در بطنش خطا هم

باندک دود کش در سر فتاده — گهے سر بسته و گاهے کشاده

برو عنوان بشرح از هر سرشتے — چو بر پیشانئے ما سرنوشتے

چو عنوانش بلب گشته رقم ساز — جوان را گوئی از لب خط شد آغاز

بروں بر لب ز خط سهلت دمیده — محاسن در دروں ‡ آرمیده

ز $ وصل هجر در برد ار بس فضل — که از بعد جدائی یافته وصل

صریر خامه کش کس نشنود دور — رسد زو در سمرقند از لهاور

بسے دریائے علمش داده و صاف — قلم بر باد بر دریا زره باف

سخن باد است و بیں سحر قلم گیر — که بسته باد را محکم بزنجیر

دروں زنجیر و بیروں اندکے بند — ولیکن چار بندی هر یکے بند

۱۰۴۰ عجب بندے که کشور بستهٔ آن — کشاده کارها بر بستهٔ آن

توانا کامش از وے جسته مانده — به بند کاغذ بندش بسته مانده

هر آں مورے که در آئینه دارد — نهانی گنجے اندر سینه دارد

هر آں زاغے که بنشسته دریں باغ — بمعنی بلبل و اندر نظر زاغ

سفیداست و تنک چو بیضهٔ پوست — میان بیضه بو زاغش سخن گو است

* ن : رشته رشته- † ن : جام - ‡ ک: درونش - $ ق ر : ز وصل و هجر در برداریش فصل-

١٠٤٥ زهی پرندهٔ کاز نیستش ساز ‌ ‌ ولی در مغرب و مشرق به پرواز

عجب تر آنکه چون شد در پریدن ‌ ‌ کشاید بال خود بعد از رسیدن

گهی صد طره بر عارض نشانده ‌ ‌ گهی با خط عارض باز خوانده

چنو ظلمت کاید اندر پردهٔ نور ‌ ‌ فشانده مشک تر بر صحن کافور

بوصف نامه چون از مشک خامه ‌ ‌ معطر کردم این مشکین شمامه

١٠٥٠ کنون در نامه مشک از خامه بارم ‌ ‌ کهم مشکی که بهر نامه دارم

عبیر افشان این حرف معنبر ‌ ‌ برین سان باز کرده این نافه را سر

که چون شد شه شهه حال شایع ‌ ‌ که طیب خلق شاهان گشت ضایع

نهالی را که شه در دیده پرورد ‌ ‌ ازان پرورده خاری در جگر خورد

بباغ دهلی از خار جدائی ‌ ‌ بهار ملک شد کنده گیائی

١٠٥٥ فراهم گشت گردش هندو دون ‌ ‌ شجر ملعون و برگش نیز ملعون

درخت آسا همه یکجا ستاند ‌ ‌ زمین را چون بنفشه بوسه داند

سبک یاران ز قوم دوزخی اصل ‌ ‌ به پیوستند چون شاخ تر از وصل

ملک فخرالدول چون حالها گفت ‌ ‌ دل غازی ملک در کین بر آشفت

بهندی گفت چندین بندهٔ شاه ‌ ‌ همی میر و ملک گشته بدرگاه

١٠٦٠ ز گنج و مال شه صد چیز خورده ‌ ‌ بمجلس دوستکانی نیز خورده

دگر آزادگان میر گشته ‌ ‌ دران خدمت جوان سیر گشته

مهیا ثلث مال و ربع مسکون ‌ ‌ سپاهی از شداد سهم بیرون

یکی را ماند اندر سر خماری ‌ ‌ که سر بازد برای تاجداری

کنون من نیز ازین ملکی یکی میر ‌ ‌ که زن گیرم سرانرا در زنا گیر

١٠٦٥ چه کار آید مرا این خنجر تیز ‌ ‌ که در کین شهش بازم بخونریز

نه نوشم خون گبران را چو باده / نخواهم خون چندین شاهزاده
نهم یارے نخست از راے کین جوے / بمسلوک و ملوک مهلکت روے
بهر یک ماجراے باز خوانم / مزاج کار هر یک باز دانم
درین کار ار کنندم دست یاری / بکار آریم بازو هائے کاری
۱۰۷۰ کنوم آن کار زار اندر زمانه / که ماند یادگار اندر زمانه
وگر نبود در یدم یاری از کس / من و شمشیم یزدان یار من بس
بگفت این و دبیر خاص را خواند / نمودار درون را بیرون افشاند
که بنویس انچه بیرون می فشانم / هم از تیغ من و هم از زبانم
یکے از مولتان سوے مغلطی * / که کرد از زور خود فرس † مغل طے
۱۰۷۵ دگر میرسیوستان پهلوے هند / محمد شاه کز فرمان ده سنده
دگر سوے ملک بهرام ابیه / که شد زنده ز نامش نام ابیه
دگر بریکلکهی سامانه را میر / که در کین خواهی شه کرد تقصیر
دگر بر مقطع جالور ‡ هوشنگ / که مانند پدر گرگیست در جنگ
دگر نامه سوے عالم ملک نیز / که عین الملک گشت از روے تمییز
۱۰۸۰ بهک مضمون روان شد نامه هرجاے / که هر یک تا چه بیرون ریزد از راے

صفت نامهٔ ملک بهرام

سر نامه بنام خالق کون / که اهل داد و دین را زو بود عون
فشاند مومنان را رحمت خویش / بر اهل کفر و کفران خشم او بیش
یکے را سر بفرعونی بر آرد / کلیمے را بکین بر وے گمارد
قضا کز وے رسد در مرگ و در زیست / همودانند که دروے مصلحت چیست

* ن : مغلطی - † ق ر : فرش - ‡ جالرر و هوشنگ -

۱۰۸۵	گهے پستی دهد گاهے بلندی	گهے خواری و گاهے ارجمندی
	دهد نصرت به هیجا غازیان را	بسوزد کافران بازیان † را
	کند سد غزا محکم ز پولاد	که گردد دین احمد سخت بنیاد
	محمد کو قلم بگزاشت از دست	ولے تیغ غزا بهر قلم بست
	همیشه کار ما با دین او باد	غزا هم بهره در آئین او باد
۱۰۹۰	پس از ذکر حق و نعت رسالت	خبر داده جهان را زین مقالت
	بهر یک ماجراے کین نموده	دواے بهر درد دین نموده
	کداے چون من حمایت کرده دین را	موافق بوده سلطان مهین را
	سر شاهان علاؤ الدین مغفور	که بادا مشهدش همواره پر نور
	نه پوشیده است کز بخشایش وجود	بکار بنده پروردن چسان بود
۱۰۹۵	هر آنکس کز کرم کردے نظر باز	شدے از دولتش هر سوے در باز
	هر آن ذره کش از روزن در آمد	ز مهرش آفتابے شد بر آمد
	ازو دیده یم مال و نعمت و کام	گله بر تارک و دیبا بر اندام
	بعز و جاه مارا خوش همو کرد	ولایت دار و لشکرکش همو کرد
	غلامے کش رسیده گوش بادوش	در آمد بخششش از دروازهٔ گوش
۱۱۰۰	دگر آزاده محتاج نان بود	چنان شد گوئیا پیوسته خان بود
	چو کرد آن مه ببرج خاکی آهنگ	ثبات قطب مُحکم شد بر اورنگ
	چو بود او هم شه وهم شاهزاده	دل و دستش به بخشایش کشاده
	همی بارید پیوست از کف داد	چو بارانے که خلق آید بفریاد
	کسانے کز چنان بخشنده شاهان	شدند از سروری صاحب کلاهان

* بازیان - خاسر -

۱۱۰۵ چرا شاید که این سرهاے کاری — فرود آید بدیگر مُلک داری

بر آمد ناگه اهریمن نژادے — سلیمان گشت در سر کرد بادے

بدین بیداد بودن شاد نتوان — سلیمانی بدیوان نان نتوان

بیاشید ار شما را مردمی هست — که بکشائیم بر نا مردمان دست

کنیم آن تیغ بازی درمیانه — که ماند یادگار اندر زمانه

۱۱۱۰ بسے در نامه زین ها صرف کرده — ز روے تیغ در وے حرف کرده

رفتن نامهٔ ملک بهرام

چو شد نامه تمام و کار راں خواست — که بهر کار تدبیرے کند راست

در اندیشید با خود کاندرین کار — ملک بهرام ابیه گر شود یار

بهر عزمے که باشد رائے مارا — بس است آن مرد رزم آراے مارا

علی حیدر که مرد کاردان بود — طلب کرد و روان کرد آن طرف زود

۱۱۱۵ چو رفت آن کاردان و برد نامه — ملک را وا نمود آن نقش خامه

ملک بهرام کان منشور بر خواند — بمهر و دوستی در سینه بنشاند

بشیرینی در آن فرخنده تدبیر — موافق شد بسان شهد با شیر

همه تدبیر کار خود بر آراست — سلاح و ساز و گنج و لشکر آراست

چو کرد انچه از توانائی توان کرد — سبک سوے ملک غازی روان کرد

۱۱۲۰ رسید و با ملک در دل یکے شد — بدانش راے دو کامل یکے شد

تو پنداری که گشت از هم وثاقان — به بو سلم ملک را و ابن خاقان

ملک تعظیمش از غایت فزون کرد — بگویم شرط تعظیمش که چون کرد

نخست امید دل ز اقبال کردش — چو بخت مقبل استقبال کردش

پس از مهر وفا در بر گرفتش   ز جاں با جان خود همسو گرفتش

۱۱۲۵ حدیث از کهنهٔ شاهاں بروں داد   ز جوش دل زباں را موج خوں داد

که من خواهم کمر در کینه بستن   گره تا کے تواں در سینه بستن

ملک بهرام چوں آمد بپاسم   ز بهرام فلک نبود هراسم

ملک بهرام دانائے خردمند   شد از دانش سخن را نکته پیوند

که چوں کار تو در تیمار دیں است   نه کار تست ایں بل کار دین است

۱۱۳۰ کسے کز بهر دیں نبود ترا یار   عفاالله گوئی از دین است بے زار

خصوصاً کز علاءالدین محمد   که بود ازوے علائے دین احمد

نماند از بهر دیں را پاسبانے   نه غم خوار وسه در دیں شبانے

که از بیداد بے دیناں بد بخت   بر ایشاں رفت دشمن داریٔ سخت

پس از تدبیر کافر نعمتے چند   خسیسے گشت بر مسند خداوند

۱۱۳۵ برهمن بود پائے چند با او   مطیع بیدارے چند با او

بفرمانش رواں شد چند بے دیں   کشیده برگ بهد از شاخ بهدیں

در افگندند سرهاے سراں را   بکشتند آں همه دیں پروراں را

چو زیں آوازه در گوشم شد آواز   ز حیرت چوں صدف شد گوش من باز

همی پختم ز سوز سینه با خویش   که چوں آں شعله را بنشانم از پیش

۱۱۴۰ نمی پیلم ببازوئے کس ایں زور   که بهرامی کند در صید ایں گور

بهر سوئے که دل پرتاب کردم   چو بیدارے ندیدم خواب کردم

دلم زیں خواب ناخوش بود در تاب   که سر بر کرد ناگه بختم از خواب

بدستم داد دولت نامهٔ خاص   شدم در قعر آں دریا چو غواص

گهرهائے کرم دیدم ز حد بیش   نه در اندازهٔ درج دل خویش

۱۱۴۵	دبیر گوهر افشان خامه رانده	چو باران ز ابر نیسان در فشانده
	نموده حال آن در هاے شاهی	که شد از گوش مه در گوش ماهی
	ز چشمم زین گسست در شهوار	گسست سلک لولو شد برخسار
	ز بهر آمدن چوں بود فرماں	بدل شد جملهٔ دردش بدرماں
	ز وهم خود فرس را گام دادم	صبا را پاے سرعت وام دادم
۱۱۵۰	رسودم اینک از دیده نه از پاے	که از دیده کنم هرچت بود راے
	دریں کوشش چو از جاں هست باکت	نه جان ما به است از جان پاکت
	بجاں کوشیم و دیں را مایه سازیم	سناںها را ز خوں پیرایه سازیم
	زمیں کز* خوں آں شاهاں جگر بست	ز خوں باید جگرهاے دگر بست
	براے هر جگر گوشه ز دشمن	جگر بیروں کشیم از گوشهٔ تن
۱۱۵۵	زنیم آں تیر کز هر گوشهٔ دل	جگر گوشه شود هر پارهٔ گل
	هنوز اندر جگر پنهاں بکاهیم	که عذر یک جگر گوشه بخواهیم
	بهر کنده نمک دشنه نشانیم	جگر زو با نمک بیروں فشانیم
	که چوں مهماں رسند انجا کلاغاں	کباب پر نمک یابند زاغاں
	عجب نبود که زاں خونهاے ناپاک	فتد زاغ و زغن را دل بسوزاک
۱۱۶۰	مرا کاموزش خوں بے شکے گشت	بخون گرم دل با دل یکے گشت
	و گر صد جان و صد دل باشدم یار	همه بهر تو در بازم دریں کار

*

چو دیداین یک دلی پر دل ز بهرام	بصد جاں داد در یک جانش آرام
نکرد اندر وثیقه خواستگاری	فتادش هم براں قول استواری

* ن : گر -

قهر و قتل مغلطی ملتان

چو رفت آں سرمه در کاغذ به‌تعجیل — بسوے مهر ملتاں مهل در مهل

مغلطی سرمه گوں گشت از تحیر — سیه رو شد چو چشم از سرمهٔ تر ۱۱۶۵

بقاصد تیز دید از خشم ناکی — بروں زد دیده درخشم از مغاکی

بتلخی زهر خندی زیر لب کرد — پس از داں‌نامه را پاسخ طلب کرد

بپاسخ گفت کاں مرد سر انداز — نه از ما بهتر است از لشکر و ساز

ازو تا ما بسےری فرق دور است — که از ملتاں‌دهے دهو پال پور است

چو من نازم که با دهلی کنم شور — بیازوے دگر کے باشد ایں زور ۱۱۷۰

چو مارا نیست نیرو باز بر دست — ضرورت پیش او باید کمر بست

کسے کوشاه گشت و رفت بر تخت — ستیز سخت‌با او چوں‌تواں سخت

نه دانائی بود بے جمعے انبوه — بدنداں و بنا خن کندن کوه

بزور خویش کو شد پیل با پیل — صف مور از رهش به دور صد میل

من ار چه بندهٔ شاه شهیدم — کز اقبالش بگردوں سر کشیدم ۱۱۷۵

ولایت دارم و مال و خزانه — سپاهی نیز چوں باد بزانه

ولے چوں لشکر من یار من نیست — چخیدن با بزرگاں کار من نیست

هم از دل نیست چوں فیروزیم یار — تهی دل چوں بفیروزی کند کار

نه ام من با کسے یار اندریں راے — مرا هم راے من بس کار فرماے

مغلطی چوں ز جاں نا وفا دار — نشد غازی ملک را در وفا یار ۱۱۸۰

گرفت از بیم جاں و راے پر جهل — هلاک منعماں خویشتن سهل

زمانه لاجرم بروے بر آشفت — بلا بیدار گشت و عافیت خفت

سوے فرماندهاں مولتانی — شد از غازی ملک رمز نهانی

چو بہرام سراج آں کردہ روشن صلاح کار بر خود ساخت جوشن

١١٨ بہ لشکرهاے ملتاں کرد اشارت کہ بر شهر بزرگ آرند غارت

سراں در قبضۂ خویش آورندش گرفتہ بر ملک غازی برندش

سپاہ آمد فراهم تا بپاے کند نطع مغلطی چوں مغل طے

چو آں گندہ نمک دید آں چناں شور شدش دل چوں نمک در آب بے زور

بر زن بود کز بر زن بروں جست چو موش خانہ کز روزن بروں جست

١١٩ ز نزدیکاں کسے با او نہ شد یار مگر موچی کہ بود آگاہ ازیں کار

سواراں در پس و او پیش می رفت تنش با خویش و جاں بے خویش می رفت

دریں تگ مرکب موچی سر آمد سوار و مرکب از پا اندر آمد

سبک هم در فتادن تند برخاست دراں افتادگی جاں را تهر خواست

براهش بود زالے بیوہ حالے دروں شد رستمے در کنج زالے

١١٩ نمودند از عقب فوجے تهمتن کماں رستم و یاراں بیژن

گرفتند و بزورش بند کردند رقیبش زور مندے چند کردند

ازاں پس بیشتر زاں بردہ بستند پدنبال مغلطی در نشستند

مغلطی رفت و در جوے در افتاد کش از غازی ملک بود است بنیاد

بہیں جوئے ز راوی تا بجہلم چو قلزم در حد گیلان و دیلم

١٢٠ دراں ایام کز درگاہ سلطان شد ایں غازی ملک مقطع بملتان

بسے بنیاد خیر افگند هر سوئے بناے مسجد و حفر بسے جوئے

نماز عید گہ را مسجدے ساخت کہ سرتا مسجد عیسی برا فراخت

فرشتہ نعرہ زد چوں دیدش از دور کہ فردوس است ایں یا بیت معمور

سواراں در رسیدندش بدنبال روندہ سر کم و جویندہ قتال

۱۲۰۵	غرض القصه چوں در شه مغلطی	دراں چو کز ملک بود آب دروے
	در آمد پور بهرام سراجش	سر افگند و ندید اندر لجاجش
	قوی مردے بود با زهرهٔ شهر	که نمود زاریش در زیر شمشیر
	کسے کو تاب نارد سایه میغ	بلرزد سایه وار از سایهٔ تیغ

قصهٔ حال میر سیوستان

	چو نامه سوے سیوستاں گزر کرد	خبر کرد و ملک را بے خبر کرد
۱۲۱۰	محمد شاه لر کانجا سری داشت	دراں خشکی و تری بر تری داشت
	ملک کز لشکر آفت سگالش	چو موے لر پریشاں بود حالش
	ترش رو بود چوں افغان جنگی	ولے هم چوں کلاه لر به تنگی
	که سرداراں گزندش کرده بودند	دروں قلعه بندش کرده بودند
	چو از غازی ملک شد لوح خاصش	هماں خط گشت تعویذ خلاصش
۱۲۱۵	کساں کاندر قفس میداشتندش	چو خواندند آں رقم بگزاشتندش
	بروں آمد ز قلعه میر محبوس	چو کنجشک از قفس و از دام طاؤس
	علم بالا کشید و لشکر آراست	بمنشور ملک غازی سر آراست
	بقاصد گفت گویا سرور عصر	که بادا یار تو فیروزی و نصر
	رسیدم من هم اینک گرم پویاں	بداں فتحت مبارکباد گویاں
۱۲۲۰	چو قاصد باز پس شد میل در میل	رواں گشت هم او امانے به تعجیل
	که * بپیوست آن سپهدار	رسید اما پس از آرایش کار
	ملک را نامد از تقصیر او رنج	نوازش کرد و دادش خلعت و گنج

* کذا - لفظ چھوٹ گیا ہے —

برو کرد انچه بخشایش توان کرد	سوے اقطاع اجمیرش روان کرد

چو بر هوشلنگ رفت آں بخیهٔ راز	شد او هم در دل خود حیله پرداز
نه انکار رضا کرد از * سر هوش	نه بهر جلبش آمد گرم در جوش
زبانی گفت کا ینک می رسم تند	ولے پاے عزیمت در دلش کُند
دو سه بارش دگر خواندش سپهدار	نگشت اقبالش اندر آمدش یار
رسید او هم ولے بعد از ده و گیر	چو بے تدبیر کار آراست تقدیر
برو نیز از عتابے † نکته کم بود	همه بخشایش و لطف و کرم بود
بانشد رنجه نیو شدده خیالش	بتشریف کرم پوشیده حالش
بصد ‡ انداز پروازش فرستاد	سوئے اقطاع خود بازش فرستاد

۱۲۲۵ (margin, at line 2)

۱۲۳۰ (margin, at line 7)

جانب عین ملک نامهٔ خاص

سوئے عالم ملک هم در نهانی	بمضمون دگر شد نکته رانی
که اے دانا بفضل و دانش و راے	خرد را بوده دایم کار فرماے
هم از بهر قلم خنجر کشیده	هم از زخم قلم خنجر بریده
هنر زیں گونه و ز بخت برومند	شهت برکشورے کرده خداوند
دیار مالوه دورش جهانے	بدور شه تو بر وے حکم رانے
تو عین الملک و در تو دیدهٔ شاه	چناں دیده که چشم مهر در ماه
اجین انعام و دهار اقطاع خاصت	ز خاصان دگر بیش اختصاصت
بگویم خود که با آں دانش و هوش	کند کس نعمتت را چوں فراموش

۱۲۳۵ (margin, at line 4)

* ن : ونه سر هوش - † ن : عیالی - ‡ کذا - مشکوک -

۱۲۴۰ بدان راضی شود کز هندوی چند — گشاید عقدهٔ اسلام را بند

لقیطی * کبر و گبری چند خیزد — شه و شهزاده را خونی بریزد

تو مردی هوش مند و پخته تدبیر — کنی از خامی اندر کینه تقصیر

کجا رفت آن حقوق خدمت شاه — کجا رفت آن نوازش هائے درگاه

که از رایت غلامے پادشا سخت — رود از تختهٔ بازار بر تخت

۱۲۴۵ پسندد علم و فضلت کز پی زر — فرود آری به هندو زادهٔ سر

گرفتم کان بسیم و زر که جان داد — رضا در کفر و کفران چون توان داد

اگر مهر محمد شاه داری — سوی دین محمد راه داری

من اینک از پئے آل محمد — کمر بسته بکین چون میم احمد

بیا با من بکوشش هم عنان شو — بدلها تیر و در جانها سنان شو

۱۲۵۰ چو ما باهم شویم از تیغ و تدبیر — مخالف هم ز سهم ما خورد تیر

جگر هائے که گشته از سنان چاک — بشیری خون شان شوئیم ازان خاک

نمودیم آنچه مارا در نهفت بود — اگر خواهی رسیدن هان بپرس زود

وگر نائی و داری غور پر خاش — مراد تست و روزی هست می باش

*

چو پیک این نامه عین الملک را داد — خجالت بر خجالت در دلش زاد

۱۲۵۵ نه روی آن که در کوه و بیابان — سوی غازی ملک گردد شتابان

نه رای آن که هم بر جای ماند — سوی یاران بد بدرای ماند

سوی غازی ملک می خواست آهنگ — ولیکن دست بودش در ته سنگ

ضرورت مصلحت را کار فرمود — ز نامه با حسن گفتار فرمود

---

* لقیط - وہ بچہ جسے راستے سے اٹھا لائے ہوں -

کشاد آں نامه و پیش حسن برد — که بر اخلاصش آں خس حسن ظن برد

۱۲۶۰ فرستاده برفتن پائے بر کرد — وزاں پیش ملک غازی خبر کرد

شد آز رنه دل ازوے اشکر آرائے — چنانش روے داد اندیشه در راے

که قاصد بار دیگر پوید آں سوئے — مگر عالم ملک زیں سو نهد روے

گر آید مشتری در خانهٔ ماه — شرف گردد بدو زاں خانه همراه

دریں سو قوس او را گوشه گردد — بزاں برجیس هر مو خوشه گردد

گفت دیگر بسوے عین الملک

۱۲۶۵ دگر ره قاصدے چوں باد مستور — رسید و کار داں را داد منشور

چو عین الملک دید آں حرف پردرد — چو چشم از دود آب از دیدها برد

بقاصد گفت ازیں جا باز پس پوے — ملک را بندگی گوے و پس ایں گوے

که آخر من مسلمانم بده پشت — بعون ایزد دو رویه تیغ در مشت

بجهد خویش هم در بند آدم — که زیں غوغا فرس بیروں جهانم

۱۲۷۰ ز دل با هندواں چوں یار گردم — که از ایمان و دیں بیزار گردم

ولے بیروں شدن را چوں محل نیست — به از تسلیم شاں بودن عمل نیست

ضرورت مانده ام اینک بصد بیم — سلامت یار خود کردم به تسلیم

چو پیدا گردد اعلام بلندت — سر خود گیرم از پیش سمندت

ز اهل کفر بیزاری نمایم — نباشم یار و نے یاری نمایم

چو یکسو گردد ایں شمشیر بازی — من و خدمت به پیش شاه غازی

۱۲۷۵ اگر جاں بخشدم منت پذیرم — وگر خواهد که خوں ریزد بمیرم

*

چو قاصد باز شد این ماجرا گفت	ملک نے نرم گشت و نے بر آشفت
بدیگر چارہ شد مشغول تدبیر	کہ تا فردا چہ پیش آید ز تقدیر

نامہ بر یک لکھی و قصۂ او

	مخالف یک لکھی سامانہ را مہر	ز بے سامانئی خود شد سبک سیر
۱۲۸۰	چو حرف نامہ را مضموں فرو خواند	بسان حرف نامہ تیرہ رو ماند
	*کراں حسب از سلامت جوشے	چو تسلیمات نامہ در حواشے
	نہ از کفران نعمت شرمش آمد	نہ بہر قلع کفر آزر مش آمد
	چو ہندو بود و در دل گہرساں بود	رگ گہریش ز ذار نہاں بود
	چو اول گشت مقطوع پناہ اصل	بخون گرم ہم با دیں بشد وصل
۱۲۸۵	شہے کو کرد یکسو از دو دانش	لگام خفتۂ مطلق عنا نش
	چکیدہ † از دو لنگ جفتوانے	بکوری خوردہ از شا سامع نانے
	چناں کو رانہ ناں در فاقہ خوردہ	کہ کوری را بدیدہ سرمہ کردہ
	بسے کنجشک راندہ بر سر کشت	رمیدہ مرغ ‡ از سنگ چناں ز شت
	نخوردہ مسکہ جز نان امیدش	کہ اندر دوغ شد سبلت سفیدش
۱۲۹۰	ز فار کفر بر کش § برکشیدہ	بگردن چرم خامش در کشیدہ
	چو شہ در بندگی کردہ قلامش	کشیدہ خام حلق از حلق خامش
	بزرگی دادۂ و شغل گراں ہم	ولایت ہا بزرگ و بے کراں ہم
	چو ہندو زادۂ ہم جنس ایشاں	خروجے کردہ با جمعے پریشاں

* کذا - پہلا ٹکڑا غالباً "کراں جست از سلامت" ہے لیکن آخری لفظ نہیں پڑھا جاتا -

† کذا - نا مفہوم - ‡ ن : مرغ سنگ از - § ک : برکش -

بصد تعظیم شد فرمان بر او ‌ ‌ ‌ ز سرپا کرد و آمد بر در او

ندید این کان خس از رای تبه کرد ‌ ‌ ‌ چنین با قرة العینان شه کرد ۱۲۹۵

چنین در دیده های ملک شد خار ‌ ‌ ‌ وی آن خار بلا را تیزی کار

چو از غازی ملک شد نامه سویش ‌ ‌ ‌ سیه شد چون سواد نامه رویش

فرستاد آن همایون نامه را زود ‌ ‌ ‌ بران بومی که بر بازان نه بخشود

باخلاص حسن حسن رضا جست ‌ ‌ ‌ پناه جانش را عون از قضا جست

حسن را چون یزید وقت خود یافت ‌ ‌ ‌ ز اولاد محمد روی بر تافت ۱۳۰۰

خود آن بد بخت بود ازخوی بدساز ‌ ‌ ‌ در جور و ستم کرده بسی باز

تهی لطفی چو آب نیم کوزه ‌ ‌ ‌ ترش روئی چو دوغ هفت روزه

به بی مهری چو قصابان بد چهر ‌ ‌ ‌ بخون ریزی چو جلادان بی مهر

همه خون ریختی چون بادهٔ ناب ‌ ‌ ‌ کرم بودی گر از کس ریختی آب

کسی کش پیش کردی خدمتش پیش ‌ ‌ ‌ چو رفتی پیش خوردی ضربتش بیش ۱۳۰۵

ز بیم چوب و دشنام زبانش ‌ ‌ ‌ کرا زهرا که گیرد نام نانش

چو چاکر بهرتان را پی فشردی ‌ ‌ ‌ ندادی نان و آبش هم ببردی

زخشمش لشکری در بی نوائی ‌ ‌ ‌ بجان هم شهری وهم روستائی

چو از غازی ملک بروی رقم رفت ‌ ‌ ‌ ازو سوی ملک غازی حشم رفت

چو باچندان جفا کفرانش هم شد ‌ ‌ ‌ ز بیمش فتنهٔ با فتنه ضم شد ۱۳۱۰

زمانه لاجرم بروی بر آشفت ‌ ‌ ‌ بر او هم شهری وهم لشکر آشفت

شکسته چون ز رزم شاه غازی ‌ ‌ ‌ خلاصی ساخت باصد حیله سازی

بسامانه رسید و خواست زان جای ‌ ‌ ‌ عزیمت را کند سوی حسن رای

که ناگاهان بر او شهری خبر کرد ‌ ‌ ‌ همه تندیش را زیر و زبر کرد

۱۳۱۵
در آمد خاص و عامه بے مدارا — بکشتندش بشمشیر آشکارا
چنین باشد چو پرفن را جزائیست — بقدر پیشه هر کس را سزائیست

حدیث خوابہاے سرور بیدار دل وانکه شده تعبیر خواب یوسف اندر هر یکے مضمر

زہے بیداری بخت آں سرے را — که بیدار است پاس کشورے را
کسے کو راست موے کار دولت — بود هر موے او بیدار دولت
۱۳۲۰
چو دولت یار هر بیدار باشد — نخسپد آں که دولت یار باشد
درآید خواب بعد از ماه و سالش — درآید خواب یوسف در خیالش
که آویزد مهش در ذیل فتراک — گہے سیاره بوسد پیش او خاک
نه بیند خواب خوش جز پاک جسمے — کاز اقسام نبوت هست قسمے
ملک راچوں دل بیدار می‌خواست — که خوابے بیند اندر کارخود راست
۱۳۲۵
فرشته کوست خواب آراے هر چشم — نمود آں خواب بیداریش در چشم
که هرچه او را به بیداری کند دهر — نمودش خواب کاگه گشت ازاں بهر
شنید ستم من خفته دریں باب — هم از بیداری بخت وےایں خواب
که آں بیدار دیں را دیده چوں بست — بپاس دیں چو بیداراں کمر بست
بسے نامه به بسیاراں فرستاد — فسونے جانب یاراں فرستاد
۱۳۳۰
ولے چوں مار گردوں فتنه می‌خواست — نهامد مار کژ در رخنۀ راست
ازاں پیچاک و ناهمواری کار — بکار خویشتن پیچید چوں مار
چو درماند اندریں اندیشه روزے — ز دل بیروں فشاندن خواست سوزے
بسے خاصان و خویشاں را دروں جست — غبار دل بآب دیده می شست

همی گفت از تاسف آب در چشم ‌ ‌ ‌ که غم نگزاشت مارا خواب درچشم

۱۳۳۵ مرا زور اندک و بارے ز حد بیش ‌ ‌ ‌ چگونه خیزد این بارمن از پیش

ز یک دیوپالپور و خیل یک مهر ‌ ‌ ‌ چه خیزد گو تو هر دم رستمے گیر

صفم با قلب دهلی چوں ستیزد ‌ ‌ ‌ صبا بر آسمان چوں گرد بیزد

سوارانند و قلم رانندهٔ تیغ ‌ ‌ ‌ دولک بیش است باهم بسته چوں میغ

بر ایشاں کے تواں خنجر رواں کرد ‌ ‌ ‌ بقطره خرچ دریا چوں تواں کرد

۱۳۴۰ بدانائی نباشد نسبت آں را ‌ ‌ ‌ که از سوزن کنند کوه گراں را

کلنگاں را ز شاهین شکاری ‌ ‌ ‌ چه باک ار نایه از پوینده باری

وگر سوے رویم آں خود نه مردیست ‌ ‌ ‌ نه کار سرخ رویاں روئے زردیست

ستیزے درمیاں بس محکم افتاد ‌ ‌ ‌ که تیر از شست رفت اما کم افتاد

رهائی راچه ساں سازیم تدبیر ‌ ‌ ‌ گریوه پست و سیلاب آسماں گیر

۱۳۴۵ یکے تیمار مستورات و فرزند ‌ ‌ ‌ دگر اندیشه بهر خویش و پیوند

ندانم چوں شود پایان این کار ‌ ‌ ‌ صلاح ما خدا آرد پدیدار

بگفت این و دگر ره دیده تر کرد ‌ ‌ ‌ چنانکه آں گریه در یاراں اثر کرد

همه گشتند آب از دیده باراں ‌ ‌ ‌ چه ز افسوس و چه از افسوس خواراں

پس انگه با ملک گفتند گریاں ‌ ‌ ‌ که اے سوز تو مارا کرده بریاں

۱۳۵۰ چه کار آید ازیں پس عمر مارا ‌ ‌ ‌ که بهرت جاں نبازیم آشکارا

دو چشمت قطرها کز خشم و کیں ریخت ‌ ‌ ‌ بهاے خون ما در ثمین ریخت

چو بیش ازخوں دیت برما فشاندی ‌ ‌ ‌ نشستیم ار همه در خوں نشاندی

تو داری بالحقیقت بهر حق جهد ‌ ‌ ‌ دریں ما با تو هم پیمان و هم عهد

چو عمر ما توئی و جان ما تو ‌ ‌ ‌ بپیوندیں جاں یکے گشتیم باتو

۱۳۵۵	دل خود بر خدا بند و مهندیش	که فتح غیب بیش از لشکر بیش
	چو می دانی نه بندد هرچه می گفت	بباید خار خار خود ز دل رفت
	چو پیدا گشتی و پیداست درکار	که هم فیروزمندے هم سپه دار
	بلندان را بر اورنگ بلندی	بود لا بد ز تو اندیشه مندی
	وزان سرکش که سرها را بود باک	بجوید بهر شمشیر خطر ناک
۱۳۶۰	سما ن بر پر دل اندازد همه کس	فرافرا جوشن عصمت فری بس
	تو هستی اژدها این نیست یارا	که کس زنده گذارد اژدها را
	کشد ترک از برای طعمه نخچیر	ز بیم شیر بر شیر افگند تیر
	نه کشتن گرگ را بهر کباب است	کباب از بز* جوید زان خراب است
	چو درکارت سلامت هست برخیز	سلامت یار تست او هم برانگیز
۱۳۶۵	بدین سان هرکسے می پخت کارے	ملک هم داشت زین گرمی شرارے
	همه روز اندرین تیمار غم خورد	ز بس اندیشه خوردے نیز کم کرد

خواب غازی ملک بدیدن پیر

	چوشب زاکسون مشکین بستر آراست	ستاره چادر شب را بر آراست
	زلال پاک جست و دست و پا شست	بطاعت بر مصلاے رضا رست
	تعبد پیشواے کار خود ساخت	نماز بندگی را یار خود ساخت
۱۳۷۰	همه شب داشت رو در حق پرستی	دلش بر آسمان و تن به پستی
	بسجده گریه می کرد سیراب	که هم در سجده تا که آمدش خواب
	دران خواب مبارک دید پیرے	چو رائے خویشتن روشن ضمیرے

* ب : بجوید —

بصورت نسختی از خضر و الیاس ❊ بمعنی چون مسیحا فرخ الناس

ز نور الله محاسن راست کرده ❊ ملایک نور ازو درخواست کرده

۱۳۷۵ در آمد با ملک غازی به تعظیم ❊ پس انگاهش به یزدان کرد تسلیم

بپوزش گفتش ای دیباچهٔ فتح ❊ ز فیروزیت یابد نیلگون سطح

بسهل اندیشهٔ کت در دل آمد ❊ فزون ز اندیشه کامت حاصل آمد

بشارت می دهم کاینک هم اکنون ❊ شوی بر تاج شاهان در مکنون

برون کش تیغ و قدرت بین زتقدیر ❊ که خواهی شد چوتیغ خود جهانگیر

۱۳۸۰ چو زین مژده گوان کرد آستینش ❊ خطاب آورد شاه* راستینش

چو زین خواب اندر آمد مرد بیدار ❊ امیدش مست گشت وبخت هشیار

ملک فخرالدول را در نظر خواند ❊ خیال دیده پیش دیده بر خواند

بخویشان دگر هم گفت ازین حال ❊ که خوش گشتند ازین فیروزی فال

بدیگر مخلصان دولت اندیش ❊ هم این گوهر سپرد از معدن خویش

۱۳۸۵ همه گشتند باجان† طرب یاب ❊ چوبخت خویش بیدار ازچنین خواب

بدین خوابی که در دلها درون رفت ❊ ز شادی خواب شان از سر برون رفت

بشکر این نمایش مرد فیروز ❊ همه شب بندگی می کرد تا روز

خواب غازی ملک که دیده سه ساله

شبی چون چتر سلطان همایون ❊ همایون گشته از وی چتر گردون

مهی کامل با نجم سر کشیده ❊ بگردون چتر زرین بر کشیده

۱۳۹۰ نموده سطح زنگاری مسافت ❊ جهان را رنگ اعلام خلافت

* ن: سایه ز آستینش - † ق ر: خان —

سواد شب که شد بر تختهٔ روز ‌ ‌ ‌ بپاشش کرده مهتاب شب افروز

فلک بر روئے ظلمت ریخته نور ‌ ‌ ‌ چو بر فرش معنبر گرد کافور

درخشاں گشته انجم در سیاهی ‌ ‌ ‌ چو مروارید تر در گوش ماهی

شهاب اندر کشوده تیر باریک ‌ ‌ ‌ بریده روشن از دیوان تاریک

۱۳۹۵ هوائے چوں مزاج غافلاں خوش ‌ ‌ ‌ چو فعل عاقلاں آفاق دلکش

ز اسباب طرب غم گشته گم نام ‌ ‌ ‌ چو ناکامی ز کار افزائی کام

جهاں آسوده چوں قول حکیماں ‌ ‌ ‌ نشاط آماده چوں بذل کریماں

دریں شب مملکت گیر ظفر یاب ‌ ‌ ‌ براحت داشت سر بر بالش خواب

وے اندر خواب و دولت پاسبانش ‌ ‌ ‌ دل بیدار در پاس جهانش

۱۴۰۰ نمودندش چناں در خواب امید ‌ ‌ ‌ که بر بالائے ایں تابنده خورشید

درخشاں سه مه روشن بر آمد ‌ ‌ ‌ که هر یک از دگر روشن تر آمد

یکے چوں چتر زر بالائے تارک ‌ ‌ ‌ دو بر بالائے دو دوش مبارک

ز تاب آں سه ماه کامل النور ‌ ‌ ‌ سه ماهه ره شب از عالم شده دور

چو خواب اندر سر آمد صاحب بخت ‌ ‌ ‌ زد از همت ببام آسماں تخت

۱۴۰۵ ملک فخرالدول را خواند در پیش ‌ ‌ ‌ که پیش دیده گوید دیدهٔ خویش

نخست آئین تعبیرے که خود کرد ‌ ‌ ‌ بنور رائے و آئین خرد کرد

که ایں سه ماه سه چتر بلند است ‌ ‌ ‌ که سه فرق سراں زاں ارجمند است

چو من دیدستم ایں خواب مبارک ‌ ‌ ‌ مرا باشد یکے بالائے تارک

دو دیگر کز دو دوشم پرتو افگند ‌ ‌ ‌ فشاند سایه بر فرق دو فرزند

۱۴۱۰ ملک را کامد ایں تعبیر در گفت ‌ ‌ ‌ شد امید دلش با کام دل جفت

ملک فخرالدول نیز از سر هوش ‌ ‌ ‌ بدیں تعبیر دادش مژده در گوش

که شاهان را فراز افسر ملک — بود سه چتر والا زیور ملک
چو چتر آسمانی دارد این خواست — که چتر ملک خواهد بهرت آراست
۱۴۱۵ نمودندت سه ماه فرخ آثار — که این سه چتر تست اندر نمودار
کند زانها یکی در کامرانی — بر اکلیل همایون سایه بانی
دو دیگر در یمین و در یسارت — کند آرایش اورنگ بارت
ترا زیبد سه چتر ملک داری — که تو یک تن سه شاه کامکاری
بود تا یک سر والات بر جای — بدیگر سر نشاید چتر بر پای
سرت پاینده بادا جاودانه — که زیر چترت آساید زمانه

خواب غازی عصر و دیدن باغ

۱۴۲۰ دگر ره خواب دید از بخت بیدار — که گوئی هست در بستان گلزار
دران بستان درختان نیم رسته — بآب زندگانی روی شسته
تر و تازه بسان شاخ طوبی — تهش سبزه چو خط بر روی خوبی
شگفته صد هزاران گل بهر شاخ — صبا پهرا ملش نا گشته گستاخ
ملک غازی بگلگشت اندر انها — چو گلگشت صبا در بوستانها
۱۴۲۵ گل ار چه بوی بی اندازه می داد — وی از خلقش نسیمی تازه می داد
چو کرد از خواب چشم دور بین باز — کند تا خواب خود را گفتن آغاز
در آمد بخت بیدارش به تعبیر — بدو گفت ای به بیداری جهانگیر
تو در خواب انکه گلشن دیدی و باغ — حریم ملک تست و نیست این لاغ
درخت نیم رسته هر یک ازوی — خبر می گوید از کارت پیاپی
۱۴۳۰ کت از دولت عملها نیم کار است — نه بر شاخ ترت هنگام بار است

گل ارچه صد هزارانش نهفته است — هنوزت یک گل از صد نا شگفته است
هم اکنون در رسد هنگام بارت — شود پر میوه و گل نو بهارت
درخت قدر تو ز اقبال والا — رود با شاخها از سدره بالا
بر دولت خوری در کام خود زود — بگیر این فال و خواهد هم چنین بود

بجنگ آوردن غازی ملک پس ملک را دادن
هرانچه از مولتان بهر حسن می رفت اسپ و زر ۱۴۳۵

ببابد مرد را بازوے شمشیر — که بستاند به نیرو غارت از شیر
زبردست آن بود کز قوت سست * — بکالاے زبردستان زند دست
خسے † روید ز راه آبے که کند است — درختان را برد سیلے که تند است
سگے بز غالۂ را شد زبون گیر — پلنگ آن هر دو یکجا کرد نخچیر
۱۴۴۰ کرا زهره که بے آسیب و آزار — ستاند گنج ز اژدر مهره از مار
چو از تازک رسد چابک بغارت — ز چابک غارت از تازک عبارت
ز ترک افتد صف هندو بتاراج — نیارد حمله سوے باشه دراج
چو از طاؤس و بط شاهین کند مال‡ — که باشد ماکیان کاید بدنبال
کم از زاغے مشو در کهنه توزی — که از دندان شیران خورد روزی
۱۴۴۵ خروسان یکدگر محکم ستانند — نه تا آن حد که کین بر جره رانند
بزے کو سر زدن با گرگ جوید — بران پشمین همه مویش بموید
متاع قادر از زاری نیاید — فسون بر اژدها کاری نیاید
بتندی نارد از رستم شتابے — خزینه کے برد ز افراسیابے

* ک : شست بمعنی نشانه - † ن : روید —
‡ ق - ر : بال —

درین وقت آن توان کو جوئی از کس جز از غازی ملک در یابی و بس

۱۴۵۰ درین کار از وی و زان کار دانی بگویم ماجرائے تا بدانی

چو او را عزم شد در کینه خواهی که جوید کین جوهرهاے شاهی

بپاپے در طریق کار ی بود بپاس کار خود بیداری می بود

خبر بر می رسید از شیب و بالا نهاده دل بفضل حق تعالی

رسیدش ناگه آگاهی دران حال که کار فتح میمون گرددش فال

۱۴۵۵ خبر گفتند کاینک می رسد تیز متاع بس گران بار و سبک خیز

ز ملتان می رود اسپ و خزاین سوے خسرو که شد میر مداین

تکاور هر یکے چون باد شب گیر همه تیزی تیز آهنگ چون تیر

خزینه نیز مال عرصهٔ سند نه کمتر ز انچه باشد غیرهٔ هند

ز غیب این سو فتوحے دارد آهنگ اگر غازی ملک در وے زند چنگ

۱۴۶۰ خصم را باشد از وے خرج و دخلے که مرغان را رسید آماده نخلے

ملک فرمود تازان سو شتابند خدا آوردهٔ را باز یابند

دویدند آن طرف فرمان پذیران فرس غارت کنان و گنج گیران

رسیدند و گرفتند آن زر و مال همان گیتی نوردان زمین مال

فتوحے آمده با آمد کار رسانیدند در پیش سپهدار

۱۴۶۵ ملک فال مبارک داشت آن را فتوح اولین فتح جهان را

اشارت کرد کان گنج خدا داد دهندش تا شود خلق خدا شاد

عملداران بکار زر نشستند در استغراق لشکر در نشستند

بفرمان می رسید آن مایهٔ کار بهر کس تا شود پیرایهٔ کار

قوی دل شد خصم زان بخشش پر چو محتاج از مراد و مفلس از در

۱۴۷۰ همه کس بمهل کالاے گراں کرد — هوس کرد آنچه در سهری تواں کرد

یکے موکب خرید از بهر پرخاش — یکے شیریں پرستارے شکر پاش

یکے شد کار خیرے را طلب کار — یکے بنیاد خیرے کرد بر کار

یکے بکشاد نقدے بهر عقدے — یکے در عقد پنهاں بست نقدے

یکے داد آرزوے دل بخویشاں — یکے دریافت دلهاے پریشاں

۱۴۷۵ همه دیوپال پور از روح و رونق — سدیر دوئمیں گشت و خورنق

بلے ز ینساں ست گیتی را نمودار — که از زر هم چو زر گردد همه کار

در آمد هر کجا ساماں در آرد — هزاراں کار بے ساماں بر آرد

بعهش از کیسهٔ پر خوب حالیست — نباشد کاسهٔ پر چوں کیسه خالیست

ولے گو کار خود گرداں تواں یافت — ز اقبال جواں مرداں تواں یافت

۱۴۸۰ چو از مهتر بود کهتر نوازی — رسد سا ز فرض بے چاره سازی

ز باراں چوں رسد بے جستجو آب — نباشد کشت را حاجت بدولاب

کسے دارد ز مرداں سر خیء چهر — که بستانند بکوبں و بخشد از مهر

زند چوں برق بر زور آوراں تیغ — بود برمفلساں بارنده چوں میغ

بلند است ابر و آبے نیز دارد — که از دریا کشد بر سبزه بارد

۱۴۸۵ مهر نام کسے کز همت پست — نه بخوانند ستد نے داد ن از دست

خداوندی کسے را در خور آید — که بر خلق از خداوندی بر آید

خداوندی جز احسان و کرم نیست — و گرنه کس ز کس در پایه کم نیست

چو از کس زیر دستی بهر مندا سعت — دلهل دولت و بخت بلند است

سپهر آں را که خواهد کرد سرور — کند جا کر نواز و بنده پرور

۱۴۹۰ ولے جوینده هم باید خرد مند — که در خدمت شناسد جاے پیوند

نجوید هیچ حال از هیچ شیوه / زبید انجهر، گل و از بید میوه

کسے کش باید اندر کار خود نور / نیابد شد از پناه مکرماں دور

چو مفلس در پناه مهر سانجے است / پناه و مهر اوش آماده گنجے* است

تموز آرد چو تاب از پیش از پس / درخت سایه ور جوید همه کس

حکایت

۱۴۹۵ یکے در سایهٔ ابر گهر بار / ز بهر سایه می زد ناله هر بار

که وه وه سوختم از تاب خورشید / مرا از سایهٔ با یستے امید

یکے گفتش که چندیں سایه بوفرق / چه بهر سایه چندیں می کنی زرق

و گر زابرت نه سر سایه نشین است / درخت و رخت وسقف از بهر این است

جوابش داد مرد از دانش و داد / که اے از سایهٔ رحمی دولت شاد

۱۵۰۰ بزیر ابر خورسندی زره نیست / بداں سایه که گاهے هست و گه نیست

نشاید با درختاں نیز پیستی / که یابی سایه تا زیرش نشستی

علم هم سایه دارد سایه باں هم / که دایم نیست برسر این و آں هم

ز سقف خاره هم سایه تواں یافت / و لیکن پرورش نتواں بداں یافت

من از گفتار خود آں سایه خواهم / که ذیل پرورش باشد پناهم

۱۵۰۵ کسے کاں دامنش سایه نینداخت / بود بے سایه گر صد سایه باں ساخت

دریں عهد آں درخت سایه گستر / غیاث الدین است شاه ابوالمظفر

دعا این است بر سایه نشین فرض / که خلد ذاک ظل الله فی الارض

* ن : رنجے -

صفت های دل غازی ملک و از هر طرف مژده
چو از دهلی بسویش راند لشکر های بحر و بر

بخصم افگندن و رزم آزمودن — دل غازی ملک باید ستودن

۱۵۱۰ نگویم دل که دریائیست در شور — که آن را در نیابد هیچ کس غور

ازو موجے که خیزد غرب تا شرق — هزاران لشکر اندر وے شود غرق

ازو هر قطرهٔ تیغ است خون ریز — وزو هر چشمه طوفانے است قهرخیز

و گر گویم که از پولاد کوهے است — کجا پولاد را زین سان شکوهے است

اگر طوفان آتش در رسد گرم — نگردد کاه کهن پولاد او نرم

۱۵۱۵ و لیکن بر فرودستان نا چیز — تو خواهی موم خوانش خواه ارزیز *

بسے دیدیم شهران وفا را — نبود این دل مگر شیر خدا را

و گر اسفندیار و تهمتن بود — چنین دل شان نه پندارم بتن بود

درین گفت من آن کس کو نه داناست — دروغ شعر داند نے دم راست

ثبات آن ز تائیدے که دانم — به برهان خرد کردن توانم

۱۵۲۰ ولے باے خرد کاندر سفیهی است — بہ برهان نیست حاجت چون بدیهی است

چه حاجت شیر را مردانه گفتن — ز رستم در نبرد افسانه گفتن

همین برهان نباشد بس که یک مهر — ستیزد با جهانے در زنا گهر

چنان بود این که چون غازی ملک خواست — که قهر خود کند بر گرزوان راست

همی غرید با خود چون هزبرے — نهان می‌داشت رعدے را در ابرے

۱۵۲۵ سرش را سر نهشت حق خبر گوے — که مانند است ازتو تا افسر سر موے

قباے چرخ با بالاش هم راز — که من چرخم قباے خود مرا ساز

---

* سیسه

دو پیکر در تقاضا هر زمانش / که کی گردم کمر گرد میانش

رسانیده بپایش آگهی بخت / که باید مستعد بود از پی تخت

سهیل خال ملک اندر کف پاش / که چون مردم شود در دیدها جاش

۱۵۳۰ کمان و تیر را پوشیده می گفت / که کی گردیم تا بهر ظفر جفت

لب سوفار با زه لاغ می کرد / برات کرکسان بر زاغ می کرد

توان بازوش می گفت با شست / که اختر هفت چرخ از تو یک انگشت

زره اندر سلاح خود می گفت باکیش / که ای قربانت گشته صد چو من پیش

سنان گو درکشش کا ینک مراهست / ز صد سهم فتوح آسمان شست

۱۵۳۵ زبان می داد شمشیرش اجل را / که من یار توام نو کن عمل را

نیام خنجرش را گشته زین فن / دهن پر آب بهر خون دشمن

غلط کردم نیامش را درین دم / زبان آمد برون آب دهن هم

سنانش گشته سر تیز از پی حرب / که دوزم صد چو خسرو خان بیک ضرب

کمرها رسم او را عقد بر عقد / هزاران فتحش اندر هر گره نقد

۱۵۴۰ شده گرزش ز بهر کین به تعجیل / که من بیرون کشم مغز از سر پیل

زره می بافت بهرش روح داود / که چون داود جالوت افگند زود

سمندش کو زمین هر سوی می کند / ز بهر خون خصمش جوی می کند

فلک گوی از سم رخشش فشانان / که گردد بوسه جای ملک رانان

عطارد ظل چترش را بیاسود / که نبود مشتری زین پس بخورشید

۱۵۴۵ علمهایش ستاره کش مه پایه / کند بر کرسی نه پایه سایه

بدرهای فلک در رفته ماهی / که اژدرها شوم بر گنج شاهی

نه سعد خویش او کا ینک زبس دیر / بهرم گاو بشکافم دل شیر

دمامه زن کژک را راست می‌کرد ⁂ ز بهر نغمهٔ شادی خواست می‌کرد

دهل‌ها را هوای در تهی گاه ⁂ که کی بانگی زنم بر قلب بدخواه

۱۵۵۰ حشم جوشان که کی پیش آید آن روز ⁂ که گردد این ممالک گیر فیروز

فلک می داد قلبش را اشارت ⁂ که جیبم هست پر نقد بشارت

بذات خود وی اندر کار سازی ⁂ که فرماید علم را سرفرازی

همه ترتیب کار خویش می کرد ⁂ دل خود را حصار خویش می‌کرد

پران می‌شد که پیش آید به پیکار ⁂ کند دست ملوک و ملک بیکار

۱۵۵۵ ولیکن منتظر می بود تا کی ⁂ بپوشد دشمن و با لشکر وی

پیاپی هر طرف می شد خبرها ⁂ زمانه می گشاد از فتنه درها

چو خسرو خان شنید آن زورمندی ⁂ دل افتادش بدریای نژندی

هواداران نمودندش که درحال ⁂ بباید فتنه را مستن بدنبال

شدش لابد که بفرستد سپه را ⁂ کند کوتاه بر آینده ره را

۱۵۶۰ سپاه آراست چون موی سر انبوه ⁂ که هر مو از زمین بالا کشد کوه

دلیران ویلان و نام جویان ⁂ بخون خود ز هستی دست شویان

امیران و سپه داران اطراف ⁂ در اوصاف مصاف افزون اوصاف

سران لشکرش هم تیغ رانان ⁂ سر لشکر برادر خان خانان

بهر یک گنج و مال بیکران داد ⁂ سبک داد و پیوزان گران داد

۱۵۶۵ فراوان پیل و بسیاری خزانه ⁂ همه با خان خانان شد روانه

چو لشکر مستعد گشت و سوارش ⁂ گزین رزم قدر چل هزارش

روان سوی ملک غازی روان کرد ⁂ زمین از بار لشکر ناتوان کرد

روان شد سوی آن مقتل مقابل ⁂ چو انجم لشکری منزل به منزل

زبس کانسو شتابان راه می کرد | چو وهم تیز ره کوتاه می کرد
چنین تا کرد کهن* کان لشکر انگیخته | سپاهی در سواد سرستی ریخته
۱۵۷۰
درون شهر چون غازی ملک بود | برون در غارت افتاد این سپه زود
بسے رخت مسلماں شد بتاراج | بسے زردار منعم گشت محتاج
بقلعه سرتبه † محصور پر دل | نگشت از هیبت شیران شتر دل
درے بر بست و شد در بند پیکار | گروه قلعه را نگزاشت بیکار
خبر سوے ملک غازی فرستاد | ز پیکان تیر آوازی فرستاد
۱۵۷۵
رسید آن پیک و آنجاها خبر کرد | سر هشیار را هشیار تر کرد
همیشه باد یا هشیاریش کار | که از وے بشکند صد شاه هشیار

حدیث عهد و پیمان سران لشکر غازی
که در کام نهنگ اندر روند و دیدهٔ اژدر

چو مرد آید برون از عهدهٔ عهد | بکارش بخت و دولت را بود جهد
نشیند اهل دولت را بسینه | چو مے در جام و گوهر در خزینه
۱۵۸۰
نماند چون بنفشه کز سر انجام | چو سرو راست ز آزادی برد نام
شکوه مرد در عهد درست است | مدان مرد آن که گاه عهد سست است
ز مردان راستی باید قلم وار | که گردد کار او را عهدهٔ کار
کسے کز راستی هم چون الف نیست | عجب گر نقش کارش مختلف نیست
دلا گر راست خواهی پاے ‡ خود را | بهر جا راستی فرمائی خود را
۱۵۸۵
نگر غازی ملک را کز دل آراست | بعهد شاه خود چون راستی خواست
کلید راستی در شد بکارش | میسر گشت فتح کارزارش

* ک: باکر وکیں ؟ † سرسیله = سرسله ؟ ‡ ن: کار -

شنیدم کز علاء الدین مغفور ... دلش پیمان و عهدے داشت مستور
که در عهد وے و بعد از زمانش ... وفا داری کند هر دودمانش
کنون برخوان ز نقش کلک درپاش ... که چون بود آن سراندازی به پرخاش
۱۵۹۰ چو او شد زان وفا داری سر افراز ... سرش گشت از جفا کاران سر انداز
چنین گفت آنکه بود آگاهیش بیش ... که بد غازی ملک در خانهٔ خویش
چو بشنید این سخن کامد بر آن سوے ... نه لشکر بلکه دریاے زمین شوے
طرب کرد از نشاط روزی بیش ... چو گرگ غالب از بسیارے میش
۱۵۹۵ سپاهش ار چه بود اندک نه بسیار ... ولے بسیار اندک بود و پرکار
سواران بیشتر ز اقلیم بالا ... نه هندوستانی و هندو والا *
غز و ترک و مغل رومی و روسی ... چو باز جرّه در جنگ خروسی
دگر تازک خراسانی و پاک اصل ... نگشته اصل بد با اصل شان وصل
همه مردان رزم و کار کرده ... غزاها با ملک بسیار کرده
۱۶۰۰ بسے صف هاے تاتاران شکسته ... دل آن جمله خون خواران شکسته
خدنگ افگن یلان چست و چالاک ... ز پیلک کرده سد آهنین چاک
گهے چون آسیا گه کرده سوراخ ... گهے چون شانه مو را کرده صدشاخ
هلالے خواره چون گشت برافزاے ... موافق جوئے چون طبع خرد راے
ملک در پیش یک یک را طلب کرد ... پس از دل قصه را مهمان لب کرد
۱۶۰۵ که ما را چرخ پیش آورد کارے ... که گردش هست دورے چرخ وارے
کرا نیروئے پیل است و دل شیر ... که هم بازو شود با ما بشمشیر
نخست از خون خود خیزد چو لاله ... پس از خون عدو شوید پیاله

* کذا - لالا؟ بمعنی بندہ یا ادنی نوکر -

تو خنجر نهی اول سر خویش کشد پس بر دگر سر خنجر خویش

بلی مردان بهر سازی و سوزی کسان را پرورند از بهر روزی

بود هر روز عشرت را شماری فتد آخر بعد عمری کارزاری ۱۶۱۰

بکاری نیک آید یاری آن روز بسوزد دل که نبود یار دلسوز

بود تیر از برای رزم نخچیر تو بی آن چوبها دان چوبهٔ تیر

کمان کو بشکند هنگام پیکار زهی کی یابد از آبهای سوفار

اگر عاشق زبون گردد ز خارک کلهٔ گل مرغ را زیبد بتارک

بیا تند آن که دارد کار با ما شوید از عهد و پیمان یار با ما ۱۶۱۵

شود گر عهدها محکم به سوگند بکار جان شویم از جان کمربند

وگر یاری ندارد میل یاری که دشوار است کار جان سپاری

درین یاری که دارد کار با من دل من هست آخر یار با من

بدین دل کاهنین سد بست برپای کنم گر سد آهن باشد از جای

مرا یاور بس است وهم ترازو دو بازوی من و تعویذ بازو ۱۱۲۰

شنیدم بود رستم چیره دستی که گاه حمله تنها صف شکستی

نه آن رستم ز من درکار پیش است که هرکس رستمی در عهد خویش است

چو من بر نام یزدان تکیه کردم یقین است آن که تنها چیره گردم

مراد من چو جز دین را فرج نیست من و این کار بر غیری حرج نیست

چو بشنیدند مردان سرافراز ز مخدوم خود این حرف سرانداز ۱۶۲۵

سراسر چون همه سرباز بودند بروی خاک سرها باز بودند

پس آنگه تو سر سرباری خویش سر خود خدمتی بردند در پیش

فرو گفتند کای سرور سران را بزیر پای تو سر سروران را

همیشه باد سر یار کلاهت — گله گوشه کشیده سر بماهت
۱۹۳۰ سرے کز دولتت عمرے کله داشت — زکارت چون توان اکنون نگه داشت
بسر بازی چو ما را مژده دادی — سر ما در کله ناید ز شادی
نه ما آن سروری آریم پیشت — که ندهیم ار فدا سرهاے خویشت
چه باشد یک سر ما زیر خنجر — هزاران پاره گردد جمله یک سر
زهر پاره جدا برخیزد آواز — که باز از بهر تو گردیم سر باز
۱۹۳۵ کهن بستیم و پیمان نیز بستیم — بران پیمان رگ جان نیز بستیم
که تا جان در تن است و سر بگردن — نخواهیم از درت سر دور کردن
چو ما را سر جدا گشت اندرین کار — تو دانی خواه صلح و خواه پیکار
سپه را چون وثوقت محکمی یافت — ملک را خاطر آن سو بے غمی یافت
بعزم کار محکم کرد بنیاد — که بنیاد بزرگی محکمش باد

۱۹۴۰ مصاف اول غازی ملک با لشکر دهلی
بباد حملهٔ زیر و زبر کردن چنان لشکر

کسے داند که هول معرکه چیست — که چندے در زنا گهر و غازیست
دلیرے کو صف مردان بدید است — نه بازش دیده درخواب آرمیداست
گوے را زیبد اندر زیر توسن — که صف تیغ داند باغ سوسن
رود یک سر چوباد آن جا که یکسر — چو برگ بید بارد، تیغ و خنجر
۱۹۴۵ نیندازد گر آید ببر و یا شیر — چو نیلوفر، سپر، بر آب شمشیر
بسے بینی عروسان قبا پوش — بگشت کوچه هاے شهر پر جوش
چو در هیجا برخشد تیغ بے رنگ — پدید آید که هوشنگ است یا شنگ

يكى كو چند رزمے نازموده است | بروے خصم رو در رو نبوده است
مكن باور ز تيغ گوشتيلش | كه موشے در ربايد پوستينش
۱۶۵۰ نه شيراں را كند كس حمله تعليم* | نه رو به را گريز و حيله تسليم
شكوه كوه خيزد مرد † و از مرد | پديد آيد بگاه رزم و نا ورد
شترکش نيست از نيروے دل جوش | رود ز اشتر دلى گر گيردش موش
وگر دنداں نمايد گربه دشت | نيارد شير مردے كرد او گشت
يلاں را نيست حاجت گرز در مشت | دواں را بس بود ناخن بر انگشت
۱۶۵۵ چو ‡ تركش بست فر، پهلو كے است آں | شكار شير باشد در نيستاں
نبرد شير هر جا هست روشن | كه نے بر گستواں دارد نه جوشن
بروں آهن چه پوشى گاه پر خاش | دروں سوگاه پر خاش آهنيں باش
بآهن رانى آں كو گشت مايل | همش جاں آهنيں بايد همش دل
دلاور كو برزم آهن دل افتاد | به تيغ موم برد حصن پولاد
۱۶۶۰ همه جا دل نشايد آهنيں كرد | جز اندر كار كيں بايد چنيں كرد
سوارے را به هيجا ديده در گير | كه كورا § كور دارد ديده برتير
بگوش فو كه بے تدبير باشد | نواے دوك بانگ تير باشد
بنزديك يلاں در جهد محكم | نباشد عقل دور انديش محرم
دلاور چوں خرد را كار فرمود | خرد مندى ندارد در وغا سود
۱۶۶۵ نباشد هم شجاع و هم خرد مند | بجز غازى ملک شير عدو بند
كه هم تيغش جهانگير است و هم رأے | بكوں هم تيغ زن هم كار فرماے

* ن : جملهٔ تعظيم - † ق ر : هر دو - ‡ كنا: فر = نا آزموده كار پهلو = پهلوان —
§ كورا كور، بمعنى زود زود —

	چو دید آهنگ لشکر های خسرو	که آید روی در روی روا رو
	اشارت کرد تا فرمان گزاران	کنند آئین ترتیب سواران
	کم و مه شد ز حکم کار فرمای	سلیح و ساز خود را زیور آرای
۱۶۷۰	ز صیقل های صف ها یافت جوشن	که فتح از غیبهایش گشت روشن
	چغلها زیر کی پر زور و کاری	چو رای زیرکان در استواری
	ز زیب و زینت برگستوان ها	دل بینندہ را نو شد توانها
	کمان ها چون هلال اندر بلندی	هلال مرمح سان در زورمندی
	خدنگ افگن بعشق اندر کمان دیده	چو می خوار حریص اندر مه عهد
۱۶۷۵	به تیر آراستن هر تیر سازی	چو باز آموز در تعلیم بازی
	چو سر هاں سوی پیکان کرده آهنگ	رسیده خیل چون در غارت زنگ
	بلای از نظر کم تا و کی خورد	که زین سو در شد و زان سوی در مرد
	جهان چون شاه باری نعم* کرده	که بجهد از تن و بجهد تن از وی
	همه خنجر بلارکهای شاهی	رسیده تابش از مه تا بماهی
۱۶۸۰	ز تیغ کیمه تف بالا شتابان	که مهر از وی گریزد سوی تابان
	چو خط استوا شد هر خطی راست	چو خط محور ازوی گر شدی خواست
	سنان چون قطرهٔ آبی صفا یافت	عجب بین نیزه بالا قطرهٔ آب
	چو بر نیزه سنان بنمود تابی	فروزان گشته برقی بر شهابی
	ازان دو سر بزرگی کرده چهار	که سرها خرد کرده زور که کار
۱۶۸۵	فرس بری و کوهی و تتاری	تذرو باغ و کبک کوهساری
	حشم را چون سلیح و آلت رزم	مرتب گشت بهر جنبش و عزم

* کذا - کرم خوردہ - نا مفهوم -

سپهک غازی ملک کین را کمر بست / امید خویش بر تقدیر بر بست
نیاز بندگی را یار خود کرد / توکل را پناه کار خود کرد
برون آمد ز شهر فرخ خویش / سوی هندوستان کرده رخ خویش
۱۶۹۰ ظفر پر مایه شد چون عادل از داد / زمین در لرزه شد چون مردم از باد
سپاه اندک ولی نیروی دل پُر / نه نیروی که گنجد در تصور
ز جای خود چو در جنبیدن آمد / ملایک ز آسمانش دیدن آمد
شتابان شد به تلدی سوی بد خواه / درو نظارگی سیاره و ماه
همی آمد صف پولاد بسته / ز اقبال و ظفر بنهاد بسته
۱۶۹۵ به پیش آهنگ آن قلب معظم / ملک فخرالدول گشته مقدم
ملک دریا صفت * در صف دریا / خلف در پیش هم چون موج دریا
به بالای ملک ماهی نشانه / چو ماهی بر سر دریا روانه
چو آمد نیک نزدیک علاپور / علاپور از مهابت شد بلاپور
همی کردند سیر ماه : انجم / دوان مریخ پهر از چرخ پنجم
۱۷۰۰ چلین † تاز آب خیز کش بس دیر / بحوض بهت آمد آب شمشیر
دوان جولانگه جیحون مسافت / محیط حوض شد جیحون آفت
خبر شد جمع دهلی را دران عزم / که پیش آمد به هیجا غازی رزم
بزرگان سه ‡ زان پیش دستی / خلل دیدند در بنیاد هستی
بخود گفتند کین یک میر کم زور / چگونه باصف دهلی کند شور
۱۷۰۵ ندید انبوه مردم را قیاسی / نکرد از پری لشکر هراسی
همی آمد بر سم زور مندان / چو گرگی در شکار گوسفندان

* ن : صف. † کذا - مشکوک - ‡ کذا بے نقطہ - سپہ ؟

نه مردم بلکه اژدرها است این مرد | بهر انگشت خنجرها است این مرد

اگر خنجر دهد ز انگشت شیران | بود شمشیر هر موئے دلیران

و گر باشد ز ناخن خنجر شیر | نه زان ناخن کم آمد زخم شمشیر

۱۷۱۰ بباید چشم زد زان شیر نخچیر | که او چشمے نزد از ناوک تیر

هم او تن ها تن خود مرد کاریست | همش بر لشکر خویش استواریست

باندک قلب ... * آنکه چنین تیز | بود از قلبهٔ او جاے پرهیز

به هشیاریش باید پیش رفتن | نه غافل وار یا فردیش رفتن

کسے کافتد دل شیران ز گردش | نشاید سهل گیری در نبردش

۱۷۱۵ پیر جنگ مغل کو رخش بر کرد | بفوجے ده تومن زیر و زبر کرد

بلے هنجارهاے کار دارد | بر آرد کار چون هنجار دارد

چنین شطرنج بازے کوست در کین | کند سر زیر شاهان را چو فرزین

بچندین رزم صف ها کو دریداست | برویش زخم چشمے کم رسیداست

دلیر و گُربز† و فیروز منداست | بلندش راے و بختش هم بلند است

۱۷۲۰ قضا در زیر آن دارد شمارے | که او را داشته است از بهر کارے

نگر تا چیست گردون را مکافات | که او را داده ایمنی ز آفات

چو گفتند این سخن را مود‡ دانا | هراسان گشت دلهاے توانا

درین اثنا یکے ز یشان بر آشفت | که چندین وصف دشمن چون توان گفت

گر او مرد است نے ما زن شماریم | که با چندین سپه تابش نداریم

۱۷۲۵ اگر خاک افگنیم آن سوبکی مشت | زمین سان آسمان سازیم بر پشت

همي باید کشودن خنجر کار | که از خفتن نگردد بخت بیدار

---

* کذا - لفظ چھٹ گیا ھے - † بمعنی تریس و عیار - ‡ مردان ؟ -

بیک پے حملهٔ رانوم بروے — که تیغش پے سپر گردد بیک پے

کلمهمش خاک اگر دریاست فوجش — بپاشامیم اگر طوفانست موجش

چه باشد در * دل دریا کف خاک — که باشد پیش صرصر مشت خاشاک

۱۷۳۰ امیران چار و نا چار اندران عزم — کمر بستند بهر کوشش و رزم

بدان آهنگ کز در آب انبوه — شکست آرند بر کوهان که کوه

همان مرتد که کیش کافری داشت — بکیش هندوان سهم سری داشت

ازین سهم ارچه بودش جان بریده — دلش بد چون بطے پیکان بریده

بحیله خویش را پر زور می ساخت — بلا می‌دید و خود را کور می ساخت

۱۷۳۵ دو چشمش کور بد در لشکر خویش — و لیکن احول اندر لشکر پیش

بلے شخصے که در دل سست زوراست — سوے خصم احول و درخویش کوراست

سوارے کز غریے باشد شمارش — نماید یک صف دشمن هزارش

ور آهن دل کند دل جوشن خویش — هزاران تن شمارد یکتن خویش

سر خود پر دلے بر تیغ بازد — که او از آهن دل تیغ سازد

۱۷۴۰ دلے کو آهنیں نبود که جنگ — نگیرد زنگ هم بر تیغش از ننگ

چو تیغ پر دلاں صیقل پذیرد — بگیرد زنگ * اگر زنگش بگیرد

چو تیر از زور دل گردد عطا گیر — خطا گیرش اگر نبود خطا گیر

دران حال آن بزرگان را خبرها — بفتراک اجل بستند سرها

دو سه روزے سران کار فرماے — بدند از بهر هیجا لشکر آراے

چو گشته آراسته لشکر به هنجار — به هنجارے که هست آرایش کار

۱۷۴۵ مزیمت گشت محکم در نهمت ها — که خوں ریزند فردا پے هیبت ها

* ن : ولے -

شب هندو نسب چون لشکر آراست — نفیر پاسبانان سو بسو خاست
بهم مهتاب و ظلمت شد شب آرای — چو خیل هندو و سوسن بیک جای
سلیح آرای شد خلقی ز هر باب — گریزان شد ز دیده پیش ازان خواب
١٧٥٠ که و مه در خیال بامدادان — که ما کردیم یا ید خواه شادان
کرا در خاک سازند آشیانه — که باز آید سلامت سوی خانه
کرا امروز سر مهمان است بردوش — که فردا خواست کرد از تن فراموش
کرا امروز دست و پای بر جای — که فردا هر یک افتد در دگر جای
که امین هم نشین باماست این دم — که فردا خواست گشت از جمع ما کم
١٧٥٥ درین سودا مشوش بود هر کس — که شد جنبش پدید از پیش و از پس
مسافت درمیان هر دو لشکر — قیاس ده کروهی بود کم تر
و لیکن ره بیابان بود و بی آب — بسان روی بیدایان سیه تاب
شها شب راه مقصد بر گرفتند — سوی مقصود کار از سر گرفتند
چو صبح تیغ زن خنجر برآورد — جهان خفتان زرین در بر آورد
١٧٦٠ شب از خورشید روشن یافت بازی — چو قلب کافر از شمشیر غازی
سپاهی تشنه و بی آب و پرگرد — دران گرد از خوی خویش آبخور کرد
رسید اندر مقام حرب که تیز — ز آب تیز شمشیر آتش انگیز
روان گشتند هر سو کارداران — که آرایند صف های سواران
نفیر چاوشان بر شد بعیوق — علم ها را به گردون رفت ملجوق *
١٧٦٥ صف پیلان چو صف ابر آزار — هر ابری برق حمله باد رفتار
نه حوض هر پیل چون کوهی باشکوه — برو بر گستوان چون ابر بر کوه

* علم کی اوپر نکلی ہوئی نوک۔

به پشت پیل ترکان تیر در شست | چو کوهی کو به پشت کوه بنشست
پس پیلان سواران صف کشیده | بجوش از پشت ماهی تف کشیده
نه یک صف بلکه صد صد گران سنگ | که صحرای جهان زیشان شده تنگ
۱۷۷۰ میان قلب مرتفع چتر بر سر | ته چتر * سماروغ خردهٔ تر
همه خان و ملوک اندر چپ و راست | بسختی در نشسته از پی خاست
سلیح و ساز هر یک خسروانه | ز آهن گشته دریای روانه
ز بانگ کوس گردون ره نهاده | ولی زان زه بلا و فتنه زاده
گرفته نیزه بر کف پهلوانان | دعا بر سال و جان رفته خوانان
۱۷۷۵ جوانان کرده ترکش ها پر از تیر | بر ایشان در دریغ این عالم پیر
ز هر سو غلغل تکبیر می خاست | چنانکه افغان ز چرخ پیر می خاست
جدا صف های هندو ز اهل ایمان | چو کرده بخل ز آثار کریمان
فرس هندی وراوت نیز هندی | برهمن پیش در هندو پسندی
همه "برمهاد" گیران بر زبان ها | همه دیباچهٔ بت بردهان ها
۱۷۸۰ بمدح آن سگان نعره زنان تند | چو طفل کند را با حنفض گلقند
بدانوت نیز در نغمهٔ † سرائی | سرود از مردی و جنگ آزمائی
براو هر یکی بر پشت تیزی | چو دود آتش اندر گرم خیزی
سر و سبلت برو هائی چو انگشت ‡ | چو خطی زشت بر دیگر خط زشت
بزیبائی جهانی چون شب سلخ | که دیدن چو عیش غمگنان تلخ
۱۷۸۵ ز نقد برهمه ابریشمین پوش | حریر و برهمان افگنده بردوش

* سماروغ = کلاہ باراں - خردہ = گھانس - † ن: نعمت
‡ انگشت = جلی ہوئی لکڑی -

بعطر آلوده هیکلهاے گنده ‌‌ عبیر و مشک در گلشن فگنده
فرشته بر سر هر یک بلا جوے ‌‌ عزازیل از پئے ایشان دعا گوے
بدان گبران مرتد ' مرتد' گول ‌‌ ز بهر جان سپاری داده تقبول
بجان داده سیه دندان از برگ ‌‌ بلے دندان سپه گردد که مرگ
۱۷۹۰ اجل دندان سپید اندر درون شان ‌‌ که دندان لعل گرداند ز خون شان
جهان لشکر آتش وار سرکش ‌‌ همی جنبید چون طوفان آتش
درآمد صف دهلی یک طرف تنگ ‌‌ ز دیگر سو برای قلبهٔ جنگ
صف غازی ملک شد فوج بر فوج ‌‌ چو دریاے که بیرون بفگند موج
صف دهلی چو آن صف را نهان دید ‌‌ گریز و عجز دشمن در گمان دید
۱۷۹۵ قوی شد زین گمان دلهاے ایشان ‌‌ که ماتا جمع ' دشمن شد پریشان
بجولان شد سوار از هر کرانے ‌‌ سبک شد بهر جولان هر گرانے
چنان راندند تند و تند و بے باک ‌‌ که در راه دست آب شغب ناک
چو ز انجا پیشتر راندند اسوار ‌‌ بنا گه گرد یک فوجے نمودار
چو لشکر دیده شد گشتند جوشان ‌‌ چو باران تند چون تندر خروشان
۱۸۰۰ سپه یکسر سلاح جنگ برداشت ‌‌ بر سم پیل مال آهنگ بر داشت
بدان قوت که اندک لشکر پیش ‌‌ چرا هرکس نکهرد غارت خویش
بهک بے حملهٔ کردند چون باد ‌‌ که زلزال بلا در عالم افتاد
هنوز این صف بدان صف نارسیده ‌‌ که پیدا شد جریده بر جریده
ملک غازی سکندر حیدر عصر ‌‌ که بودش همعنان هم فتح و هم نصر
۱۸۰۵ به پیش آهنگ فرزند سرافراز ‌‌ چو شهبازے سوے مرغان به پرواز

* ن : تیرو مند -

ملک بهرام ابه در صف خویش — گهی زآتش جهان سوز از تف خویش

بهاءالدین مالک دین را اسد هم — بسی شیران لشکر نامزد هم

علی حیدر شهاب الدین هریک — یگانه در دو روی تیغ هریک

دگر گردن کشان و نام داران — بجان تشنه بجای تیر باران

۱۸۱۰ بهر جا فوجهای سخت بسته — بعزم جان سپاری* رخت بسته

ستاده جوق جوق اندر چپ و راست — که کی زان سو ملک غازی کند خاست

چو قلب دهلی از پیش اندر آمد — خروش جنبش از لشکر بر آمد

ز هرسو قلب غازی فوج در فوج — محیط این سپه شد موج در موج

بباریدن در آمد تیر دلدوز — ز پر تیر پران تیره شد روز

۱۸۱۵ بر آمد بر ثریا گرد تاریک — فلک شد بر سها از ریگ باریک

بهر سو چلد مریخ کمان گیر — هلالی را قران می داد با تیر

قرانی کان دو اختر می نمودند — ز دل خون و ز تن سر می ربودند

صریر تیر گشته ارغنون ساز — ز تنها می ستد جانها بآواز

چو تیر پر دلان زد نغمهٔ نی — جگرهای کبابش داده هم می

۱۸۲۰ کمان کو خم زد اندر کینه جوئی — باستهزا تواضع کرد گوئی

نمود اندر نظرها در جهان زاغ — هوا از پر کرگس چون پر زاغ

پر کرگس که می زد نالهٔ زار — صلا می داد کرگس را به مردار

ز بالا کرگس از بهر خور خویش — همی آمد بمهمان بر خویش

ز چشم و دل که خورد آن مرغ عاقل — دلش پر چشم گشته و چشم پر دل

۱۸۲۵ بتن کرد از درون ناوک فرو سوراخ — ازین سو در شد آن سو جست گستاخ

* ن : سپردن

بداں خوں کامد از پیکان ناوک ‌‌‌ تواند آشنا کردن چکاوک
بہ پشت مرد روے کینہ ھر سوے ‌‌‌ کماں را پشت بود و تیغ را روے
کماں رفتہ از درفش تیغ در مشت ‌‌‌ کہ محرابیہ سمع یا محراب زرتشت
ز شمشیرے کہ ھر یک سیر می زد ‌‌‌ شعاع تیغ ھم شمشیر می زد
۱۸۳۰ نظر از رخش خنجر خیرہ می شد ‌‌‌ جہاں در چشم مردم تیرہ می شد
سناں جاسوسئی ھر دیدہ می کرد ‌‌‌ ھمہ زخم زباں پوشیدہ می کرد
برھنہ در جگر می رفت ھر نے ‌‌‌ بخوں پوشیدہ بیروں می زد از وے
بہ نیزہ مرد زاں ساں سینہ می خست ‌‌‌ کہ بیند سرخش از نے* نیزہ می جست
مبارز کو بہر تن نیزہ می داشت ‌‌‌ میان استخواں نے نیزہ می کاشت
۱۸۳۵ بسا پہلو کہ برکش بود در میغ ‌‌‌ کہ مومن سوے مومن چوں کشد تیغ
ولے با گبر و ھندو بود کینہ ‌‌‌ کہ خوں می ریختش غربول سینہ
امیر صید قتلا پہلو جنگ ‌‌‌ بحملہ کرد سوے لشکر آھنگ
بر او زد شہ سوارے زخم کاری ‌‌‌ شکار شیر شد شیر شکاری
دراں دم گفت من میر گرانم ‌‌‌ ملک غازی شناسد کز سرانم
۱۸۴۰ برندم پیش رزم آراے کشور ‌‌‌ مگر جاں بخشدم کا یمن شود سر
ھنوز ایں گفت و گویش بر زباں بود ‌‌‌ کہ فوجے زد برو کز ھر کراں بود
بریدندش سر و بردند در حال ‌‌‌ بدرگاہ سپہ دار عدو مال
ملک زاں جا کہ می داند حد مرد ‌‌‌ بروں از حد دریغ حال او خورد
غرض اعظم ملک غازی چو در جنگ ‌‌‌ محل دید از بر سیر آھنگ
۱۸۴۵ گرہ بستہ براے فتح او تاخت ‌‌‌ بیک حملہ صف دشمن بر انداخت

* ن: پے۔

شکست اندر جهان لشکر افگند — که در پیشش مه و اختر* سرافگند

شد از موسن بگردوں بانگ تکبیر — ز گبران بانگ "نارایِن" هوا گیر

یکے † گویاں هو در بانگ هو هو — دو گو را هوئے بر هوے از یکے گو

سیه رو مرتد از ‡ ارعسی بهنگام — زردی زد ولے زردی سیه فام

دراں صف سیاه و زرد هر سوے — سیاهاں زرد رو زرداں سیه روے ۱۸۵۰

چناں سودا و صفرا در دل مرد — چرا رویش سیه نبود رخش زرد

چو مرتد دید ازاں ساں در تباهی — بروے خویش زردی و سیاهی

عناں زرد روئی تافت در حال — دگر چندے سیه رویش بد نبال

که رفتن سے خانش هم عناں بود — که هر سه از سیه روئی دخاں بود

یکے یوسف که می زد لاف گرگی — ز دم هائے دروغش بد بزرگی ۱۸۵۵

نماند آں صوفی آزاده هم سواری — که کم کردش جدید بخت یاری

دگر عارض که بد شکل گوارش $ — لقب شد شایسته خاں قرقمارش

دو قاف از نام او با بهر گشته — که آں سر حرف قهر و قهرگشته

دگر آں یک لکهی مردود گمهاں — که او گشت از قضاے بد قدر خاں

بروں شد لشکرے همچو که قاف — که هر بازش ز سیمرغے زدے لاف ۱۸۶۰

سپه پوش و ملک غازی است نرپس — ز آتش شعلهٔ و خر سنے خس

دواں می رفت ازاں فوج خطر ناک — صفے چوں پیش صرصر خار و خاشاک

ملک فخرالدول با فوج خود پیش — نهنگ و اژدها افگنده درکیش

چو شستش در کشاد پیلکے شد — یکے زو شست و شست اژوے یکے شد

* ن : مهر - † (کذا) مشکوک غالباً یکے گویاں سے موحد مراد هیں -
‡ (کذا) ک : از رهیش ؟ - $ ق ر : گلوار (هندی لفظ) -

۱۸۶۵ بحمله هر طرف کاهلک می کرد — جهان برقلب دشمن تنگ می‌کرد

بهر تیرے که جست از شست منصور — ز چرخ آوازهٔ می خاست از دور

ظفر هم گفت چون دید آن دمادم — زهی دست و زهی تیر و زهی زه

گریزان قوم کفر و جمع کفران — نه اینجاش امن و نے انجاش غفران

پلنگانے که چون آهو دویدند — بهر رخنه چو موشان می خزیدند

۱۸۷۰ نهنگ آهنگ و از دورش سواران — دوان بیدست و پا مانند ماران

بسا پر دل نهنگ از تیغ کینه — که سر در دید چون باخه بسینه

شده پیل از خدنگ غرقه سوفار — بسان خار پشت و پشتهٔ خار

ز پیل آویخته هر پیلبانے — تن آویزان و بیرون رفته جانے

ز دیگر پیل بانان جهد و تعجیل — که در سوراخ مورے در خزد پیل

۱۸۷۵ نمی زد پیل را چندان کسے تیر — که گاو آید مگر بهر جهانگیر

که گر دست آزمودے کس برانها — فتادے کوه بر کوه از کرانها

ز پیلان کشته شد یک پیل جنگی — که بد جولد فراخش گاه تنگی

چو مرتد خانخانان روے برتافت — عنان ها هر کسے سوے دگر تافت

ملک فخرالدول بود اندران پے — که بر گیرد ازان فوجے گران پے

۱۸۸۰ و لیکن چتر و پیل افتاد بیشش — دویدن مصلحت کم بود پیشش

ده و دو پیل و چتر لعل آن خس — که ماند از فرق کیوان چرخ اطلس

گرفت و سوے فرمان ده روان کرد — زحل را زین خجالت ناتوان کرد

چو برد آن جمله در پیش سپه کش — سپه کش گشت ازان فتح گران خوش

بیکیکی هر دمش فتح گران باد — گرانی از دل او بر گران باد

حدیث بخشش جان و نوازش از ملک غازی
مسلمانان دهلی را به لطف بی حد و بی مر

۱۸۸۵
بپرسیدم من از پیروزی بخت
که ای رنگ نواز فیروزه گون سخت *

ملک غازی که فتحش هم عنان بود
خبر گو بعد فیروزی چه سان بود

جوابم داد کاز فیروز مندی
چو شد غازی ملک را سربلندی

ز بعد شکر یزدان شد بران عزم
که آید سوی دهلی از پئی رزم

۱۸۹۰
وی آن جانب شد اندر کار سازی
که دیگر پی شوند دو تیغ بازی

دگر جانب مسلمانان دهلی
که بشکستند پا خانان دهلی

جز آن بعضی که هنگام زنا گیر
شدند اندر وفا مهمان تقدیر

گفته شان شست تیغ کین بخوبی
وقال السیف محاء الذنوب

۱۸۹۵
دگر بعضی ز رمح و تیر جسته
همی آورد هر کس دست بسته

دگر بعضی ز هیبت گشته مسکین
نه در تن زور و نی دو سینه تسکین

بدرگاه ملک در می رسیدند
ز عفو و حشم او بر † می رسیدند

به خجلت پیش می رفتند غم ناک
همی سودند روی عجز بر خاک

سواران ملک غازی ستاده
نظر بر لشکر دهلی نهاده

ز بانها شان چو نوک نیزه در طعن
گهی دشنام گفتند و گهی لعن

۱۹۰۰
یکی گفت این همه کفران سگالند
کسان در قتل ایشان بی وبالند

دگر می گفت کآخر اهل دین اند
نشاید گفت بد گرچه چنین اند

دگر گفت ای نمک خواران بد عهد
چرا کم بود در حق نمک جهد

دگر از طنز گفت ایمان چه کردند
نمک در دیگ رفت ایشان چه خوردند

* ق ر: تفت - † ق ر: تر -

	دگر می گفت گاه کار زارے	نیاید ز امل دهای هیچ کارے
۱۹۰۵	دگر می گفت هست آن منصب بخت	کسے با آن نکرد است کوشش سخت
	دگر گفت ار نباشد پے به پے جنگ	دلاور کے شود مرد کم آهنگ
	همی گفت این چنین از پیش و از پس	سخن زانسان که باشد رسم هرکس
	ملک بر کرسیء دولت نشسته	سران در پیش دستی دست بسته
	همی آورد هر کس حاصل خویش	بخاصان می سپردے واصل خویش
۱۹۱۰	اسیر و اسپ و مال و رخت و کالا	زر و سیم و در و لولوے لالا
	خزاین می رسید اشتر بر اشتر	قطار اندر قطار از گنجها پر
	گران گنجے چو دریا بے کرانه	که مالا مال شد دشت از خزانه
	صفے پیلان جنگی وا گزیده	ز ماران اژدر ایشان گزیده
	گرفت احرام خدمت گوئی از دور	صفا و بو قبیس و مروهٔ وطور
۱۹۱۵	بسے صندوق ها پر تنکه و زر	که بگشائی اگر صندوق را سر
	دو میل از عقد آن نقد طرب ناک	پر زرین دمد بر بیضهٔ خاک
	قباء چرخ زربفت و مرصع	ستام و زین زرین و ملمع
	کلاه یکتا بسے مدقوق مسلول	بپوشش صحت ده ماهه معلول
	گهر هاے که گوهر هاش از امید	بنور چشم خود پرورد خورشید
۱۹۲۰	طرایف کاید از فرمان گزاران	ز بهر تاج و تخت تاجداران
	همه چندین متاع پادشاهی	که بود آثارے از فضل الهی
	خدا داد آن خداوند غزا را	که در خور بد فزاهاش این جزا را
	چنین باشد فتوح آسمانی	کت از جاے رسد کان را ندانی
	کسے کش ز آسمان یک در کشادند	ز هر سو صد در دیگر کشادند

۱۹۲۵ سپاه منهزم چون از کم و بیش ‏ ‏ شکسته بسته حاضر گشت در پیش

ملک زان جا که رسم مهربانی است ‏ ‏ بر آئین بزرگان کاردانی است

بر آن قومی که بود افتاده در زیر ‏ ‏ چو خورشید قیامت تاب شمشیر

بفرق خاص و عام و مهتر و خرد ‏ ‏ بسان ابر رحمت سایه گسترد

غم هر خسته * نا افسوس می خورد ‏ ‏ ز بهر کشتگان افسوس می خورد

۱۹۳۰ کسی کو داشت رسم نیزه و تیر ‏ ‏ بغم خوردن نمی کردند تقصیر

همی هر خسته کش بود جائی ‏ ‏ همی شد دم بدم مرهم رسائی

ملک هر بار از وی یاد می کرد ‏ ‏ به پرسش جان او را شاد می کرد

اگر چه جار علان تا بنده می گشت ‏ ‏ بدان پرسیدن از سر زنده می گشت

†بلی آن کس کرم پرسش نماید ‏ ‏ بدان حد کی رسد کس پرسش آید

۱۹۳۵ ملک گوئی که روح الله بد و بس ‏ ‏ که دم می داد و می شد زنده هر کس

سران را خود بسر تیمار می داشت ‏ ‏ دواها بر تن افگار می داشت

ملک والا تمر کز اول جنگ ‏ ‏ به پیش آهنگ لشکر داشت آهنگ

بهمله ‡ زخم کاری خورد چندان ‏ ‏ که بی خود یافتندش روز میدان

بدان بودند بدخشوان نا ورد ‏ ‏ کش از هستی کنند اندر زمان فرد

۱۹۴۰ بحجت سر زنندش هم چو حجاج ‏ ‏ برند اسپ و سلاحش را بتاراج

تمرشان گفت حاجت نیست تعجیل ‏ ‏ کشنده کشتنی گیرند بی قول

ولی باید مرا پیش ملک برد ‏ ‏ که من مرد بزرگم نیستم خرد

گر او خواهد ازان خویش کردن ‏ ‏ شما را بار خون نبود بگردن

بدین گفتش سر اندازان اقبال ‏ ‏ روان پیش ملک بردند در حال

* کذا - قافیہ درست نہیں - غالباً کتابت کی غلطی ھے - † کذا - ? ‡ ن: بلا جملہ -

۱۹۴۵ چو دیدش در چنان حالے سپهدار / درونش زان جراحت ها شد افگار

رهانیدش ز خنجر هاے خونی / خریدش باز ازان جاے زبونی

درون بارگاه خویشش آورد / بسے نزل و نوازش پیشش آورد

بعزت کرد اکسون تکیه گاهش / فرو پوشید دامن بر گناهش

بدست خود جراحت هاش می بست / دواها بهر راحت هاش می بست*

۱۹۵۰ بکگیه پیش خویشش داشت معذور / دمے از تکیه گاه او نشد دور

دلش داد و بجان بخشیش جان داد / ازین به بخششے خود چون توان داد

بریسان دیگران را نیز بسیار / نوازش کرد بیش از قدر و مقدار

چو هر مجروح را مرهم رسانید / دواے جان هر درهم رسانید

سپه را داد انعام و مواجب / به بخشش واجبی افزون ز واجب

۱۹۵۵ چو بیش از واجب آمد بذل کارش / ز واجب بیش بخشد کردگارش

پس از فتح نخستین جنبش غازی ملک از جا
ز بهر قلع گبران نے بفائے مسند و افسر

چو شد یک فتح یار شاه غازی / شدش فتح دگر در چاره سازی

ظفر گفتش که اے شاهنشه نو / علم همراهت اینک هاں رواں شو

بدین مژده رواں شد صاحب بخت / که بستاند ز بدخواه افسر و تخت

۱۹۶۰ سپاهے در منال و چهره و سخت / سرے فیروز مند و صاحب تخت

میان کوکبه با قوت دل / رواں شد همچو مه منزل به منزل

عملداران عیشش محترم راے / رقیبان سپهرش مسند آراے

* ن : خست -

مسیحش در دعای زندگانی — خضر هم رهنمای کامرانی

فرشته کز خلافش بیند آزاد — خلافت را بذاتش مژده می داد

۱۹۶۵ قضا می بست بهر مایهٔ نو — سریر ملک را پیرایهٔ نو

قدر می کرد در دهر ملمع — قبای چرخ را ز انجم مرصع

زمانه زین طرب در ناز می شد — در دولت ز هر سو باز می شد

به همت عقل کل می خواست آنجای — که شاگردی کند در پیش آن رای

فلک می کردش از دون الوهی — مبارکباد تخت پادشاهی

۱۹۷۰ ثوابت هم دران کوشش که گویند — ثبات دولتش را مژده جویند

همی کرد اختر از عقد ثریا — نثار تخت سلطانی مهیا

زحل خود لاف مولائی همی زد — دم از اقبال لالائی همی زد

همان برجیس بر امید تشریف — بدانش خطبه می کرد تصنیف

رهش مریخ نیز از خانه می دید — بفتح او حمل را شانه می دید

۱۹۷۵ همی گفت آسمان را آفتابش — که سکه می شوم بهر خطابش

بشادی زهره در ساز خوش آواز — همی کرد از بریشم قول نو ساز

عطارد شغل انشا خواست می کرد — بدان امید طغرا راست می کرد

مهی کانگشتری نقش نیم کار است — بخنصر یار گشتن می نیارست

هوس می پخت اکلیل فلک هم — که افسر من شوم بر فرق این جم

۱۹۸۰ ظلال چتر هم در چرخ رو داشت — که ظل نور یزدان آرزو داشت

همی دیدند تاج و تخت جمشید — جهان شاه نو در خواب امید

بدین آثار اقبال جهانگیر — همی آمد ز بخت راست تعبیر

بهر سوی ده و معمورهٔ معمور — زن و مرد ایمن و مستور مستور

نه بیم اندر دلے ز آسیب خنجر | نه کس را غارتے ز انبوه لشکر

۱۹۸۵ نه بیکاری کشیده از ده سوارے | نه کس کاهے ربود از کشت زارے

خسے را گر ربود از خرمنے مرد | شد از هیبت رخش چوں کهربا زرد

همه کالا بقیمت می خریدند | بریں ساں ره به تیزی می بریدند

ز پالم تا به هانسی و مدینه | چو آهوے حرم میش و نرینه

بصحرا ها ستور و گوسفنداں | ز غصب آزاد و غاصب بسته دنداں

۱۹۹۰ ستور یک لک آں غله جویاں | پر از غله همی رفتند پویاں

ملک را کار داراے که بودند | بهش لک تنکه حاصل وا نمودند

ملک گفتا که گرشش صد لک است ایں | نگیریم چوں حرام و درشک است ایں

علی حیدر هم از بهر خدا را | بسوے حق نمود ایں ماجرا را

بنامیزد زهے عدل و زهے داد | که یارب شاه عادل جاوداں باد

۱۹۹۵ وزاں جانب چو مرتله خاں خاناں | عناں بر تافت از مطلق عناناں

جهانے قلب چوں دریا و چوں میغ | فرو شد درمیان قطرهٔ تیغ

هماں صوفی که خود را صف شکن خواند | صف غازی ملک را دید و درماند

دگر خاناں لشکر دار و سرکش | که بد صف هاے شاں چوں کوه آتش

ملک غازی که زد یک قطرهٔ آب | بمرد آں کوه آتش را تف و تاب

۲۰۰۰ چناں برباد رفت آں جیش منقوش | که از باد قیامت عهن منفوش

فتاد آوازه کز اندک سپاهی | بزد غازی ملک بر قلب شاهی

بهک جنبش که آں پرخاش گر کرد | سزاں ملک را زیر و زبر کرد

بگیتی گشت بلغا کی پدیدار | که مردم در زمیں در رفت چوں مار

ز هر سو رهزن آمد در شر و شور | بهر راهے رونده شد کر و کور

۲۰۰۵ به هر جا غلغله هاے خفته برخاست | بلا دیوانه بیم آشفته برخاست

ره افتادن گرفت از هر کران ها | بماند از راه رفتن کاروان ها

درون شهر هم هوے در افتاد | بهر یک خانه هوے دیگر افتاد

بدهلی لشکرے کافزون ز حد بود | ز هر خانه سوارے نام زد بود

چو بشکست این سواه از مورد پر زور | چو دریا شهر دهلی گشت پرشور

۲۰۱۰ چو زان چابک سواران سر انداز | نیامد بعضے اندر شهر خود باز

همان آوازهٔ لشکر شکستن | دل خلقے فگند اندر شکستن

اگرچه از تیغ و تیر زور مندان | مسلمان را نبود آزار چندان

ولے چون دور ماند ارجمندے | بود در خانه دلها را گزندے

خصوصاً بشکند چون لشکرے پر | بهر کو صد در افتد در تحیر

۲۰۱۵ عزیز خویش هر کس یاد می کرد | ز دوری دمبدم فریاد می کرد

یکے در فرقت فرزند نالان | یکے بهر برادر دست مالان

پدر بهر جگر گوشه بتاپاک | دل مادر ز سوداے پسر چاک

بشهر آمد پریشان خان و سالار | ز خجلت بازوے پیکار بیکار

چو بادے کو وزد وز خس نه بیند | چو آبے کآید و واپس نه بیند

۲۰۲۰ سران تیز رو بر پشت تیزی | چو تیر تیز رو در تیز خیزی

به تیزی هم چو پیکان می رسیدند | بشرم از پشت پیکان می کشیدند

رسیدند الغرض چون بر عرض* تهر | بسوے مهر بد کیشان غرض گیر

حسی † چون دید چندان تهرے زور | که باز آمد عرض را کرده بے هور

ازان سهم آمدش در دل خراشے | کشید آهے ز دل چون دور باشے

* ق ر: عرض = شمار - جائزه - † کذا مشکوک - هور = نصیب -

۲۰۲۵	دلش بشکست و جانش نیز بشکست	توان در استخوانش نیز بشکست
	قرار اندر دل بی تاب می جست	ز سوزش* سینه دم دم آب می جست
	چو پسته در لب خشکش زبان خشک	دهانش خشک لب خشک و زبان خشک
	ازان حیرت که جانش داشت تابی	نمی آمد به بادامش هم آبی
	زبان می خواست تر کردن بگفتار	نبود آب دهانش با زبان یار
۲۰۳۰	پس از دیری که خود را یافت با خویش	سران ملهزم را خواند در پیش
	بحیرت گفت چندین لشکری پر	که صورت کرده نتوان در تصور
	بپری بر زمین و ز آسمان کم	که شد زیرش زمین چون آسمان خم
	ملوک کشور و پهل صف آرای	مهان رزم ساز از تیغ و از رای
	کرا در دل فتد زین سان زنا گیر	که چندین میر میرند از یکی میر
۲۰۳۵	خدنگ انداز چندین با زهها زه	ز یک تیر اوفتند اندر دهها ده
	چو شد کاین تهر ما در خوردهٔ نیست	صف دهلی است آخر خردهٔ نیست
	نجم از سپه گر هست بد روز	زخود رنجم که بختم نیست فیروز
	بدی گر خاتم ملکم سزاوار	شدی در جنگها فیروزیم یار
	مرا چون نیست این فیروز در مشت	چه سود دست از کرم چون خاتم انگشت†
۲۰۴۰	چو خاتم را ز من آن مرد غازی	به نیرو می ستاند، پی نبازی
	من از خاتم شوم زین سان که حالست	رسم در خنصر آن جم محال است
	گرم روزی بدی فیروزی بخت	شدی پایم بدین فیروز گون تخت
	چو فیروزی بران سو رایت آراست	کبودی بالضرورت خیل ماراست
	علم های ‡ سیاه و لعل این شهر	ز خنگ بد دلم شد نیلگون بهر

* ن: تف - † ک: چه سوداست از کلم خاتم در انگشت؟ - ‡ ن: صل هاے -

۲۰۴۵ چنیں مصرے که کردن شایدش مهل — ز فرعونے چو من زد جامهٔ نیل
چوں ایں رنگ آمد از چرخ کبودم — ز رنگ خود چه رنگ آرد وجودم
همه ز انگار تیغ از چرخ شد دور — سکند ز انگار چرخ از تیغ من نور
نه ایں خجلت مرا از تیغ خویش است — که از تهر سپهر سست کیش است
زهے خجلت که در عهدم بما ورد — سوار لشکرے زن شد یکے مرد
۲۰۵۰ مگر رستم ز ذُل ناگه بر آمد — مگر بهژن ز قعر چه بر آمد
مگر کیخسرو آمد بیروں از غار — مگر ضحاک جست از حلقهٔ مار
مگر پولاد وند معجز است ایں — مگر روئیں تن و روئیں دژ است ایں
مگر شه حیدر کرار زنده — که از وے شد وغا را کار زنده
مگر بو مسلم مرده از زمیں خاست — ملک خاقاں ملک زاد از کمیں خواست
۲۰۵۵ اگرچه او هست مارا دشمنی سخت — هم انصافش دهم زاں زور وزاں بخت
بود گر جان من ایمن ز تاراج — خودش بدهم هم اورنگ هم تاج
ز تخت و تاج بے پیوند گردیم — بکنجے از جهاں خرسند گردیم
ولے رسمے است کاں کو افسر آراست — ز بهر خنجرش باید سر آراست
چو سایه کرد بر سر چتر چوں میغ — سر ایمن کے بود از سایهٔ تیغ
۲۰۶۰ چو شیر از دم علم بر سو بر افراخت — سر خود بایدش درپاے دم ساخت *
ز شاهاں خسپد ایمن هر کس و بس — ولے شاهاں نه خسپند ایمن از کس
کنوں چوں نیست از دشمن رهائی — بباید کرد کار پادشاهی
همیں را باید ایں کار گراں کرد — که مارا زیں بلاها بر کراں کرد
ازیں گفتار خسرو خاں بپاسخ — چو شد غازی ملک را فال فرخ

* ن : باخت -

۲۰۶۵ فلک گفت از پئے عالم نوازی — که شد غازی ملک سلطان غازی

ز چرخ انجم سریر آرای او باد — سریر چرخ زیر پای او باد

سخن در رای بد رایان و یاران* بد خسرو
که آن گمراه را بردند† سوی گمرهی رهبر

بجای رای دانا را بود نور — که نبود سایهٔ شمشیر ازو دور

چو رای از تیغ بازوی ندارد — گرانی در ترازوی ندارد

۲۰۷۰ هزیمت گشتگان را رای و تدبیر — بود بعد از خلل برگردن تیر

گریزنده که نبود دل بجایش — چگونه دل بجای آید ز رایش

بپای لنگ مرکب کردن چوب — پس آوردن سوی زور آوران کوب

نماند هیچ صیاد هنر دام — نهنگ پخته را از رشتهٔ خام

فرض القصه خسرو خان بد روز — زبون شد چون ز کشور گیر فیروز

۲۰۷۵ بسی نالش ز بخت خویشتن کرد — دمی با همدمان ترک سخن کرد

پس آنگه پیش خواند اهل خرد را — ز خاطر ریخت بیرون نیک و بد را

طریق مصلحت را ساز پرسید — صواب از رای هر یک باز پرسید

سران ملک هیبت خوردهٔ رزم — شدندش رهنمون در صلح و در حزم

یکی گفتا که حد بستن صواب است — که پل محکم به از تیزی در آب است

۲۰۸۰ همی گفت آن دگر کس نیز کاری — بباید کرد با اندیشه باری‡

فرستیم آن طرف دانندهٔ چند — نمودار غرض را نکته پیوند

که در آرایش هنجار کوشند — دو سوی اندر صلاح کار کوشند

* ن: ایان - † ق: بودند - ‡ ن: کارے -

گر آن سرکش در آرد سر درین کار — که از راه رضا با ما شود یار

ز هانسی هرچه زان سو عرصه داریم — همه در عهدهٔ کارش سپاریم

۲۰۸۵ شویم آسوده دل زین کارسازی — هم از شمشیر کافر هم ز غازی

شویم ایمن بدین تدبیر و تمییز — ازان کافرکش و زان کافران نیز

دگر گفت از سر رعنائی خویش — که چند افزار بر رسوائی خویش

چو ما را عجز حال ما زبون کرد — سلیم* مرده را نتوان فسون کرد

چو کار افتاد و کار افتاده گشتیم — بسیل تند بار افتاده گشتیم

۲۰۹۰ چه جوئیم از کسی در کار یاری — که بر ما می زند شمشیر کاری

کسی کو زد باندک لشکر خویش — جهانی را بزور یکسر خویش

جهانی لشکرش چون گشت همدست — بهنجار و فسون زو چون توان رست

نشاند اقبال و بخت با فرافش — خیال پادشاهی در دماغش

نیاید تا سرش در سایهٔ چتر — کجا سر تا بد از سرمایهٔ چتر

۲۰۹۵ بتندی می رسد انگه شتابان — چو سیل تند کوه اندر بیابان

بافسونی که خواند مرد دم ساز — چنین تند اژدهای کی رود باز

بود حیلت زبونان را زبون گیر — ز برگ گل نسازند اسپر تیر

بکشت سبز چون بد خو شود پیل — بوملمش کشت بان را چیست تاویل

چو باد تند رو در جنبد از دور — چراغ از زیر مقنع کی دهد نور

۲۱۰۰ چو باران از هوا ناوک روان کرد — بدرع کاغذین چون رو توان کرد

دریغی گر بود با چیرگی جفت — بزور چیرگی باید سخن گفت

بشطرنج ار یکی بازی فره کرد — فرو تر گردد ار ترسان شود مرد

* مارگزیده۔

چو کار افتد که باید نقد جاں باخت ‌‌ ‌ مقامر وار با بد خاں و ماں باخت

[۲۱۰۵] هماں پر دل که زیں سر می رسد توز ‌ ‌ نخست از هستئی خود شد سبک خیز

نه بر جاں لرزه کرد ونے بر اسباب ‌ ‌ دژ اندر گل فگند و دیزه * بر آب

نه تنها کرد چوں شهراں مہاں چست ‌ ‌ ز تن شمشیر و تیرش لا جرم رست

چو او برداشت توغ لا ابالے ‌ ‌ خدا از غیب فتحش داد حالے

کنوں مارا هم از دروازهٔ غیب ‌ ‌ بباید خواست نقد فتح در جیب

پس ادهم را صبا کردن بداں سوے ‌ ‌ شدن صد رویه همچوں گل بیک روے

[۲۱۱۰] چو تو بر مسند شاهاں نشستی ‌ ‌ کمر هم بر میاں شاهانه بستی

علم بیروں کش و زایوان بروں آے ‌ ‌ ز دست خوابگه در دشت خوں آے

گره بکشا گرت در سینه عقدیست ‌ ‌ فرو ریز آنچه در گنجینه نقدیست

چناں زن بر سپه موجے ز پرتاب ‌ ‌ که مستغرق شود بل غرق سیراب

زرے را کآفتاب عالم افروز ‌ ‌ بچشم مهر پرورد از سر سوز

[۲۱۱۵] شهاں را گر چه گنج افروز باشد ‌ ‌ و لیکن از پئے ایں روز باشد

نگاه کار چوں ناید بکارے ‌ ‌ چرا سنگے نگه دارند بارے

بده گنجے که بے † انفختهٔ تست ‌ ‌ دگر کاں جست و اکنوں پختهٔ تست

چو شد بازوے لشکر آهن از زر ‌ ‌ برآورد آهن از بازوے لشکر

گرت فتح الهی یار باشد ‌ ‌ فتوحت زیں نمط بسیار باشد

[۲۱۲۰] وگر بر عکس گشت آئینهٔ کار ‌ ‌ بدیگر آئینه رفت ایں نمودار

تو بر رے داده باشی هر چه زاں کام ‌ ‌ چو آئینه بماند روشنت نام

یکے بود ایں و دیگر آں که بارے ‌ ‌ بماند ‡ خصم را آئینه دارے

* ق ر: دیده - دیزه = حصار - † انفخت = سرمایه - ‡ ق ر: نه ماند -

که هست آئینه زرکار پیش و از پس ‏ روان چون آئینه بر دست هر کس

کسی کائینه در سینه دارد ‏ سوی زر پشت چون آئینه دارد

٢١٢٥ همه آئینه کش گیرند در مشت ‏ بسوی در ازین رو می کند پشت

زر ار آئینها را به نمودی ‏ نه سوی پشت سوی روی بودی

هم اندر آئینه ز انصاف بنگر ‏ صفا سوی دگر زر سوی دیگر

هر آن آبی که خواهی دست ازو شست ‏ بزودی دست شو تا بر کف تست *

چو آبست آن که سیمت بر کف آید ‏ که بنماید ولی بر کف نپاید

٢١٣٠ حسن را کامد این گفتار در گوش ‏ شدش خون در دل انکار در جوش

رخ از داروی تلخ ار چه ترش کرد ‏ ولی چون دید سود خود فرو خورد

بناموسی که دادندش کسان دل ‏ شدش در مصلحت یاری رسان دل

علم فرمود بر انجم کشیدن ‏ مراتب ز اختر پنجم کشیدن

درون سوش ار چه پالان بر شتر بود ‏ نمودار دل از بیرونش پر بود

٢١٣٥ بسان حقه سیماب در طرز ‏ برون سخت و درون سو لرز بر لرز

چو کیش تیر بود از بخت سنگین ‏ درون صد سهم و بیرون چرم رنگین

چو ماهی بود نفس از بهر کارش ‏ برون جوشن درون سو خار خارش

خوی او در دهلی و جان در دوادو ‏ تنش در شهر و جان در دهار و ماندو

گریزش بود چه سان باشد ز دشمن ‏ که صد فرسنگ جان بگریزد از تن

٢١٤٠ چنین ترسی کسی را که بود که ‏ که او از جان رمد جان وی از وی

برون آمد برسم تاجداران ‏ جهانی پر شد از چابک سواران

صف آرایان بگردش صف شکن هم ‏ فراوان پیل جنگی پیل تن هم

* ن: دسته.

ز پیلاں در خرامش چند در چند — صد البرز گراں بل پانصد الوند

همه چوں دیو لیکن دیو با جنگ* — همه چوں کوه لیکن کوه بے سنگ

٢١٤٥ برادر خانخاناں مرتد شوم — سواں زاغ چهراں چوں یکے بوم

بگردش هندواں پر ز تلبیس — چو عفریتاں هائل گرد ابلیس

مسلماناں که خدمتکار هندو — بسان سایه گشته یار هندو

چناں آمیخته با آں سیاهاں — که خیرات مسلماں با گناهاں

ز هندو و مسلماں لشکرے پر — که زاں شد گبر و مومن در تحیر

٢١٥٠ خرامش گر شد از دارالخلافت — نمانده هیچ بهر جنبیدن مسافت

بر آمد پیش حوض خاص دهلیز — سرا پرده بر آمد هر طرف تیز

ز تشویش ملک غازی که ناگاه — رسد با سهل و اندک فوجے از راه

سپاهی کو نگنجد بیست فرسنگ — با نبوهے فرود آمد چناں تنگ

که اندر خیمهاے فلچه کردار — صبا را جاے جنبش بود دشوار

٢١٥٥ صفے † کز اژدهاے شد گزیده — بلورے مار پیچے بد خزیده

لوی ‡ کردند ناهموار در پیش — که باد از وے سر آید در تگ خویش

پس پشتش النگ $ گل کشیده — سپه را در درونش دل کشیده

دروں سوے النگش حوض روشن — ز هر بادے همی پوشید جوشن

سپه گوئے گرفت از حوض تعلیم — که پیش از جنگ جوشن داشت ازبیم

٢١٦٠ اگرچه حوض دورے مختصر داشت — همه لشکردراں حوض آب وخورداشت

بگرمی می رسید آوازه هر روز — که انکه می رسد آں مرد کیں توز

---

*ک : پاجنگ = کفش - † (کذا) ‡مشکوک- لور = گڑھا یا بل] -

$ النگ (بفتحتین) = دیوار مور چال] -

گزشت از سرستی و آمد بهانسی — از و یک ذات و از دیگر شهان سی
بدهای هر چه او نزدیک می شد — جهان بر هندواں تاریک می شد
چو خورشیدے که بارد بر جهاں نور — بود بر شب پوک تاریک و دیجور

۲۱۶۵ ذخیره دادن و تاراج بیت‌المال از خسرو
بران گنجے که جمع از باختر کردند و از خاور

بقدرت به زر و گوهر فشاندن — که نبود سینه لرزاں در فشاندن
ز بیم دشمناں بخشیدن مال — کند نام بزرگی را فرو مال
نه آں کس کو فشاند نام گیرد — نه آں کس کو برد منت پذیرد
چو گل کاز شاخ زر هر غنچه بندد — چو زر بر بست هم بر وے بخندد
۲۱۷۰ چو زاغے کو خورد میوه بمقدار — ز بن بر شاخ بیروں افگند بار
چنیں نا داده به گنج گراں قدر — که هم بدره شود نقصان وهم بدر
فرض القصه تا منصور و ناصر — چو بیروں شد ز قصر از بخت قاصر
جهاں را بیں چه سودا بر سر آمد — که در شهر خدا غوغا بر آمد
دل افگنده* که خوابها گوش می کرد — بسنگ انداز باده می خورد
۲۱۷۵ دلش بیں کوچه بے دینی روا داشت — که سنگ انداز در شهر خدا داشت
ز بیم آں که زر تاراج گردد — سر با تاج هم بے تاج گردد
اشارت کرد گنجے زر کشادن — مراد عالمے را در کشادن
بروں زد کوه هائے نقره و زر — ز زر و نقرهٔ، گوئی فزوں تر
ز اندازه فزوں می برد هر کس — چو بادے کو برد خاشاک یا خس

* کذا - نامفهوم - دوسرے مصرعے میں تیسرا لفظ اُڑ گیا ھے مولوی رشید احمد مرحوم نے " گوئی " قیاس کیا ھے -

۲۱۸۰ ازاں زر ہاے چوں انگشت سوزاں ‌ ‌ ‌ چراغ کام ہر کس شد فروزاں

ز زر والا شدہ ہندوے ہر کس ‌ ‌ ‌ چو دودے کو بر آرد سر ز آتش

ز مال بے کراں گبران زر سنج ‌ ‌ ‌ چو ماران سوہ غلطودہ بر گنج

شدہ از سکۂ زر بدرہ حاصل ‌ ‌ ‌ بیک بدرہ ہزاراں بدر کامل

ز چرم خام دیلدار ری و بلخ ‌ ‌ ‌ بروں می ریخت صد کان مہ زیک سلخ

۲۱۸۵ بقدر واجب خود ہر سوارے ‌ ‌ ‌ بواصل داشت دہ یوے شمارے

بہ بعضے فوج می دادند گنجے ‌ ‌ ‌ بہ بعضے کان زر بے ہیچ رنجے

کسے دہ قرص زر پختہ ناں برد ‌ ‌ ‌ کسے از نقرۂ کان، صحن و خواں برد

کسے * را چند زر کلہا بکف کرد ‌ ‌ ‌ کسے از تنکۂ بدمہ علف کرد

کسے از مہر کہنہ وجہ نو یافت ‌ ‌ ‌ کسے نو سکہ سہم زود رو یافت

۲۱۹۰ بآئینے کہ ناید در عبارت ‌ ‌ ‌ ہمی شد مال بیت المال غارت

بخانان و ملوک و کار داراں ‌ ‌ ‌ ز دریا موج بد بے سہل باراں

متاعے کز خزانہ برد ہر یک ‌ ‌ ‌ کر و ر تنکۂ زر بود نے لک

رسید آں گنج ہاے پر بتاراج ‌ ‌ ‌ کہ گر تودہ زنند از بہر محتاج

نہ شاہین ترازو سنجدش باز ‌ ‌ ‌ نہ بر بالا کند شاہینش پرواز

۲۱۹۵ بخواری روے شد نقرہ بہر روے ‌ ‌ ‌ رواں شد جوے زر در پوش زر جوے

ز بوسی † بسکہ ہندو سہر خور شد ‌ ‌ ‌ ہمہ تہال برنجش تہال زر شد

مسلماں زر اگرچہ بے کراں برد ‌ ‌ ‌ کہینہ ہندوے دو چند آں برد

اگرچہ بردن زر بے کراں بود ‌ ‌ ‌ و لیکن بیم آہن ہم گراں بود

* مشکوک۔ بدمہ = بہرہ] ؟ † فرہنگ جہانگیری میں یہ لفظ سیری درج ہے اور یہی صحیح ہے۔

همیشه دم بدم آوازه در شهر که اینک دهره* زن شد صفدر دهر

۲۲۰۰ گزشت از هانسی آمد در مدینه فهکن عوزه دین الهدینه

ازاں آیند دیں مقدار نو یافت مدینه چهدر گراز نو یافت

چو در رهتک سه پاید کرد رایت ولی عهد نبی شد در ولایت

چو در مندوتی آمد حبیش منصور بدهلی شد دمیده نفخهٔ صور

چو زنده ناں فرامش کرد برخوان و فر المرء من امّه و اخوان

۲۲۰۵ چو گرد آں سوه پر شد بپالم بچشم هندواں شد تیره عالم

چو نور افگند بر کوه کسلبور شد آں سنگ از صفا رخشنده چوں طور

علم کز حوض سلطان عکس بنمود مناره حله بست از ظل ممدود

چو میلے چند ازاں نزدیک تر شد سپاه هندواں زیر و زبر شد

ازاں جا سوے آب حوض ره جست ز تیغ آلایش یک رزم زاں شست

۲۲۱۰ پر از دهلیز و خرگه شد سراسر همه صحرائے لهراوت ز لشکر

پس پشت آب جون و پیش دهلی کجا یاره ستادن جیش دهلی

ز رود جون همی آمد ندائے ظفر با خوش دلی می کوفت پائے

ملک فخرالدول بر روئے لشکر چو شهراں برتنش هر موے لشکر

جوانے هم چو بخت خویش بیدار ربوده خواب بیداراں بیک بار

۲۲۱۵ بگاه تیغ هر زخمش بلاے هر انگشتے بدستش اژدهائے

بهوں† هر پیکش چوں بهل کشتی که گردد فرقه در گبر کنشتی

بهر سوئے بتندی عزم می کرد همه تدبیر کار رزم می کرد

ازاں سهمے که زد در سینه خنجر نمی خفتند بیداران لشکر

* ک: دیره - † ن: بلا نقطه مشکوک ک: پهن (= چوڑا) ؟

وگر کس دیده بهر خواب می بست — ز هیبت هر زماں از خواب می جست

۲۲۲۰ ز صفرا مانده خلقی بسته دنداں — بلب گم کرده دندانهاے خنداں

فراهم گشته هر جا خاصه و عام — دریں قصه که چوں گردد سر انجام

بهر جمعے جز ایں گفتار کم بود — بهر دل جز غم پیکار کم بود

همه شب ها کساں در بیم و تشویش — چو پیر و روستائے را سر و ریش

خصوص آں شب که روزش خواست شد جنگ — جهاں شد بر سواراں حلقهٔ تنگ

۲۲۲۵ کسے داند که ایں تنگی چه ساں است — که در دل تنگیش از بیم جان است

مبادا تنگی دل هیچ کس را — که تنگ آرد درون دل نفس را

حدیث دومیں فتح ملک غازی و وا گفتن
ز ترتیب سپاه و جنبش و بر کوب و کر و فر

کسے کش بشگفاند بخت روشن — گل فیروزی از فیروزه گلشن

بهر کارے که اقبالش کند ساز — شود درهاے فتح از هر طرف باز

۲۲۳۰ شگالے در صف او شیر گردد — سپر در دست او شمشیر گردد

چناں باید بسد عصمت آرام — که جوشن گرددش دیبا بر اندام

دعائے بد کند گر سوئے او راه — شود تبت یدا' نصر من الله

بهر چاره که گردد حیلت اندوز — صواب آموزدش چرخ بد آموز

کشاید گر بر آهو ناوک چیر — ز آهو بگزرد دوزد دل شیر

۲۲۳۵ بعالم گیری اندر بیم و امید — شود هر گوهر تیغش چو خورشید

بر او دشمن چو تیر انداز گردد — ازو هم سوے دشمن باز گردد

سواری را کمند گر بر فرس جهد — جهان پیل بنده بهر او مهد

اگر لشکر کم است وگر فزوں است — چو فتح آمد ز اندازه بروں است

کسے کایزد بلندش خواست کارے — سپاه و لشکر آنجا کیست بارے

۲۲۴۰ بدان سان کایت فیروزی و نصر — کنون دیدیم ز ایزد بر همه عصر

چنان بود این حدیث تیغ بازی — که چون اندهت در آمد شاه غازی

شب جمعه حسن شد در پئے کار — که فردا رایت افرازد به پیکار

دران غوغا که هر کس بود مفتون — نهانی رفت عین الملک بیرون

چو بنیادے ندید از ملک عیبنش — عزیمت شد بشهر خود اُجیینش

۲۲۴۵ همه شب بود خسرو لشکر آرائے — سران و سرکشانش نیز بر پائے

چو صبح جمعه تیغ تیز برداشت — زمانه غلغل خونریز برداشت

همه تن سپهر گردون تیغ کین داشت — زحل آبی و مریخ آتشین داشت

بعزم رزم شد ترتیب لشکر — ازان هر روز ترتیب آهنین تر

چو خورشید درخشان در تلا — بر آمد چون سنان یک نیزه بالا

۲۲۵۰ روان شد تند خسرو خان بد روز — بکین سوے ملک غازی کین توز

سپاه آراسته از شرق تا غرب — تو گوئی خواست کردن با فلک حرب

صفے چون هفت جوش آهن نگویم — که جز سبع شدادش من نگویم

ز دست راست گشته کینه گستر — دو صوفی نوش خون را شسته ساغر

یکے خان یوسف صوفی به تعجیل — که مصرے گیرم از شمشیر چون نیل

۲۲۵۵ دگر با او کمال الدین صوفی — کمر بسته بکین چون میم کوفی *

همانجا قرقمار اندر تگ و تاز — که بود از سایستی † سر افراز

---

* کوفی خط کوفی- ن : لوفی- † قرہ قمار نامی ایک امیر کے بیٹے کو "شائستہ خاں" خطاب دیا گیا تھا - یہاں اسی سے مراد ہے اور غالباً مصرعہ یوں ہے :

" کہ بود از خان شائستہ سرفراز " -

همانجا با وکهل باب کافور	بحرف مهر داری گشته مشهور	
همانجا راست کرده فوج پیکار	شهاب آن بار بک را نایب کار	
همانجا خاص حاجب بود قیصر	همانجا پهلوے کافور عنبر	
هماں جانب بکیں میر اوده بود	بهاء الدین دبیرش هم مدد بود	۲۲۶۰
بدست چپ هم انبه لشکرے سخت	هوا داران خسرو خان کم بخت	
یکے مرتد * گله خوک خواری	ز دیگر خوک خواراں جسته یاری	
دگر رن دهول یعنی رائے رایاں	دگر کج برمه وناک † ازتیره رایان	
دگر سنبل که حاتم خانش خوانند	امیر حاجب سلطانش خوانند	
دگر آں مال دیو آفت انگیز	که رفت و باز گشت از بهر خون ریز	۲۲۶۵
دگر اصحاب دیواں جمله باهم	شده دیوان عارض هم بداں ضم	
دگر بد تبلغائے یغده زاں سوے	همانجا نیز‡ رمضاں گشته کین جوے	
امیران دگر را کس چه داند	که این جا یک به یک را بازخواند	
همه نو میر گشته پاره گوشاں	بخون رازی چوخون خویش جوشاں	
فلاساں را چو نام خود دراں پاس	سناں سر تیز گشته خنجر الماس	۲۲۷۰
خراساں پیش صف پیلاں جلگی	چه مست معبری چه پهل بنگی $	
براو گرد پیلاں شد صف آرائے	سوارے ده هزار از رانه ورائے	
سپاه دوزخی چوں کوه آتش	سیاهانے بساں دود سرکش	
ز زنگ روئے شاں ظلمت بهر سوے	شده دشت از سیه رویاں سیه روے	

* مراد حسن کے بھائی خانخاناں سے ہے، جسے برنی بھی لکھتا ہے کہ مرتد ہوگیا تھا - † (کذا) ممکن ہے کہ صحیح لفظ کج برمہ ناگ ہو - ‡ ن: پیر (؟) - $ بنگالی -

۲۲۷۵ دراں تاریک چہراں عقل شہدا | نشان کفر شاں در چہرہ پیدا
اهر دیو و ابر دیو و اسر دیو | اپاد الله گلا دیو بر دیو
دگر * نرسوی سائیں سہ برسیه | ز بر خوردن نشسته سیه بر سیه
دگر هرمارو بهری مار و ہر مار | سخن شاں مار مار و سر بسر مار
بزلی صندلی کالوده در بر | ز خجلت خشک گشته صندل تر
۲۲۸۰ خورد در گرد صندل مار اگر تاب | بد آں جا گرد ماراں صندل قاب
رواں بأخشت و ز ویپیں هندو گستاخ | چو آهوے سیه بالا زده شاخ
همه از بهر مردن بهر ماں † بند | به تیغ بهر مانی گشته خرسند
بلے رسمے است هندو را در آهنگ | که بر سر بهرماں بندند در جنگ
سگے مرتد براں کبراں سپه دار | بساں صبح کاذب در شب تار
۲۲۸۵ فلک کو جز بموس مهر نگماشت | طلوع صبح صادق چشم می داشت
بسے راوت بگرد رانه و رائے | بسے پایک گراں زخم و سبک پاے
برنج خورده در خورده در اندام | ز رایت برده در روئیں تنی نام
یکے روئیں تن اندر پیش شاں تهال | دگر روئیں تن اندر پیش شاں نال
ازاں پرچم که هندو گاو دم بست | بریش گاو دم صد اشتلم بست
بسے دنداں خوک آویخته هم | که از شیراں نه ایم اندر وغا کم
۲۲۹۰ بسا کس بهر برد هندوئے لوز ‡ | هم از سر خاسته هم از همه چیز
بهت $ پیکار با آں نابکاراں | چو افسوں گر بگرد سایه داراں
بسے گنده نمک هم گشته در خیز | خروشاں چوں نمک در آتش تیز

* (کذا) - † ایک ریشمی کپڑا - ‡ ک : هیز - بمعنی نصف مرد برد کی رعایت سے - $ بهات (جنگی) -

سپه نیمے مسلماں نیمهٔ گبر — بہم گشته سیه ابر و سپید ابر

۲۲۹۵ بعکس کار گیتی داده منشور — بیک جا جمع کرده ظلمت و نور

بدیں ترتیب لشکر راند خسرو — کشیده بر فلک بانگ رواروو

ہماں رو رو که آں بد حال می زد — ز بہر رفتن خود فال می زد

سپاہے کس چه داند وصف آں کرد — که بادش وہم را در دل گراں کرد

ز آہن آسماں در تاب گشته — ز لرزانی زمیں سیماب گشته

۲۳۰۰ بلرزه چرخ سیمابی ہم از تاب — بسان عکس سیماب از ته آب

عناں داده بجولاں شیر مرداں — طلب کار نبرد از ہم نبرداں

زره پوشاں آسوده زیر پولاد — چو جوے آب روز جنبش باد

نموده اندر زره ہندو و لالا — چو عکس آب سرته پاے بالا

بجوشن مرد گاه کینه جوئی — خیالے بود در آئینه گوئی

۲۳۰۵ بجوشن گوئی ہر تیره جانگے — دروں رفته است در ماہی نہنگے

بسا پخته که زیر خامش اندام — چو پخته کو کند جا در دل خام

چو در پیش ملک غازی رسیدند — بغوغا خنجر کیں بر کشیدند

نمود آں روز پر دل در پئے جنگ — چه چاره چوں رسیدش کشته و تنگ

چو دید آں جمع خیل خاص را خواند — دریں کارے که پیش آمد سخن راند

۲۳۱۰ که کارے سخت پیش افتاد مارا — زمان یاری است ار ہست یارا

بمہر خویش چوں خویشاں دلسوز — شما را پروریدم بہر ایں روز

کنوں وقتیست کاندر حق یاری — کنید آں پرورش را حق گزاری

ہمه مردانه گاه خفتن و خورد — ولیک ایں جا شود پیدا حد مرد

بسا مرداں که جلدند از زر و زور — نوک گله کنند اندر شر و شور

۲۲۱۵ سران زور مند و کار دیده — که بودند این عمل بسیار دیده
ملک را جا بجا همدست بوده — کششها کرده کوششها نموده
بدست پیش ازان سوگند خورده — بجهد و جان سپاری عهد کرده
همه * دل را بجان بازی سپردند — خیال جان و مال از دل ستردند
ببوسیدند خاک از راه تعظیم — نهادند از سلامت سر به تسلیم
۲۲۲۰ که مارا چون کرم هائے تو پرورد — بباید مرد را شکر کرم کرد
چو جائے شد مهم هولناکت — نه جان ما به است از جان پاکت
دران جائے که از رخشت چکد خوے — برغبت خون خود ریزیم صد پے
سر ما چون کلاه از دولتت یافت — سر از حکم کلاهت چون توان تافت
سرے کز تیغ هر روزش سلام است — ز تو بر گردن ما مانده وام است
۲۲۲۵ تو در هر جا که گوئی تا توانیم — بگردن کرده آنجا پیش رسانیم
همیں دم بیں که در یک حملهٔ کار — باندک می زنیم آن قلب بسیار
چو لشکر کاردان را پاسخ این داد — سپهرش مژدهٔ تاج و نگیں داد
سبک غازی ملک شد در پئے جنگ — سپاه کوه وش را کرد بے سنگ
چو او از فتح و فیروزی طلب کرد — جوادش بهرجان بخشی طرب کرد
۲۲۳۰ همی جست او مدد ز ایزد تبارک — همی گفت آسمان الله بارک
بآئین نخستین لشکر آراست — بهرجا لشکر آرائے بر آراست
سر صف مهمله حاضر باخلاص — بهاء الدوله خواهر زادهٔ خاص
بفوج دومیں شیر سبک عزم — ملک بهرام ابیه رستم رزم
بدیگر فوج ازان پس پهلوئے کار — علی حیدر بهر دو نام کرار

* ن : ز -

۲۳۳۵ بسوے میسره در کوه کهر بلند — ملک فخرالدول شایسته فرزند

بهیکر فوج هم چون سعد و قاص — اسد والا برادر زادهٔ خاص

بدیگر فوج بود آماج دارے — جوش * فوری شها ب اسفندیارے

سر صف میر هادی صفدر شرق — به تیر و تیغ هم باران و هم برق

بقلب اندر گزین خاص تقدیر — ملک غازی سپه دار جهان گیر

۲۳۴۰ ز عون حق یزک در پیش کرده — توکل هم عنان خویش کرده

نه هم چو دیگران ز آهن† چغل پوش — سلیم از عصمت یزدانش بردوش

دور محض در چپ و در راست درنای — رسیده سر بگردون پای برجای

تو پنداری که خورشید فلک راست — سماک رامح و اعزل چپ و راست

سنان نیزه هاش اندر تلالا — گذشته ز اسمانها نیزه بالا

۲۳۴۵ علم ماهی و او با فر شاهی — چو سعد اکبر اندر برج ماهی

پهر سو شاه بازان برانه — پر طاوس را بسته نشانه

که آن غازی ملک هر جا که زد کوس — همایون داشت بر خود پر طاوس

که زان یمن از سپاه کافر شوم — پرانیده بسے سر با پر بوم

زطاوسے که زین سان داد اثر ها — پهر بوم مغل رفته خبرها

۲۳۵۰ حدیث آن پر طاوس میمون — چنان در بوم ها گشته همایون

که این آوازه زان گهران در هم — کله با پر بوم افکنده سر هم

غرض آن روز چون طاوس افلاک — ز بال نور کرده آرایش خاک

ملک فرمود تا هر صاحب کوس — به بندد بر علمها پر طاوس

که تا فرقے بدانند خصم بد سیر — ز رایات ملک با رایت غیر

* کذا - † جوشن -

۲۳۵۵ چو شهبازے که از قوت نه از کید ‌‌ ‌‌ همه طاؤس هندوستان کند صید
سپاه از هر دو جانب گشته در جوش ‌‌ ‌‌ جهان کرده سلامت را فراموش
بجوش آن طائر فرخندهٔ رزم ‌‌ ‌‌ به پرواز شکار انگیخته عزم
اجل دندان بخوردن تیز کرده ‌‌ ‌‌ امان بهر گریزش خیز کرده
ز خون خود هزبران دست شسته ‌‌ ‌‌ سنان و تیغ شان ز اندام رسته
۲۳۶۰ مبارز جوے و جولان گر بهر سوے ‌‌ ‌‌ سر بے خود را بالا زده موے
غزان را بس امید از خود بریده ‌‌ ‌‌ ز سهم تیر پرّان جان پریده
ز بودا بود ز انسان سرد گشته ‌‌ ‌‌ که لب شان خشک و روشان زرد گشته
ز جنبش هاے لشکر غرب تا شرق ‌‌ ‌‌ زمین می خواست در دریا شود غرق
دران جنبش که عالم پر بلا بود ‌‌ ‌‌ نشانیء ملک غازی "قلا" بود
۲۳۶۵ ز آواز "قلا" هنگام خونریز ‌‌ ‌‌ جهان در چشم خسرو گشته شبدیز
چنان شد گرد بر خورشید منظور ‌‌ ‌‌ که نورش خاک گشت و خاک شد نور
ز بهر مومنان کا فتند در خاک ‌‌ ‌‌ رسیده مژده هاے رحمت پاک
ملایک فاتحه آغاز کرده ‌‌ ‌‌ در فردوس رضوان باز کرده
سعاده حور و غلمان بهر آشام ‌‌ ‌‌ رحیق سلسبیل افکنده در جام
۲۳۷۰ ز بهر روح چندالان و میوان ‌‌ ‌‌ که هم در سوختن گردند دیوان
ز زنگ سوزش ایشان بناموس ‌‌ ‌‌ سقر بر آتش خود خورده افسوس
ملک غازی درین دم پر دل و شاد ‌‌ ‌‌ به تنها سوے پیلان رفت چون باد
درون شد بے هراسی بے بتعجیل ‌‌ ‌‌ کجا هیبت خورد پیل افکن از پیل
همیوانی که باشد صفدران را ‌‌ ‌‌ همی سنجید هر کوه گران را
۲۳۷۵ که چون در حمله جنبد هر یک از جا ‌‌ ‌‌ چسان باید فرود افکندن از پا

ز دل سنجید نے از زور بازو ‌ ‌ ‌ ‌ که تیر از کوه چون گردد ترازو

چو میزان بست شاهین خیالش ‌ ‌ ‌ ‌ بصید پیل تیر و کرده بالش

بقلب خویش باز آمد جهان گیر ‌ ‌ ‌ ‌ عنان فتح کرده آسمان گیر ۲۳۸۰

مظفر گشتن غازی ملک بر لشکر خسرو باندک فوج و لشکر، پیل وصف درهم زدن لشکر

چو آمد هر دو لشکر روے در روے ‌ ‌ ‌ ‌ بعزم دست بردن موے در موے

ز سوے خسرو مد بر یکے فوج ‌ ‌ ‌ ‌ برون زد هم چو از دریاے پر موج

چنان در حمله باتندی پے افشرد ‌ ‌ ‌ ‌ که یک فوج ملک غازی ز جا برد

ز صف بگذشت و در بنگه در افتاد ‌ ‌ ‌ ‌ ز غوغا خلق هر یک دیگر افتاد

بسے فوج گران هم روئے بر تافت ‌ ‌ ‌ ‌ عنان را هر کسے سوے دگر تافت

نرفت از جا ملک غازی بیک جوق ‌ ‌ ‌ ‌ که گیرد از نبرده خویشتن ذوق ۲۳۸۵

سوارے سی صدش دنباله و بس ‌ ‌ ‌ ‌ نمانده دیگرش از پیش و از پس

چو دید این حال با تندی بر آشفت ‌ ‌ ‌ ‌ ز خشم آلودگی با حاضران گفت

که من تنها نه ام تا سر بجا هست ‌ ‌ ‌ ‌ نخواهم یاریء یارم خدا هست

هنوز این راز بودش با خداوند ‌ ‌ ‌ ‌ کش از هر سو در آمد صفدرے چند

یکے بهرام ابهه رزم سازے ‌ ‌ ‌ ‌ که از هر گرزے اندازه گرازے ۲۳۹۰

دگر دین را اسد کین را چو آذر ‌ ‌ ‌ ‌ برادر زاده در معنی برادر

دگر شایسته خواهر زادهٔ خاص ‌ ‌ ‌ ‌ بهاء الدین دلے پر صدق و اخلاص

دگر والا ملک شادی که او هم ‌ ‌ ‌ ‌ بفرزندی است عقدے بسته محکم

چو گشتند این همه یک جا فراهم ‌ ‌ ‌ ‌ بحیله پانصدے شد بلکه زین کم

۲۳۹۵ ملک غازی چو دید از پیش و از پس   همین مقدار فوجی اندک و بس
نیندیشید ازان انبوهئی پر   که گرد چترش آمد در تصور
سمک تکبیر گفت و تند بر کوفت   به تندی سوی چتر و چتردور کوفت
بران سان حملهٔ آورد جوشان   که گشت از حمل آن صحرا خروشان
۲۴۰۰ فتاد از حملهٔ آن خوب کوشان   پریشانی دران جمع پریشان
نجوم فتح کانجا شد سهیا   بنات النعش کردند از ثریا
ز تیران کمان سخت بازو   نه دل بل سنگ خارا شد ترازو
کمان یک مشت بود و تیر نه مشت   سواران را بدان ده مشت می کشت
گرفته زاغ بر شاخ کمان جای   صلامی داد کرکس را که پیش آی
۲۴۰۵ به زاغان طعمه چرم و استخوان بود   ولی زاغ کمان را طعمه جان بود
طعانه سینه را دروازه می کرد   بقفل دل کلیدی تازه می کرد
دران دلها که بادش سخت کین بود   کلید نی بقفل آهنین بود
ز سوری کان نه کم بود از کتاره   جگر می شد چو سوری پاره پاره
ازان گلمر * که دل برد و روان هم   ز هر تن لاله رست و ارغوان هم
۲۴۱۰ یک انداز از هزار اندازئی خویش   هزار افگنده در هر بازئی خویش
ملک هر سو که مرکب را عنان داد   هم اندر دیدنش بد خواه جان داد
یکی کافتاد پیشش ناگهانی   خرید از بیلکش زخمی بجانی
ز بس کز پر دلی بر چتر زد سخت   نگون گردش بفرق آن نگون بخت
فتاد آن چتر و آن ترکیب بشکست   مراتب را همه ترتیب بشکست
حسن سوی گریزان رفت سر گم   دگر سر گم سوارش نیز در دم

* پیکان -

۲۴۱۵ گران سر گشته گم در گم نرفتی — سرش گم گشتی از سر گم نرفتی

هم آخر دور چرخش اشتلم کرد — چو پاگم کرده بُد سر نیز گم کرد

ملوک از بس که خوں آلوده رفتند — ز گرد کم غبار آلوده رفتند

حسن بس کاں غبار غم فرو خورد — شدش رخساره چوں گل چوں گل زرد

سرا سوبه سپاهی پیش فوجی — گریزاں گشته دریاے ز موجی

۲۴۲۰ نه پیلے را بجنبش زور پا بود — نه پیل افگن یلے را دل بجا بود

علم از تیر بر بالاے پیلاں — شده پر خار چوں شاخ مغیلاں

هزبراں پشت سوے تیغ کرده — بسوے پشت روے تیغ خورده

گریزاں هر یکے افتان و خیزاں — تنش از جاں و جاں از تن گریزاں

اجل با جمله بارے کرد زاں جنگ — چو دیوانه که بازد شیشه برسنگ

۲۴۲۵ یکے را بود زخم نیزه بر پشت — یکے را حربه در دل رفته با مشت

یکے را جان شیریں گشته زه گیر — یکے در تلخیء جاں کندن از تیر

یکے را چاک پهلو خنده در کام — یکے را زخم خوں گریاں در اندام

یکے را در دهاں انگشت زاری — یکے انگشتوارش زخم کاری

یکے را تیغ بر زانو رسیده — یکے را آهنه زانو بریده

۲۴۳۰ یکے را خوں ز شه رگها گشاده — یکے بے خود میان خوں فتاده

یکے افتاده بود و زخم خورده — یکے می شد یکے را زخم کرده

یکے را آمده شمشیر بر روے — یکے را نیزه در رفته به پهلوے

یکے غلطیده جاں می کند در خوں — یکے را جاں ز تن می رفت بیروں

یکے از تشنگی مرگ بے هوش — یکے سیراب خونهاے جگر جوش

۲۴۳۵ یکے از عجز تن دادہ بہ تسلیم — یکے در لورو لو* در می شد از بیم

یکے در خار پنہان سر دروں برد — یکے ہم درمیان خار بن مرد

نہنگ آہنگ از در ہا سواراں — دواں بے دست و پا مانند ماراں

چناں در دست و پا افتاد مردم — کہ شد ہر مردمے را دست و پا گم

اگرچہ پشت شاں رو بود ہر سوے — ہمہ سو پشت گشتند از ہمہ روے

۲۴۴۰ بسا پویندہ را کاندر دوا دو — ز زخم تیر خورد آں گشت جو جو

اگر می جست مرغے در میانہ — ہمی شد ریگ ریگش سنگدانہ

سوار تدر صف فیروز منداں — ز فیروزی چو بخت خویش خنداں

گریزندہ قفا کردہ سوے جنگ — دلاور در قفایش کردہ آہنگ

چناں از تیغ داد زخم می داد — کہ اندر نقرہ گم می گشت پولاد

۲۴۴۵ پلارک تخم می شد در جگر ہا — مبارز در زمین می کشت سرہا

یلاں را زخم خنجر مست مانع — شراب مرگ شاں دارو ے نافع

سر گبراں ز شمشیر فزا کوش — تو گوئی عاریت بودست بردوش

تراقے کز عمود و ترک می خاست — ز دلہا خوں ز سر ہا مغز می کاست

زنندہ ہیچ سوے گرز نگزارد — کہ در پشت استخواں ہا رانہ گرد آرد

۲۴۵۰ ازاں در خوں سرشتہ آرد خام — خورشہا پختہ شد بہر دد و دام

شگالاں سیخ کردہ سبلت خویش — کہ روزی گشت تتماجی ز حد بیش

شنیدستم کہ در صحراے نا ورد — دل و چشم است خورد کرگس از مرد

دراں دشت از دل و از چشم ہر کس — چناں پر چشم و پر دل گشت کرگس

کہ نے دل می شدش در چشم دیدن — نہ چشمش رفت سوے دل کشیدن

* بمعنی اژدها - † مشکوک -

۲۴۵۵ دران هنگام کافت را صلا بود — به یک جا گبر و مومن در بلا بود
مسلماں بر مسلماں تیغ کم زد — مگر هندوے کهوکهر کیں قدم زد
معاذالله که گر شمشیر خوں ریز — بخونریز مسلمانان شدے تیز
شدے روشن که چوں گشتے ز بنیاد — مسلمانی خراب و جلت آباد
ولے می شد ز هندی براو — کماء من بها بیع دماء

۲۴۶۰ ازاں سرهائے هندو گوئی افلاک — سراسر جو ز هندی کاشت در خاک
فتاده هر سو آں تا خوب فالں — بروے خاک هم چوں فال زالں
ز هر تن تیر روزن ها کشاده — عجب بیں تیر در روزن نهاده
خدنگ ترکی و تیر خطائی — چو قد دلبراں در دلربائی
بهر سو سیل خوں رانده ز هر تن — کماں رستم و باران بهمن

۲۴۶۵ شده در هیکل هر دیو در جوش — چه بیژن پر از خون سیاوش
سناں در سینهٔ آں تیره کیشاں — زباں می داد و دل می برد ازایشاں
بهیں واوت که در زور آزمائی — بروے پهل گفتی سور بهائی
چو بکشادند تیر بے خطا را — بزاری گفت "هے هے تیر مارا"
ز خوں گبر و مسلماں هر دو رهاں — ز دین دیان و دیاں دین * دهان

۲۴۷۰ ملک غازی درین رزم ایستاده — سواران روے در غارت نهاده
که نا گاهاں ز هندوے پر آشوب — یکے فوج کمیں گه کرد بر کوب
هزار افزوں براو سیه روے — برو سرخی ز خون خویش رو شوی
شد او غازی ملک بر چرخ تکبیر — ز گبر آواز ناراین هوا گیر
در آمد زاں سپاه آں حملهٔ تیز — رواں شد خنجر هندی بخوں ریز

* ن : دی - ؟

۲۴۷۵ زد آن فوج براو بر علمها — بسے کلک علم ها شد قلم ها

علم هاے ملک غازی فرو خفت — همه ماه علم شد با زمین جفت

تعالی الله ملک غازی چه دل داشت — که با آن حمله جاے خویش نگزاشت

در آمد پیلک پیلک زبان تیز — ازاں دوزخ روان گشت آتش انگیز

همی غلطید هر کوهے ز کوه — چو کنجشک از تفنگ زاغ از کروه *

۲۴۸۰ ز زخم تیر در یک چشم زد گشت — سیاه و لعل وام از کشتگان دشت

ز هندو تیر زوبینے همی جست — که در خارا نشیند لیک ننشست

بداں نیرو که هر ترک هنر بین — همی زد تیر و رو می کرد زوبین

ازاں هندو که جان هر یکے رفت — فراواں کشته گشت و اندکے رفت

چو آن فوجے شکسته پیشتر راند — ملک غازی کرے را پیش خود خواند

۲۴۸۵ اشارت کرد با یک ساهی خاص — برآورد کش ملایک خواند اخلاص

کرے چون کرد در نصب علم زور — شد از نصب علم چشم بداں کور

سمک برداشت ماهی را علم دار — ملک غازی ستاد آنجا علم وار

طلوع آفتاب از برج ماهی — همی دادش نوید پادشاهی

دهل زن را هم اندر پیش خود جست † — بفرمودش که شیبانه برفرس چست

۲۴۹۰ بگفتش کاے تهی سینه دهل وار — دهل پهلوے این پر دل نگهدار

نگر چون می زند فتحم بناموس — بدین بانگ دهل بر آسمان کوس

چو من قادر شوم از بخت فیروز — برین شب چهره کیوان سیه روز

بمزد آنکه در جاے چنین تنگ — دهل پیشم زدی در نوبت جنگ

ز بهر عیش روز و روزگارت — دهل پر زر فشانم در کنارت

* غلولہ - † ن: است -

۲۴۹۵ بهاهی دار هم گفت اندراں تاب ‏ | ‏ که گرد آری تو ماهی هم بروں آب
ترا زاں پس که ساکن گردد این برق ‏ | ‏ میان تلکه چوں ماهی کنم غرق
من و این ماهی و بانگ دهل پیش ‏ | ‏ کنم صد صف بکام ماهیء خویش
صف از پیشم چو سیل هفت شاخست ‏ | ‏ سوار آب و برگستان پاخه است
بریں ساں چوں سپهدار صف آرائے ‏ | ‏ تن تنها علم را داشت بر پائے
۲۵۰۰ سواران پراگنده که دیدند ‏ | ‏ علم بر پا زهر سو در رسیدند
رسید از یک طرف با صدق و اخلاص ‏ | ‏ بهاء الدولة خواهر زادهٔ خاص
ز دیگر سو ملک غازی بر آمد ‏ | ‏ ملک بهرام سوارے دیگر آمد
علی حیدر هم آمد حیدر آسا ‏ | ‏ دگر شیران پیکار اژدر آسا
گره بستند شد جمعیتے سخت ‏ | ‏ که فتحش زاں گره بیروں دهد بخت
۲۵۰۵ بهر جانب ملک غازی نظر کرد ‏ | ‏ که زاں پس بر که باید رخش برکرد
ز یک سو دید فوجے محکم از دور ‏ | ‏ به پیش نیمه پیدا نیمه مستور
سواه انبوه و پیلے چند در پیش ‏ | ‏ مسلماں نیز ناوک زن چو بدکیش
بسے بالا بسے در شیب مانده ‏ | ‏ ز کوب حمله بے آسیب مانده
ملک پرسید کیں لشکر کیانند ‏ | ‏ کز آشوب صف ما بے زیانند
۲۵۱۰ چو پرسیدند سنبل بود و کافور ‏ | ‏ که گشتند از پئے مردی سلاحور
هماں جا یوسف صوفی صف آرائے ‏ | ‏ تمام جنگ را چوں نیزه بر پائے
ز هندو نیز با ایشاں یکے فوج ‏ | ‏ چو خاشاکے که باشد هم ره موج
تغیر کرد باز آں را دراں حال ‏ | ‏ که چوں ماندند گبراں فارغ البال
ملک با جمله صف خاص بر آهخت ‏ | ‏ پس اندر حمله شد با جلدیء سخت
۲۵۱۵ بسختی زد بران غوغاے انبوه ‏ | ‏ چو در روز قیامت کوه بر کوه

نیاورد آن سپه این حمله را تاب　　همه گشتند هر سوی عنان تاب

برفتند هیچ مردی پس نمی دید　　به پهلو جز پر کرکس نمی دید

تهی دل پیش پیش و پردل از پس　　فتاده گرد باد تند بر خس

خدنگ موشگاف موشگافان　　شده شانه شکاف پرگزافان

۲۵۲۰ چو بشکست آن سپاه و رفت هر سوی　　ملک آورده سوی اردگه روی

معارف کاست در تاراج کم برد　　بجز در سمت منزل راه نسپرد

ولیکن تهی * بی راه و کهوکر　　مسلمانان هم افغانان منکر

بهر سو دست غارت بر کشادند　　ز سر خود از کمر خنجر کشادند

مسلمان را بجانی گر امان بود　　به بردند آب و آتش به ز جان بود

۲۵۲۵ ز مومن نیز اگر کس دید عقدی　　روانی تیغ راندش بهر نقدی

فراوان نو مسلمانان مغل نیز　　فرس برده از مسلمانان و هر چیز

و لیک آفت برای هندوان بود　　که کشته، مرده، زنده بی امان بود

همی راندند بر هندو بصد قهر　　سنان و دهر چون بر دهریان دهر

سوی چغتوانان † می درودند　　زر و اسپ و جواهر می ربودند

۲۵۳۰ فتاده گبر و مومن غول کرده　　دهان زخم شان تنبول خورده

یکی از راوتان هار گهر بود　　یکی از گوش گوش آویز زر برد

یکی بگشاد بازو بند یاقوت　　یکی سلکی که شهری را بود قوت

یکی عقدی ز مروارید بر یافت　　یکی انگشترین ناسور یافت

یکی با رانه شد هم ترازو　　که عین الهره برد از موش بازو

---

* کرم خوردہ - صاف نہیں پڑھا گیا - ممکن ہے تھری (صحرائے تھر بندہ کی قوم) مراد ہو۔

† کذا - غالباً چغتہ کی جمع بمعنی ترکہا -

۲۵۳۵ یکے زد تیغ و فتح آں در کشادش — که سبز آهن زمرد سبز دادش
گروهے گوهر جاں داد برباد — گروهے را قضا گنج گهر داد
جهاں را مهر شد کائیں چنیں است — که هرچه اورا جگر ایں را نگیں است
کسے کو پشت داد و پس نه بیند — بغاوت روے اورا کس نه بیند
غرے با بز مثل زد در شبانی — که در غارت نباشد مهربانی
۲۵۴۰ ملک غازی که ایں فتحش بر آمد — مرادے را که جست اندر برآمد
جبیں را کرد بر روے زمیں جاے — ز رخ درپیش منعم شد زمیں ساے
چو بود آں سجدهٔ شکرش باخلاص — شدش سر بهر تاج مملکت خاص
کنوں کاو یافت تاج پادشاهی — همیشه تاجور دارش الهی

بشارت دادن اسباب شاهی و جهاں داری
دل غازی ملک را بهر مسند ز انجم و اختر

۲۵۴۵ چو دولت مرد را بر سر نهد تاج — فتد ز آسیب او دشمن بتاراج
بهر فعلے که دستش یار گردد — در انگشتش کلید کار گردد
بهر منزل که جایش در خور آید — مراد از بام و گام از در درآید
به تعظیم آسماں بوسد جبینش — بسلطانی دهند ز انجم نگینش
ز تقدیر است چوں بینی به تمیز — خواص قابلیت در همه چیز
۲۵۵۰ یکے را کز بلندی بهره مند است — نیارد پست ماندن چوں بلند است
وگر کز آسمانش بهره پستی است — رهش ناچار سوے زیردستی است
بود گندم خرے بالا سرافراز — سر چلغوزه گیرد با فلک راز
بکوشش دیو جمشیدی نیابد — سها را نور خورشیدی نیابد

سرے کو را بود قسمت کلا ہے | هوس برتاج بردن نیست راهے

۲۵۵۵ ازاں نقدے کہ میسنجند در غیب | بروزی پر شود نے از هوس جیب

نہ هر فرقے سزاے چتر شاهی است | نہ هرتن را لقب ظل الهی است

نہ گوهر ز اهن هر دهرہ یابند | نہ هر پیشانی را مهرہ یابند

نہ هر درے بر افسر جاے یابد | نہ هر سر تاج ملک آراے یابد

نہ هر پا چشم شاهاں کرد پامال | نہ هرکس درکف پا دارد ایں خال

۲۵۶۰ کف پاے شہ غازی است آں بس | کہ شد خالش سواد چشم هر کس

چو بود آں خال ملکش در کف پاے | گرفت آں پا نگر بردیدہا جاے

چو از چتر سیہ آں بود نشانش | بفرق آں چتر شد سایہ فشانش

کنوں بشنو کہ از نہ چتر گردوں | چساں بر فرقش آمد چتر شبگوں

ملک غازی چو شد بر چتر فیروز | هماں جا بد بفیروزی همہ روز

۲۵۶۵ مبارک روز بخت مقبل خویش | شب آمد در مبارک منزل خویش

چو شب چتر سیاہ خویش بکشاد | مہ نو هم کلاہ خویش بکشاد

دم باد از هماے چتر شب وام | ملک را بهر ملک آورد پیغام

کہ بسم الله در آ اے صاحب بخت | کہ هم تاجت مبارک باد وهم تخت

جهاں را ز اختر خود نور نو دہ | بہ برج پادشاهی شمع نو نہ

۲۵۷۰ فراواں منتظر بد مژدہ در چنگ | سرو پاے ترا اکلیل اورنگ

چو ملک دهر بگرفتی بپاے | هنوز ایں انتظار هر دو تا کے

درفشاں دور باش گوهریں ساز | بروں کردہ زباں گوهر انداز

همی گوید علم هم پایۂ چتر | تو بخش از روے خود پیرایۂ چتر

علم هاے سیاہ و لعل در جاے | براهند ایستادہ بر یکے پاے

۲۵۷۵ که در دولت برین سو کی گرائی ‏ ‏ که یابم از تو در دولت روائی

بگاه صبح شد نوبت بفریاد ‏ ‏ که من هم خویشتن را می دهم یاد

بیا تا نوبتت چون نو نهند ساز ‏ ‏ شود نه گنبد گردون پر آواز

همه شب باد می آورد ازین سان ‏ ‏ پیام ساز سلطانی بسلطان

ملک در دل هوس را بند کرده ‏ ‏ بسهلے خویش را خرسند کرده

۲۵۸۰ گرفته راس در اندیشهٔ خویش ‏ ‏ همی زد باخود اندیشهٔ خویش

که من مرد صف آرای نبردم ‏ ‏ بگرد مسند شاهی نگردم

کرا این سر که جوید کار عالم ‏ ‏ نهد بر یک سر خود بار عالم

کسے کش ساخت چرخ از بهر این حال ‏ ‏ کجا بیرون شود چرخش به نهال

حکایت

شنیدم گوهرے از سلک شاهے ‏ ‏ بسوے ملک عقبی جست راهے

۲۵۸۵ کشید از کار تاج و تخت داماں ‏ ‏ ز شهر خود بسوے شد خراماں

درین بیگانه شهر آئین چناں بود ‏ ‏ که ناگهه بخت باکس* همعناں بود

چو خالی گشتے از فرماں روا تخت ‏ ‏ غریبے را رسیدے بارے از بخت

چو دیدندے بسیماے کس این نور ‏ ‏ بدو گشتے سراے ملک معمور

دراں هنگام کاں شهزادهٔ عصر ‏ ‏ رسید آنجا همی شد بر در قصر

۲۵۹۰ مگر † بے کار فرما بود گاهے ‏ ‏ همی بایست در بایست شاهے

چو دیدندش بزرگی شکل شاهاں ‏ ‏ شدندش بهر تاج و تخت خواهاں

ز رویش گرد تا کاسی فشاندند ‏ ‏ بشاهی بر سر تختش نشاندند

* ن : باکش - † ن : مگر بیکار فرماں -

جوان چندان که گفت از ترک خود راز * به ترک اونگشت * اقبال دم ساز

رهائی چون نبود از خاصه و عام * پذیرفت آن عمل ناچار و ناکام

۲۵۹۵ گزارد بخت خود را مقبل از دل * ولی نگزارد او را بخت مقبل

چنانکه اقبال و بخت این جهان گیر * شدش بهر جهان گیری عنان گیر

چنین صبحی که با جوزا بر آمد * علم روشن که چون بالا بر آمد

دخول موکب غازی ملک در قصر سلطانی
چنانکه آید به برج خویشتن مهر ضیا گستر

چو صبح غرهٔ شعبان فرخ * نمود از تخت گاه آسمان رخ

۲۶۰۰ بر آمد شاه انجم نور باران * چنان کز اوج مسند تاجداران

ملک باد سلیمان جست در پیش * سلیمان وار کردش مرکب خویش

روان شد نرم نرم آن باد گل رنگ * بدار الملک شاهی کرده آهنگ

بر اختر سایه کرده اعلام منصور * که زان ماه علم جوزا برد نور

بناوک چشم بد را دوخته قوس * بنظاره همه حوران فردوس

۲۶۰۵ ذکر تسبیح گویان در دویدن * مسبح الحمد خوانان در دمیدن

دو سوی مملکت گوهر سر افراز * کشوده صف دلیران صف† انداز

دوان در پیش صف پیلان نو گوهر * ز آب تیغ و باد کین بزنجیر

غرنبان کوس فتح آواز می داد * ز سر می برد هوش و باز می داد

دمامه نغمه های تازه می کرد * مهابت را بلند آوازه می کرد

۲۶۱۰ دوال چاوشان چابک افگن * کشاده چابکان را چابک از تن

*ن: نگفت †ن: سر -

ز آواز نقیبان کز گزر دور — رسیده مردمان چون سایه از نور

کمان‌گیران پس و پیش عنان‌خاص — کمان‌کش گشته پیش رخش رقاص

کمان در مشت و حاضر دیده دوزان — ز پیکان شعلهٔ آتش فروزان

که گر پرنده بالا پر زدے تیز — شدے پر کم ز پیکان سبک خیز

۲۶۱۵ سنانها برهنه پوشیده در گرد — که خورشید از فروغش حربه می‌خورد

برهنه تیغ هاے آبگون هم — درون چرخ برق افگن برون هم

ز اُرده خاص تا دروازه قصر — همه تیغ و سنان بد باشه عصر

بدین ترتیب در حفظ الهی — درون آمد بقصر بادشاهی

فرود آمد ز رخش وهم بران سطح — بجاے آورد حق را سجدهٔ فتح

۲۶۲۰ پس انگه خواند با لطفے ز حد بیش — ملوک و میر باقی ماندهٔ پیش

دل هر یک بجان بخششی قوی کرد — دران بخشش نبی را پیروی کرد

برابر جمله را با خویش بنشاند — همه منشور کار خود فرو خواند

که من بودم یکے آواره* مردے — ز مهر و مه چشیده گرم و سردے

بلطفم شه جلال‌الدین مغفور — مقرب کرد نزدیک خود از دور

۲۶۲۵ گرفته بر سرش تیغے چو الماس — به بیداری فراوان داشتم پاس

چو آن سلطان گیتی رفت در خواب — دلم گشت از دریغش در تب وتاب

بسان شمع می بودم درین سوز — که کے باشد شب شمع مرا روز

که ناگه صبح اقبال علائی — جهان را داد فیض روشنائی

ز بهر نور کار جان و تن را — دران پرتو فگندم خویشتن را

۲۶۳۰ چو پیش مهر او گشتم هلالے — همی افزود هر روزم جمالے

* ن : آزاده -

کنون کین پدر من کامل جمال است ‌ ‌ ازان آثار مهرم این کمال است

الغ خان کو برادر بود شه را ‌ ‌ ازو افروختم چندے کله را

چو پاینده برحمت بود کارش ‌ ‌ چه خدمت‌ها که کردم بنده‌وارش

چو او بگذشت گشتم باز یک چند ‌ ‌ به پیش شه علاء الدین گهر بند

۲۶۳۵ از انگه تا کنون کاینجا رسیدم ‌ ‌ ازان شاهنشهٔ والا رسیدم

چو بشنیدند گفتش نیک رایان ‌ ‌ بگفتند انچه گفتن راست شایان

که چون سررشته خود بیرون فگندی ‌ ‌ گهر از خویش بر غورے چه بندی

چوی دانیم کز تیغ تو آن خاست ‌ ‌ که ناید وصفش از نوک قلم راست

چو خان بر حصن رنتهنبور برتاخت ‌ ‌ ز لشکر گرد گردش حلقهٔ ساخت

۲۶۴۰ بران شه راے کرد حمله چون باد ‌ ‌ برد آن حلقهٔ آهن به پولاد

فرستاد از درون سو لشکرے سخت ‌ ‌ چو سیل کوه کو غارت کند رخت

به لشکرگاه خان شورے در افتاد ‌ ‌ چنان کین خلق در یک دیگر افتاد

توا فرمود خان تا پیش رفتی ‌ ‌ فزون از هم سران خویش رفتی

نمودی زان نمط جهد اندران جنگ ‌ ‌ که بر آیندگان کردی جهان تنگ

۲۶۴۵ بهنجارے سران را ره نمودی ‌ ‌ که زان گردن کشان سرها ربودی

هم از شمشیر مومن پاک شد زنگ ‌ ‌ هم از خونهاے کافر لعل شد سنگ

دو حصه کشته شد از لشکر راے ‌ ‌ بصد حیله یکے شد باز بر جاے

ازان جا چون مظفر باز گشتی ‌ ‌ بدست خان یکے شهباز گشتی

نشست آن کار زان گونه بیادش ‌ ‌ که زان پرتو قوی گشت اعتقادش

۲۶۵۰ گشاد کار اقبالت همان بود ‌ ‌ طلوع صبح بختت زان زمان بود

چو او در عالم دیگر سفر کرد ‌ ‌ امیدت سوے دیگر رخش بر کرد

شدے سلطانے اما چوں وفا بود — بسان * تغلق خانی بجا بود

میان بندگاں دولت اندیش — همی بودی برسم بندگی پیش

شه آں سوے که چوں تیرت فرستاد — رسیدی بر غرض باز آمدی شاد

دگر کافر چو سوے برن برتاخت — مسلماں را چو هندو برده می ساخت ۲۶۵۵

ترا چوں شه فرستاد اندراں سوے — نماند مراندی ازخون هاے شاں جوے

تمن ها چار بود و مهر هم چار — همه شهزادگان ملک تاتار

چو با آں لشکر پر باز خوردی — بماند ک مزد کردی انچه کردی

ورت شد عزم بر اقبال مدبر — براں هم قدرتت بود از مقدر

دگر در رزم ترماق و علی بیگ — هم افگندی بسے سرهاے چوں دیگ ۲۶۶۰

وگر بر جاش تیمو و کبک بود — هم از تو قتل گبراں یک به یک بود

دگر در بونبل † نزدیک دریا — صف کافر چو دریا شد مهیا

سپاهش یک تمن گبران قتال — زمیں دریا صفت زایشاں بزلزال

همش مقدار راے بونبل هم — ز بار هندواں کرده زمیں خم

معظم تغلق غازی ترا نام — مغل هم نام تغلق داشت ز ایام ۲۶۶۵

چو تو تغلق غزا را تیغ در دست — چو او تغلق بگیری ‡ تیر درشست

چو بهر نصرت دین است زورت — لکد بر فرق ایشاں کوفت بورت

نشاندی در دل گبراں سماں را — اسیر و بنده کردی هم گداں را

ز راے بونبل هم بستدی مال — ز دریا هر چه باشد عبرهٔ $ سال

دگر بر حیدر و زیرک رسیدی — صف آں صفدراں هم تو دریدی ۲۶۷۰

بریں ساں هژده رزمت جا بجا بود — که در هر هژده فیروزی ترا بود

* ک: بشان - † بنوبل ؟ - ‡ ن: مگیرے - $ عبره = معصول راه داری -

گر این هر یک مشرح باز گویند ‏ ‏ بدفترها سخن را ساز جویند
خلوصت انتظارے بود در دل ‏ ‏ که تا دیگر چه بخشد بخت مقبل
که فتح نوزده زاد از پس دیر ‏ ‏ بجنگ اول دهلی شدی چیر
٢٦٧٥ بمصاف بهستم بود این‌که در جنگ ‏ ‏ ز ملکے بستدی اکلیل و اورنگ
چو حیدر شهر یزدان رفت ازان پس ‏ ‏ جز از بو مسلم آمد این قدر بس
ازان پس شکر یزدان را که تقدیر ‏ ‏ برین دیبا چه نامه کرد تحریر
خداوندت که بے آزار می داشت ‏ ‏ ترا از بهر چندین کارمی داشت
وگر نه کس بچندین قتل و خونریز ‏ ‏ چه سان یابد خلاص از خنجر تیز
٢٦٨٠ کنون کازاد ماندی زان بلا ها ‏ ‏ بفرما خوان شاهی را صلا ها
برابر تخت چون هوشنگ و جمشید ‏ ‏ به برج مملکت نو ساز خورشید
ملک گفتا که گفت من همان است ‏ ‏ که تاج و تخت من تیر و کمان است
نه کار رزم باید سروران را ‏ ‏ نه دل بے حمله ماند صفدران را
چو از لطف علائی روز تا روز ‏ ‏ فروغ کار من شد گیتی افروز
٢٦٨٥ مرا پاداش لطفش بود واجب ‏ ‏ اداے حق انعام و مواجب
چو بشنیدم که کافر نعمتے شوم ‏ ‏ بکفران نسل او را کرد معدوم
خلیفه قطب دین را با چنان مهر ‏ ‏ که چون چشم خودش میداشت برچهر
بزخم دشنه کبر آن را تلف کرد ‏ ‏ متاعش کبرو موسن را علف کرد
بر اخلاف دگر هم تیغ خون راند ‏ ‏ حرمها کشت و بعضے را برون راند
٢٦٩٠ چنان باغی ز گبران شد بتاراج ‏ ‏ که گل مرغ برد و حلهٔ دراج
حرم بشکست و حورے چند از انها ‏ ‏ بخود خواند آشکارا و نهانها
دگر بعضے بگبران تبه داد ‏ ‏ زحل را مه نه زان سیه داد

همان مرتد براهو خانخانان ــ ملوث کرد چندین پاک جانان

بچشم زین غضب تاریک شد دهر ــ ز دود فتنه من تیره شد شهر

۲۶۹۵ نشستم تنگدل چون دردمندان ــ گزیدم پشت دست خود بدندان

زدم از سوز چون آتش فغانی ــ که شد بی‌شمع زان سان دودمانی

بران دلهای نوخیز دل افروز ــ بسی بگریستم چون ابر نوروز

پس این غم با دل خود کردم آغاز ــ که ای دل خانه از شادی بپرداز

که این غصه که رنج تازهٔ ماست ــ فرو خوردن نه در اندازهٔ ماست

۲۷۰۰ بزرگانی که پروردند ما را ــ بصد تیمار غم خوردند ما را

سپه دادند و مهری و ولایت ــ بمهری بانگ کوس و نصب رایت

پس اندر عهد ما جمعی پریشان ــ خلاف آرند بر اخلاف ایشان

روا باشد که ما را خون در اندام ــ بماند خون شان نا کرده آشام

زهی سستی که ما را جان بسینه ــ پس از ما میبرد این آزار و کینه

۲۷۰۵ چرا بازوی ما را زور کم گشت ــ چرا پیکار ما را نیزه خم گشت

چه شد ما را که چون مردان نکوشیم ــ بمردی خون شان چون می ننوشیم

شد این اندیشه ناچارم عنان گیر ــ که گشتم در عدو دوزی سبک تیر

وگر پرسی نه تنها این تهمت بود ــ که خون بی گناهان را دیت بود

عفاالله بلکه کلا تیغ و تیرم ــ سه تهمت گشت محکم در ضمیرم

۲۷۱۰ نخست آن که اندرین خاک خطرناک ــ ز گرد کفر نور دین شود پاک

بکوشم بهر دین مصطفی را ــ که از سر گردد اسلام آشکارا

دوم آنکه این همایون عرصه و بوم ــ کشم از دست هندو زادهٔ شوم

کسی گر ماندهٔ باشد ز ارجمندان ــ بلندان را دهم جای بلندان

سگ نمکی آن که کافر نعمتی چند ‏   چو نسل شاه را بنهاد بر کند

۲۷۱۵ چنان شان سر زنم در کینه خواهی ‏   که خون کردند بر ایشان تیغ شاهی

چنان ره را دهم از خون شان قوت ‏   که خاکش لعل گردد سنگ یاقوت

نمت چون بهر پزهش در سر آمد ‏   به پاداش نیست کارم بر آمد

چو هست بود محکم هیچو پولاد ‏   کلیدے گشته و باب فتح بکشاد

چو کشتم بر مراد خویش فیروز ‏   من و تو عمر باقی شکر این روز

۲۷۲۰ کنون جوییم سریر کامکاری ‏   جز از بهر غزا خنجر گزاری

ز نسل شاه مرحوم ار کسے ماند ‏   بشاهی باید این منشور نو خواند

ور از لوح جهان شد نام شان پاک ‏   بسے هستند امیران خطرناک

من و رخشیکه در ویرانه پرید ‏   سریر شاهی آنکه هر که جوید

مرا هیچ پال پور می پسند است ‏   دران ویرانه نور من بسند است

۲۷۲۵ بزرگان بر زمین سودند رخسار ‏   ببوسیدند پایش را ز میں وار

بعذر بندگی دادند پاسخ ‏   که اے بر ملک دیوار تو فرخ

ترا زیبد کلاه پادشاهی ‏   که مخصوصی بتائید الهی

سزائے دیگرے بودے گر این تاج ‏   بدو دادے قضا زین گونه معراج

قبائے را که دوران بهرت آراست ‏   ببالاے دگر کس کے شود راست

۲۷۳۰ بطے کو طعمۂ یارست در کام ‏   بود زو دود خواران را طمع خام

گوزنے را که شیر آورد در زیر ‏   شگالان هم خورند اما چو شد سیر

فروغ تست این ازمانهابی ‏   که از ذره نیاید آفتابی

چو ما هستیم در خدمت نگون سر ‏   نگون سر کے سزا باشد بر افسر

نگون سر شب پرک شب ها به پرواز ‏   سزاے تاج طاؤس سر افراز

۲۷۳۵ همان روز رسید این نام و ناموس — که بستی بر علم پرهای طاؤس
چو بودان این سرافرازی ترا داد — بافسر سرفرازی هم ترا داد
دگر ره گفت دارای جهان گیر — که من هستم کمین ساز و کمان گیر
که چون من صفدری جویم که جنگ — چگونه جایگه دارم بر اورنگ
من و فرق مغل و این تیغ کاری — شما دانید تاج و تاجداری
۲۷۴۰ دگر ره مهتران خواهش نمودند — بسے کوشش بخواهش در فزودند
همی گفتند کای از لطف جانی — عدو را مرگ و ما را زندگانی
شد از تیزاب تیغت کفر ویران — عمارت یافت عیش دین بجبران
مبادا جز تو کس فرمان ده ما — که هستی بعد جان ده جان ده ما
چو یکبار از تو جان بخشوده بردیم — نه بخشد گر دگر جان بخش مردیم
۲۷۴۵ درین صورت تو ما را جان پاکی — مکن این زندگان را باز خاکی
دگر ره گفت ملک آرای جان بخش — که جان بخشد خداوند جهان بخش
نه من طفلم که زین گفتار رنگین — کنم بے صبر وسلک این کار سنگین
اگر من خواهم این ملک از خود آراست — گمان مردمان خواهد شدن راست
که نے من بهر دین و کین زدم تیغ — بکار خود بر آمد برقم از میغ
۲۷۵۰ درین نقش غرض پروردهٔ من — همه ناکرده گردد کردهٔ من
پس آن بهتر که من زین سر بتابم — بسوے چارهٔ دیگر شتابم
چو من بیدل درین کار اندر آیم — بگرد کار دلها کے بر آیم
شبانے کش ستم بر بز گمارند — بدیه از دو رمه یک بز نیارند
دگر باره خردمندان باخلاص — برون دادند گوهرها چو غواص

۲۷۵۵	که این کارے که از دستت بر آمد	نه مردم * کاسمان را هم در آمد
	کسے کو جز تو خواهد رفت برتخت	گرفتم حالیت پوزش کند سخت
	چو بیند این دلیری هم علانت	چگونه خسپد ایمن از سلانت
	دران کوشش نماید جاز و ناچار	که از بالین خود برچیند این خار
	حدیث رزم بو مسلم نهان نیست	که تا اکنون چلونے درجهان نیست
۲۷۶۰	خلافت را سزا بود ارچه در زور	بزور افگند خود را دور ازین شور
	بجعفر داد تدبیر خلافت	همان تدبیر او شد بر وے آفت
	بدل جعفر روان در خونش آویخت	چو آب جعفر ازوے خون برون ریخت
	ملک را گرچه خامی بود ازان جوش	فروهشت اندرین پخته سخن گوش
	درین اندیشه باخود کار می پخت	حدیث پخته دیگر بار می پخت
۲۷۶۵	که ناگه گشت پیدا پیشش از دور	سه چتر ملک چون سه پارهٔ نور
	چو آمد بر سران سه ابر در بار	ملک سرکرد خم چون شاخ پر بار
	بسے بگریست برشاهان بصد مهر	که بود نه این فلک ها را مه و مهر
	پس از سه ماه یاد آورد و دریافت	ازان خوابے که سه ماهش بسر تافت
	بدل دانست کاکنون جاے رد نیست	حذر از بخشش یزدان خرد نیست
۲۷۷۰	عنان کار در دست قضا داد	ضرورت در چنین کارے رضا داد
	همان روزے که چندین ماجرا بود	ز چرخش بانگ بر مسند برآبود

جلوس شه غیاث الدین و دنیا تغلق غازی
فراز تخت سلطانی چو افریدون و اسکندر

* مردم کاسمان یعنی آسمان جیسے افراد۔

مبارک روز شنبه گه پیشین — یکه هنگامی است با انوار پیشین

جهان از چشمهٔ خود روی شسته — که و مه سبحه و سجاده جسته

موذن قامت خود برکشیده — جماعت صف بسجده برکشیده ۲۷۷۵

ممالک گیر سلطان جهان بخت — جوان سعد برآمد بر سر تخت

سریر آراسته ماه و آفتابش — نوبت دین و دنیا شد خطابش

ملایک جمله گفتندش همانکه — دعاء خلد الرحمن ملکه

خروش کوس گیتی را خبر کرد — دل بد خواه را زیر و زبر کرد

موافق ریخت گوهرها ز حد بیش — مخالف هم ملوک از دیدهٔ خویش ۲۷۸۰

فلک شادی بدوران و زمان داد — جهان را مژدهٔ امن و امان داد

دگر پرسی ز طالع طالع قوس — که زان طالع جهانی گشت فردوس

شده مریخ ناوک زن کمان گیر — که بر جان بد اندیشان زند تیر

کمان ملک را بخشد بلندی — ببازوی شه آرد زورمندی

دبیر برجیس برج آرائی گشته — به بیت المال مال اجزائی گشته ۲۷۸۵

که مال هفت کشور سلج برسنج — رساند در خزینه گنج در گنج

بسیوم خانه زاهر مشتری وش — شده دلو لبالب را رسن کش

دلهاش آن بود کز چرخ دولاب — بنزدیکان و خویشانش دهد آب

زحل در پرده و ناظر به تثلیث — ز مهر و دوستی چون نوح با شیث

چو آن ستاره بالا و بلند است — بلندی خوی شاه ارجمند است ۲۷۹۰

ز مستی شهر گوهرے زهرهٔ سعد — نهاده شهر را زنجیرے از جعد

بتثلیث از نهم* او هم نظر دار — بلشر صحت و از هر سو خبردار

* ممکن ہے کہ یہ لفظ "ادهم" خانے کے معنی میں ہو۔

بطالع فرصت خور بالحقیقه — که دادش خوشهٔ گندم د قوقه

دلیلش این که کار ملک جمشید — شود پخته بآتشهاے خورشید

۲۷۹۵ سران مملکت فرمان پذیرند — بفرمان هم زیند وهم بمیرند

عطارد نیز در ماهر طرب یاب — بخوشه کرده در بیت الشرف خواب

شود زان تیر و کار رائے و تدبیر — ز بهر بخت شاهی راست چون تیر

قمر در عقرب و خانه ده و دو — عدو را نیش عقرب زد به پهلو

* سنان سازد قمر نیش چنان را — زند در چشم بد خواه آن سنان را

۲۸۰۰ ازین طالع زمانه دارد امید — که دایم ماند این تابنده خورشید

حدیث مرتد مدبر که چون بودش گرفتاری
وزان پس کشته گشتن بعد رسوائی بشهر اندر

چو ناصر گشت بے نصرت ز تقدیر — خلل کرد از سنان و تیر چون تیر

پراگر شد جدا زو مرتد شوم — بهر گوشه خزان می گشت چون بوم

در آمد در سرائے با رخ زرد — وزو زردی بهر دیوار اثر کرد

۲۸۰۵ ز رنگ زعفران گونش پیاپے — در و دیوار می زد خنده بر وے

بران گو نه وے از اندیشهٔ جان — چو جان می گشت و چون اندیشه پنهان

درین حال انچنان بر گشته حالے — نهانے یافت جاے کاہ زالے

دران ویرانه آن بیران درون رفت — برخنه هم چو ماران سرنگون رفت

چو لشکرها ز کشتن باز پرداخت — سوارے چند ناگه آن طرف تاخت†

۲۸۱۰ نهانے ‡ هر کسے شان را سپر داد — که نتوان خانه هر را گرچه درداد

* کذا - مشکوک - † ن: باخت - ‡ کذا - مشکوک -

ولیکن این‌جا است زالے پیرزستان   که گر سی مرغ می‌جوئیش هست آن
وگر مرغیش در دام او فتاده است   چو سی مرغش بکنجی جاے داد است
رود گر رستمی در کنج آن زال   شود صید وے آن سی مرغ بے بال
ازیشان رستمی بر زال بشکافت   چو سی مرغے بکنج آن مرغ را یافت
۲۸۱۵ چو نیکوش از شناسائی نظر کرد   شتابان رفت الغ خان را خبر کرد
که جاے هست مرتد خانخانان   سر اندر کش زبیم تیغ رانان
شب این روشن شد و خان رفت که را   وزان تاریک روشن کرد شه را
سوارے چند رفت از پیش در حال   کشیدندش ز محنت خانهٔ زال
رسانیدند در دم پیش خانش   برحمت داد خان اول زبانش
۲۸۲۰ که شاهنشاه ما چون هست جان بخش   به بخشد جان و مالے از جهان بخش
جهان بخشی چو دل دادش زمانے   روان کردش بسوے شیر والے
چنان فرمان شد از فرمان ده دهر   که باخویشش برد خان* جانب شهر
بگردانند در شهرش بخواری   که این باشد حق ناحق گزاری
بفرمان خان اعظم عزم آن کرد   که راند بروے آنچه او باکسان کرد
۲۸۲۵ چو او آلوده دامن هائے مستور   ز ستر پاک دامانان دهن دور
سبک پرده ز کارش بر فگندند   بعجزش دامنے بر سر فگندند
خود این شه راحق آن شاه انگلی داد   که بر سر هاے شاهان دامنے داد
پس انگه خان اعظم سرور دهر   ز بهر گشت شهرش برد در شهر
بگردانیدش از هر شاه راهے   پر از نظارگی هر راه شاهے
۲۸۳۰ بشوریده همه دهلی زن و مرد   بحیرانی درو نظاره می کرد

* ن : جان —

گران دست تعصب را دوان شور ‌ ‌ ازان دعم و ازان نصر و ازان زور
نگون سر مرتد رسوا دوان گشت ‌ ‌ زمین را سایهٔ او به گران گشت
ز گشت شهر چون بر دند بازش ‌ ‌ ز گشت آن جهان گذتند رازش
بنای کتر کفران بر فگندند ‌ ‌ چو درپوش خیالش سر نگندند
۲۸۳۵ روان شد خون که کشتن چو جویش ‌ ‌ که شوید گرد وسواس ز رویش
بهان می‌کرد خونش از چهره شوئی ‌ ‌ که مرتد را چنین به سرخروئی
پس از خاکش بخواری در کشیدند ‌ ‌ نگونسارش بکنگر بر کشیدند
بلندی چون بجوید کس به هنگام ‌ ‌ بلندیش این چنین باشد بفرجام
شه ما را بلندی باد جاوید ‌ ‌ که درخورشد بلندی را چوخورشید

گرفتاری خسرو از الغ خان مخالف کش

۲۸۴۰ چو مرغی شوم کش بازی کند صید از برای خور

بکار مرد چندانی بود نور ‌ ‌ که نبود پرتو اقبال ازو دور
چو رفت آئینهٔ بخت از نمودار ‌ ‌ همه بر عکس گردد صورت کار
اگر گوهر بدست آرد شود سنگ ‌ ‌ دگر آئینه بیند گیرد ش زنگ
زر نقدش بدامن خاک گردد ‌ ‌ حریرش زیر پا خاشاک گردد
۲۸۴۵ فرس گر پیشتر راند فتد پس ‌ ‌ وگر بردست گیرد گل شود خس
اگر خنجر کشد بر خصم خونریز ‌ ‌ سر خود را برد زان خنجر تیز
گریزد مرغ جوشیده ز نانش ‌ ‌ پرد مرغابی بریان ز خوانش
بد آموزی کنندش نیک رایان ‌ ‌ ز پهلویش گریزند آشنایان
رمه گرگان رهانید از سپاهش ‌ ‌ فرس دزدان برند از پایگاهش

۲۸۵۰ چناں کش ہوش بر ہوش آید آساں ‖ کنندش پا ز کم کم ہم بر آنساں
ز دور روزگار است ایں کم و بوش ‖ کہ آرد ہردم آئینے دگر پوش
تو نشناسی طریق دہر قتال ‖ مگر آنکہ کہ خواتم بر تو ایں حال
کہ خسرو خان کافر نعمت خس ‖ چو از غازی ملک بگریخت واپس
چہ ساں شد ز اختر گردندہ حالش ‖ چگونہ کرد گیتی پایمالش
۲۸۵۵ چو او از پیش شاہنشاہ غازی ‖ شکست و کرد راہ چارہ سازی
برابر بود کافر نعمتے چند ‖ براو نیز چندے سخت پیوند
فرس را ہر طرف لختے عناں گیر ‖ خیالش مژدۂ تیر و سناں گیر
عناں ہر سو کہ می پیچید جانش ‖ اجل می داد پیچش در عنانش
دراں پیچاکِ جانش امکاں نشد ہیچ ‖ کہ زاں پیچ بلا گردد عناں پیچ
۲۸۶۰ چو گم رہ بود رہ را نیز گم کرد ‖ سوار گمرہش نیز اشتلم کرد
جدا گشتند ازاں گمرہ خسے چند ‖ خس گمرہ چہ گویم ناکسے چند
چو آں گمرہ بماند از ہمرہاں دور ‖ برہ جوئے کشاد از چشم بے نور
خزاں در رفت در بیرانہ باغے ‖ نہاد از سوز در ہر لالہ داغے
گہے ماند و گہے رفت و گہ افتاد ‖ چو برگے در خزاں از جنبش باد
۲۸۶۵ خبر بردند پیش شاہ منصور ‖ کہ در باغے است باقی ماندہ مقہور
اشارت کرد الغ خاں را شہنشاہ ‖ کہ گردد باد سوے آں چمن گاہ
شتاباں گشت الغ خاں عدو سوز ‖ بسوے آں چمن چوں باد نوروز
خزاں * دیدہ درختے دیدہ کندہ ‖ سپہر از برگ و بارش بر فگندہ
رسیدہ بلبلان گلشن از وے ‖ دمیدہ نو بہار گلشن از وے

* یعنی ایک خزاں دیدہ درخت کو اُس نے اکھڑا ہوا دیکھا -

۲۸۷۰	شده زو پر مغیلان باغ نسرین	بنسرینش نهشته گرد نفرین
	ز بهر خونش زاغان تیز کرده	کلاغان نوکها را تیز کرده
	ازین سو تیغ بیرون کرده سوسن	وزان سو خار بیرون رانده توسن
	ز بیم دیدن رویش دران باب	بر بسته چشم هاے خویش را آب
	الغ خان چون چنان بیچاره دیدش	نوازش کرده چون دل پاره دیدش
۲۸۷۵	که مندیش ارچه تو در خورد آنی	که از تهنیت رسد لطف زبانی
	ولے شه مکرم است و مهربان هم	بخواهد جانت بخشید و جهان هم
	بگفت این و نوازش کرد در حال	روان کردش سوے شاه عدو مال
	چو آن برگشته روز آمد بدرگاه	زمین بوسید پیش مسند شاه
	شهش گفت اے ستم کار جفا کیش	چرا کردی جفا بر منعم خویش
۲۸۸۰	ویت کرده از عزیزی در جگر جائے	تو بفشردی روان در خون او پاے
	جواب این داد کافر نعمت شوم	که حالم همگنان راهست معلوم
	اگر نا رفتنی بر من نرفتے	زمن نا آمدے و این فن نرفتے
	قلم چون رفته بد کاین ز آید از من	و زو آن آید و این آید از من
	قلم نا چار حرف خود برون داد	نه این تهمت زمن بلک از قلم زاد
۲۸۸۵	چنان کو حرف شمشیر از قلم خورد	مرا هم حرف او خواهد قلم کرد
	قلم آسود نتوان پیش ازین گفت	که حرف ازخط نخیزد چون قلم خفت
	دگر ره گفت شاهنشاه آفاق	که اے با فتنه جفت و با بلا طاق
	چرا کشتی دگر شهزادگان را	تو بند* سرزدی آزادگان را
	بزاری باز پاسخ داد خون ریز	که آنجا من نراندم* خنجر تیز

* ن : ندانم -

۲۸۹۰ و لیکن شد بپیشان در زبونی ۔۔۔ زبان بدسگالان تیغ خونی

همی گفتند ازین راه خطرناک ۔۔۔ بباید خار کندن تا شود پاک

دگر گفتش چو تو پائین پرستی ۔۔۔ چرا خود بر سر مسند نشستی

بگفتا رائے من هم داشت آهنگ ۔۔۔ که یک شهزاده را شانم بر اورنگ

ولیکن مصلحت بیلان بد رائے ۔۔۔ شدند اخلاص بد را کار فرمائے

۲۸۹۵ که چون سلطان نشان باشی تو درپیش ۔۔۔ بود سلطان نشان را خطرهٔ * بیش

به تخت مملکت خود کن قبا چست ۔۔۔ که دیگر هر که شیند دشمن تست

ضرورت چون در آمد یاری بخت ۔۔۔ ز بیم سر نهادم پائے بر تخت

دگر گفتش که چون کردی بسر تاج ۔۔۔ چرا آهنگ من کردی بتاراج

فرستادی همه لشکر بسویم ۔۔۔ که یک رویه زند تیغ دو رویم

۲۹۰۰ بگفتا رو شدم بود این سراسر ۔۔۔ که کس باتو نیارد شد برابر

کنم سوئے تو اقلیمی ز عالم ۔۔۔ کشاده بندمت حد تا بعالم

و لیک این گفت ایشان آب من بود ۔۔۔ که باید زود بوکشت آتش خرد

کنون کز من ستد یزدانی توا داد ۔۔۔ علی رغم من این دولت ترا باد

همین † جان بخش و بیهے ده ۔۔۔ که گرده جانم آزاد از رهے ده

۲۹۰۵ که مانم از پئے شاماخ و کوری ۔۔۔ ز دور خاک شان در خاک شوری

نخواهم گندم سلطان ضائع ۔۔۔ بکوری کردم از دو دیده قانع

شهش گفتا که سهلست این توان کرد ۔۔۔ ولے چون باتو ترک کین توان کرد

چو باتو کار بهر دین و کین است ۔۔۔ بباید کرد کین کاین کار دین است

چو چندین جان که در خور به زیان را ۔۔۔ نه بخشیدم همه اسلامیان را

---

* ن : خطر در - † کذا - نامفهوم -

۲۹۱۰ شود حمل ار کنم جانت هم آزاد ‌ که چادبن فتنه نے از تو ز من زاد

پس از اسلام دور افتاده باشم ‌ رضا در کفر و کفراں داده باشم

فتد در خاک هر گردے که خوردم ‌ روں برباد هر جهدے که کردم

بزرگانے که بهر کین ایشاں ‌ کمر بستم بساں خوب کیشاں

قصاص خوں اگر بر تو نرانم * ‌ ز روح پاک شاں شرمنده مانم

۲۹۱۵ برو سر نه چو آتش در ته تیغ ‌ که می باید نهادن سر ته تیغ

بگفت این و اشارت کرد در حال ‌ که کردند ش رواں مرداں قتال

هماں جائے که بر سلطان مبارک ‌ مخالف را زند شمشیر پلارک

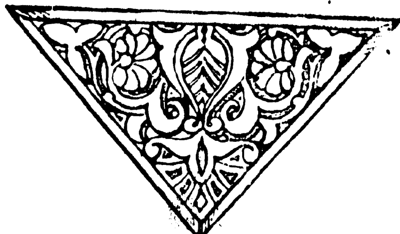
سر آں نا مبارک هم بداں جائے ‌ چو تیغ آسماں گوں شد زمین سائے

فرو بردند و افگندند در صحن ‌ که تاپامال شد چوں دانه در طحن

۲۹۲۰ بنظاره عوام و خاصه و میر ‌ همی گفتند کا حسنت اے جهانگیر

* ن : ندانم -

(ترک صفحه آخر :- زهے)



صحت نامہ

یاد داشت :—

کتاب کے حواشی میں ،، ن ،، سے نسخۂ حبیب گنج ـ
،،ق ر،، سے قیاس مولوی رشید احمد ـ
،، ك ،، سے کاتب الحروف (سید هاشمی) کا قیاس مراد هے

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۱	۵	خزائن الفتوح	مفتاح الفتوح
۳	آخری	عبرت	عبارت
۴	۱۶	،	تها
۱۵	۱۲	تاریخی مثنوی	تاریخ
۲۰	۷	دیپال پورا	دیپال پور
۴۴	۶	بهکا	بهاگا
۴۸	۲	بڑها	بڑه
۵۳	۲۰	قلعۂ گبراں	قلع گبراں ، نے ـ
۶۶	۱۷	سرسناك	شرمناك
۶۹	۱۶	۰	که
۷۱	۱۵	۱۹۲۰	۲۹۲۰
۷۷	۱۹	عشقیه	عشیقه
۷۸	۱	،،	،،
۹۱	۲۰	نام	نام سے
۹۳	۷	ما شاء	ما شاءالله

متن مثنوی

صفحه	سطر	غلط	صحیح
۲۲	حاشیه	×	× ن
۲۳	۹	مود	مرد
۲۴	۱۴	میهمان	میهمانی
۲۴	حاشیه	۱۹ ۲۰	۱۹ وین ۲۰
۳۱	حاشیه	ك: ن	ك: كن
۴۴	۲	بسپرده	بسپرد
۴۶	۱۱	بکبارگی	یکبارگی
۵۱	۴	گدد	گردد
،،	۱۶	چه بافی	چه می بافی
۵۴	۱۲	قطع	قلع
۵۷	۶	شمشیم	شمشیر
،،	۱۱	سرے	سوئے
،،	۱۵	هویك ـ رود	هریك ـ ریزد
۵۸	۴	غرا	غزا
،،	۱۶	دگر	وگر
۶۰	۱۲	بیداری	بیدرائے
۶۴	۱۵	گویا	گو با
۶۷	۶	درین	ور این
۷۳	۴	یابد	پا بر
۷۷	۴	کاری	کارمے
،،	،،	بیداری	بیدار
،،	۷	کفند	گفتند
۸۱	۶	احتر	اختر
۸۲	۱۱	مستن	بستن
۸۸	۱۸	سو	سر
۹۱	۱	قبلش	تلبش
۹۴	۱۲	تند و تند	تیز و تند
،،	۱۹	ستاره	ستاده
۹۵	حاشیه	سپدن	سپردن
۹۷	۴	زردی زد	به زردی زد
۹۹	۷	دو	در
،،	۱۲	،،	،،
۱۰۰	۱۳	زربی	زرین
۱۰۲	۱۳	بنائے	برائے
،،	۱۷	درمند	زورمند
۱۰۶	۱۳	نجم	نرنجم
۱۰۷	۱	و	ز
۱۱۳	۵	بران	بر آن
،،	۶	فشاندند	فشاندن
۱۱۵	۱۸	هر پیکش †	هر بیلکش
۱۱۸	۶	گاه	به گاه
۱۲۹	۵	زکوه	زکوهے
،،	،،	کروه	کروهے
۱۳۸	حاشیه	‡ ن	‡ ك
۱۴۷	۱۳	اجزائے	افزائے
۱۴۴	۱۴	دگر	وگر
،،	۱۶	بس	پس

ملنے کا پتہ :—

دفتر مخطوطات فارسیہ

لال ٹیکری - حیدرآباد دکن

——— * ———

قیمت فی نسخہ (مجلد) ——— چار روپیہ

" " " بیرون ہندوستان ——— چھہ شلنگ

(تاجروں کو معقول کمیشن دیا جائے گا)